خواتین کے لیے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک نایاب تحفہ
انمول
خواتین کی
محفل میلاد
مؤلفہ
زوجہ محترمہ
حافظ محمد ظفر اقبال نظامی
پبلی کیشنز لاہور

2
خواتین کے لیے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک نادر تحفہ
انمول
خواتین کی محفلِ میلاد
زوجہ محترمہ
مؤلفہ حافظ محمد ظفر اقبال نظامی
اس کتاب میں آپ پڑھیں گے
اسم محمد مصطفیٰ ﷺ
رحمت مصطفیٰ ﷺ
درود وسلام دربارگاہ مصطفیٰ ﷺ
معجزات مصطفیٰ ﷺ
نورانیت مصطفیٰ ﷺ
محبت مصطفیٰ ﷺ
بے مثال بشریت مصطفیٰ ﷺ
سنت مصطفیٰ ﷺ
اختیارات مصطفیٰ ﷺ
نماز، تقاضائے میلادِ مصطفیٰ ﷺ
استعانت مصطفیٰ ﷺ
شفاعت مصطفیٰ ﷺ
شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون 0322-22 22 740

انمول

خواتین کی محفل میلاد

باہتمام	ملک محمد شاکر
سن اشاعت	محرم/نومبر 2014
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	-/400 روپے

ملنے کا پتہ

نظامیہ کتاب گھر
0301-4377868

شبیر برادرز
042-7246006

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ ... راولپنڈی
051-5536111

ضروری التماس

قارئین کرام ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے تاہم پھر بھی اگر آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہو گا۔

انتساب

بنام

اُم السادات، مخدومہ کائنات، دختر مصطفیٰ، بانوے مرتضیٰ، سردارِ خواتین جہاں و جناں، حضرت سیدہ، طیبہ، طاہرہ، زاکیہ، راضیہ، مرضیہ، عابدہ، زاہدہ، محدثہ، مبارکہ، ذکیہ، عذراء، سیدۃ النساء، خیر النساء، خاتون جنت، معظمہ، اُم الہادٰ اُم الحسنین

حضرت سیّدتنا فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ عنہا

الاهداء

بنام

شیخ طریقت، رہبر شریعت، عاشق ماہِ رسالت، امیر اہلسنّت، پروانۂ شمع رسالت، عالم شریعت، عارف معرفت، محسن اہلسنّت، ولی باکرامت، نائب اعلیٰ حضرت، سیدی ومرشدی، نائب غوث الاعظم، پیکر علم وعمل

حضرت علامہ مولانا ابوالبلال

محمد الیاس عطار قادری

دامت برکاتہم العالیہ

فہرست عناوین

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

ایصالِ ثواب

(والدین مرحومین کے نام)

اللہ کی بارگاہ میں التجاء ہے یہ جو کتاب لکھی اس کو لکھنے اور پڑھنے کا ثواب اللہ کریم میرے والدین کو پہنچائے اور اللہ کریم ان کی بخشش و مغفرت فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں التجاء ہے

اللہ کا نام لیا منہ کو دھو لیا مشک و گلاب سے
پھر استدعا کی ہے جناب رسالت مآب سے
تجھے واسطہ جناب رحمۃ اللعالمین کا یا اللہ!
میرے امی ابو ماموں ہو جائیں فکر عذاب سے
رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ ہر نماز میں دعا کرتی ہوں
ان پر ابر کرم برسا بخشش کے سحاب سے
مسز ظفر کو گر ہے توفیق ملی توصیف نبی کی
یہ ہے وہ روشنی جو ملی مدینے کے آفتاب سے

کنیزِ درِ فاطمہ
مسز ظفر اقبال چشتی نظامی
۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۔اَمَّا بَعْدُ!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمتوں کا (خوب) تذکرہ کریں۔(پ۳۰ الضحیٰ:۱۱)

اللہ کریم کا کروڑ ہا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے قلمبند کرنے کی توفیق بخشی۔ اللہ کریم نے ماہ ربیع الاول میں ایسی ہستی کو دنیا میں جلوہ گر فرمایا جو محبوب رب بے نیاز ہے۔ جو مسند نشین حریم ناز ہے۔ جو غلام پرور و بے کس نواز ہے' جو غریبوں کا محرم راز ہے۔ جو شکستہ دلوں فراق نصیبوں کا چارہ ساز ہے۔ جو واقف اسرار و نشیب و فراز ہے۔ جو کاشف رموز حقیقت و مجاز ہے۔ صاحب خوارق و اعجاز ہے۔

اللہ کریم نے اس عظیم نعمت کے عطا فرمانے کے بعد حکم دے دیا کہ اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرو۔

''خواتین کی محفل میلاد'' کتاب میں' میں نے انتہائی اہم موضوعات کو شامل کیا ہے۔ اللہ کریم اس ذکر کے صدقے میری' میرے والدین' معاونین اور پوری امت مسلمہ کی مغفرت فرمائے۔

کنیزِ دربار [illegible]

زوجہ حافظ [illegible] اقبال چشتی عباسی

پرنسپل جامعہ گلشن اسلام [illegible] سیالکوٹ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۔اَمَّا بَعْدُ!

اللہ رب العزت نے اس کائنات انسانی پر بے حد و بے حساب احسانات وانعامات فرمائے۔انسان پر بے پایاں نوازشات اور مہربانیاں کیں اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک جاری و ساری رہے گا۔انہی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت حبیب غفار' محبوب ستار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے عظمت والا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا"۔(پ:۴'آل عمران:۱۶۴)

اسلام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل و کرم پر شکر بجا لانا تقاضائے عبودیت و بندگی ہے۔قرآن میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۝

"اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔(پ:۱۳'ابراہیم:۷)

اس آیہ کریمہ کی رو سے نعمتوں پر شکر بجا لانا مزید نعمتوں کے حصول کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کی عطا کردہ عظیم نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔اس کا ایک اہم مقصد محبت و قرب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول و فروغ اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے مسلمانوں کے تعلق کا احیاء ہے اور یہ احیاء منشاء شریعت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کی معرفت ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت میں اضافہ کا محرک بنتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ایمان کا پہلا بنیادی تقاضا ہے اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں مسرت و شادمانی کا اظہار کرنا' محافل ذکر و نعت کا انعقاد کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے سب سے نمایاں مظاہر میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے مبعوث فرما کر ہمیں اپنے بے پایاں احسانات و عنایات اور نوازشات کا مستحق ٹھہرایا ہے۔

بنتِ عبدالمجید کی مایہ ناز تصنیف ''خواتین کی محفل میلاد'' میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل' خصائل پر مشتمل عنوانات شامل کیے گئے ہیں اور اللہ کی اس عظیم نعمت کے شکر میں جو کاوش کی گئی ہے اس میں الفاظ کی شائستگی' تسلسل' سادگی سے جو خوبصورتی عبارت میں پیدا ہوئی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ کریم اس کتاب کی مؤلفہ' معاونین کی مغفرت فرمائے۔ آمین

بِجَاہُ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

غبارِ راہِ طیبہ
حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی عفی عنہ
خادم و بانی جامعہ گلشن اسلام آڑھا
(سیالکوٹ)
0300-7153363
0345-8253363

کلمات تبریک

ازقلم: بنت محمد مشتاق

سینئر مُدَرِّسَہ جامعہ گلشن اسلام (للبنات) آ ڑھا (سیالکوٹ)

زوجہ حافظ محمد ظفر اقبال صاحب کی عظیم کاوش کے بعد محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع (Topic) پر مایہ ناز تالیف **''خواتین کی محفل میلاد''** ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل' شمائل' خصائل اور معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے۔

محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کرنے والی خواتین کے لئے یہ ایک عظیم تحفہ ہے۔ ان کو گھر بیٹھے بٹھائے وہ تمام عنوانات مل جائیں گے جن کو بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر چیز بحوالہ بیان کی گئی ہے جو اس کتاب کی انفرادیت ہے۔

معاشرے میں عورتوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اگر عورتوں میں شعور ہوگا' سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقفیت ہوگی' وہ اعلیٰ اقدار سے روشناس ہوں گی تو اپنی زندگیوں کو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گزار سکیں گی۔ عالم اسلام کی تمام خواتین سے میری یہ درخواست (Request) ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کر کے اپنے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کریں اور محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی سے اپنی زندگیوں میں مٹھاس پیدا کریں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب سے پوری امت مسلمہ کو استفادہ کرنے کا موقع ملے اور مغفرت کا ذریعہ بنے۔

خادمۂ دین ملت: بنت محمد مشتاق عفی عنہا

27 ستمبر 2014ء / یکم ذوالحج 1435ھ

تقریظ جلیل

از قلم: زوجہ محمد بشارت

سینئر مُدرّسہ جامعہ گلشن اسلام (للبنات) آڈھا (سیالکوٹ)

اسلام کی آمد سے پہلے عورت کی زندگی انتہائی ابتر تھی۔ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ عورت کو باعث عار سمجھا جاتا تھا۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو (Great States) عطا فرمایا۔ اور ہر رشتے میں عورت کی حیثیت کو سر بلند کیا۔ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا خصوصی انتظام (Special Arrangement) فرمایا۔ محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی عورتوں کی تعلیم کے انتظامات کیے جاتے ہیں۔ امہات المومنین بھی عورتوں کی تعلیم پر خاص توجہ دیتی تھیں۔

اگر عورت باشعور ہوگی، دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہوگی تو اس سے نہ صرف عورت کی اپنی زندگی بلکہ پورا معاشرہ سنور جاتا ہے۔

قرآن و حدیث میں عورتوں کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔

عورت معاشرے (Society) کی اہم اکائی ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت انتہائی لازمی ہے۔ وہ عورت پاکیزہ، نیک، پارسا اعلیٰ اخلاق کی مالکہ ہوتی ہے جو قرآن و حدیث کی تعلیم سے آراستہ ہو۔ اس میں حضور کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ (Passion) ہو۔

دورِ رسالت میں عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت و عقیدت تھی کہ عورتوں نے جہاد میں حصہ لیا۔ اپنے شوہروں اور بچوں کو شہید ہوتے دیکھا۔

میدان جنگ میں زخمیوں (Injures) کو پانی پلایا۔ دین کی تعلیم سیکھنے کا اظہار

کیا۔سادگی کو اپنا کر دین کے لئے مالی خرچ کیا۔

''قاریہ مسز حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی'' کی تصنیف خواتین کی محفل میلاد سے یہ واضح ثبوت (Clear Proof) ملتا ہے۔آج کے دور میں بھی عورتوں میں عشق محمدی کا جذبہ موجود ہے۔دین سے لگن کے آثار پائے جاتے ہیں۔''یہ کتاب خواتین کی محافل میلاد'' مسلمان خواتین کے لئے عظیم تحفہ ثابت ہوگی۔اللہ کریم مؤلفہ کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں فلاح دارین عطا فرمائے۔

کنیز در فاطمہ
مسز محمد بشارت عفی عنہا
28 ستمبر 2014ء
2 ذوالحج 1435ھ

کلماتِ تحسین

ازقلم: محترمہ مسز محمد یٰسین ایم اے، بی ایڈ
پروفیسر گورنمنٹ ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں مسرت وشادمانی کا اظہار کرنے کے لئے جشن میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ ایسا مبارک فعل ہے جس سے ابولہب جیسے کافر کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنے یوم ولادت کی تعظیم فرماتے اور اس کائنات میں اپنے ظہور وجود پر سپاس گزار ہوتے ہوئے پیر کے دن روزہ رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے یوم ولادت کی تعظیم وتکریم فرماتے ہوئے تحدیث نعمت کا شکر بجالانا حکم خداوندی تھا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وجود مسعود کے تصدق وتوسل سے ہر وجود کو سعادت ملی ہے۔

جشن میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مسلمانوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام جیسے اہم عمل کی رغبت دلاتا ہے اور قلب ونظر میں ذوق وشوق کی فضا ہموار کرتا ہے۔ سیرت طیبہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور جذبہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محفل میلاد کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

قاریہ مسز حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی کی انتہائی قابل تحسین کاوش کے بعد ایک ایسی کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کا نام ''خواتین کی محفل میلاد''

ہے۔ اس میں جو عنوانات شامل کیے گئے ہیں ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت سے لے کر بے مثال بشریت تک کے بیانات باحوالہ شامل کیے گئے ہیں۔

اللہ کریم اس کاوش کو قبول فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اس کتاب کو وسیلۂ مغفرت بنائے۔

مسز محمد یٰسین

ایم اے بی ایڈ

29 ستمبر 2014ء

3 ذوالحج 1435ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْمُصْطَفٰی . مُحِبِّ الْمُرْتَضٰی خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَنٰتِهٖ وَذُرِّیّٰتِهٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِهٖ ذَوِی الدَّرَجَاتِ وَالْعُلٰی

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سب ناواں توں سوہناں نام
جیہدے وچ دو میماں
اس نام نوں لکھاں نے سلام
جیہدے وچ دو میماں

نور محمدی چمکدا آیا
عرش فرش تے چانن لایا
سوہنے نے سوہنا نام وکھایا
اس نام توں میں قربان
جیہدے وچ دو میماں

سارے نام نبی دے پیارے
اک دوجے توں ودھ کے سارے
سارے نام تجلیاں والے
اس نام دی وکھری اے شان
جیہدے وچ دو میماں

کملی لے کے عمر گزاری
ایہہ گل جان دی دنیا ساری
نام نبی توں صدقے واری
اس ناں وچ میری جان
جیہدے وچ دو میماں

ابتدائیہ

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور احسن تقویم کا شرف عطا فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ

بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔

اور انسان کے سر پر عزت و تکریم کا تاج سجا کر عزت بخشی۔ یہ اعزاز عظمت عطا فرمانے کے بعد اللہ کریم نے انسان کو ان گنت انعامات سے نوازا۔

کسی کو عقل و خرد بخشی .... کسی کو عزت و عظمت بخشی

کسی کو علم و ہنر دیا .... کسی کو سیم و زر عطا فرمایا

کسی کو حسن و جمال دیا .... کسی کو عزت و مال دیا

کسی کو تخت و تاج دیا .... کسی کو اقتدار و فرمانروائی دی

کسی کو سلطنت و شاہی دی .... کسی کو ولایت دی

کسی کو امامت دی .... کسی کو نبوت و رسالت دی

ساری کائنات اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات کی آئینہ دار ہے..... اللہ کریم نے اس کائنات کو اپنی قدرت و عطا کا مظہر بنایا ہے..... جب اللہ کریم نے اس کائنات کو اپنی قدرت اور انوار و تجلیات سے مزین کر لیا تو اس کائنات کے حسن کو جمع کر کے

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنادیا اور نام محمد رکھوا دیا۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی ومفہوم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ اتنا پیارا اور اتنا حسین ہے کہ اس کے سنتے ہی ہر نگاہ فرطِ تعظیم اور فرطِ ادب سے جھک جاتی ہے۔ ہر سر خم ہو جاتا ہے اور زبان پر درود وسلام کے زمزمے جاری ہو جاتے ہیں لیکن کم لوگ جانتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی ومفہوم بھی اس کے ظاہر کی طرح کس قدر حسین اور دلآ ویز ہے۔

"محمد" حمد سے ماخوذ ہے اور مفعل کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی یہ ہے:

اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ

وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ اور بار بار تعریف کی جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور کی نہیں کی اور آپ کو وہ محامد عطا کیے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے اور قیامت کے دن آپ کو وہ چیزیں الہام کرے گا جو کسی اور کو الہام نہیں کرے گا' جس شخص میں خصال محمودہ کامل ہوں اس کو محمد کہا جاتا ہے۔

ابن قتیبہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں رکھا گیا' جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا تھا۔ (تبیان القرآن ۱۱/ ۱۲۸ بحوالہ اکمال اکمال المعلم ۸/ ۹۳)

امام راغب الاصفہانی لفظ محمد کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

وَمُحَمَّدٌ اِذَا اکْثُرَتْ خِصَالُہُ الْمَحْمُوْدَۃُ

"اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہتے ہیں جس کی قابل تعریف عادات حد سے بڑھ جائیں"۔

اس معنی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس لیے خاص ہے کہ آپ اپنی ذات میں کامل شخصیت ہیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز بخشا کہ انہیں دو ایسے نام عطا فرمائے جو اس کے قابل تعریف نام سے مشتق ہیں یعنی انہیں محمد اور احمد کا نام عطا فرمایا۔(تفسیر الخازن ۱/ ۹۲۸' مفردات' ص:۳۸۵)

علامہ سہیلی اس نام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَالْمُحَمَّدُ فِی اللُّغَةِ هُوَ الَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ

یعنی لغت میں محمد اس کو کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے۔

(امام سہیلی' روض الانف' ۱/۱۸۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات تو یہ ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم — شہنشاہِ ارض وسما ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم — شانِ کائنات ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم — صدرِ کائنات ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم — مصدرِ کائنات ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم — وجہ کائنات ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم — جان کائنات ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم — اصل کائنات ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کو کہتے ہیں کہ جس کا یہ حق ہے کہ ان کا ہر وقت ذکر خیر جاری رہے اور ہر وقت ان کی تعریف ہوتی رہے۔ایسی ذات کو لغت کے لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

چونکہ یہ اسم شریف ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے منفرد نام ہے۔رب ذوالجلال نے کسی پیغمبر کا نام ایسا نہیں رکھا کہ جس کے نام کو اللہ نے اپنے نام سے مشتق کیا ہو۔جس کے نام کو اپنے نام سے بنایا ہو۔یہ ہمارے

محبوب علیہ السلام ہیں کہ رب ذوالجلال کا اپنا نام محمود ہے وہ بھی حمد سے بنا ہے۔

خالق کائنات جل جلالہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا نام بھی حمد سے مشتق کیا یعنی دونوں کا Origin ایک ہے۔ مادہ اشتقاق ایک ہے۔ محبوب علیہ السلام کو رب ذوالجلال نے وہ اسم مبارک عطا کیا ہے جس کو حمد سے بنا کر خالق کائنات جل جلالہ نے بیک وقت ایک ہی نام کے اندر اپنے محبوب علیہ السلام کو کروڑ ہا صفات دینے کا اعلان فرمایا ہے اور پھر جب کائنات کی ہر شے خدا کی تعریف کرتی ہے تو اللہ کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے۔

پرندے اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
جانور اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
فرشتے اللہ کی تعریف کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
پہاڑ اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
دریا اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
صحرا اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
پھول اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
موسم اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
آسمان اللہ کی حمد کرتے ہیں	اور	اللہ پیارے نبی کی
زمین اللہ کی حمد کرتی ہے	اور	اللہ پیارے نبی کی

توصیف محمد...... درحقیقت توصیف خدا ہے:

جب کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے تو اشارہ اس کے بنانے والے کی طرف ہوتا ہے مثلاً

کتاب کی تعریف	درحقیقت	کاتب کی تعریف ہے
عمارت کی تعریف	درحقیقت	انجینئر کی تعریف ہے

تصنیف کی تعریف	درحقیقت	مصنف کی تعریف ہے
شعر کی تعریف	درحقیقت	شاعر کی تعریف ہے
شاگرد کی تعریف	درحقیقت	استاد کی تعریف ہے
اولاد کی تعریف	درحقیقت	والدین کی تعریف ہے

اسی طرح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف درحقیقت خدا کی تعریف ہے کیونکہ یہ وہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جن کے ہاتھ	ید اللہ ہیں
جن کی آنکھیں	عین اللہ ہیں
جن کی زبان	لسان اللہ ہے
جن کا کلام	کلام اللہ ہے
جن کا چہرہ	وجہ اللہ ہے
جن کی ذات	نور من نور اللہ ہے
جن کا لقب	حبیب اللہ ہے
جن کا نام	محمد رسول اللہ ہے

محمد نام رکھنے کی وجہ

ایک روایت میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے تھے لیکن دوسری روایت میں یہ ہے کہ ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے تمام قریش کو مدعو کیا اسی روز حضور کا ختنہ کیا گیا اور جانور ذبح کر کے عقیقہ کیا گیا اور آپ نے اپنے قبیلے کی پر تکلف دعوت کا اہتمام فرمایا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو انہوں نے کہا: اے عبدالمطلب! جس بیٹے کے تولد کی خوشی میں آپ نے اس پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا ہے اور ہمیں عزت بخشی ہے یہ تو بتایئے کہ اس فرزند کا نام آپ نے کیا تجویز کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ان کا نام "محمد" تجویز کیا ہے۔

ازراہِ حیرت وہ گویا ہوئے۔ آپ نے اپنے اہل بیت میں سے کسی کے نام پر اس کا نام نہیں رکھا۔ آپ نے جواب دیا:

اَرَدْتُّ اَنْ یَّحْمَدَهُ اللّٰهُ فِی السَّمَآءِ وَخَلْقُهٗ فِی الْاَرْضِ

میں نے اس لیے اس کا یہ نام تجویز کیا ہے تاکہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں اس کی مخلوق اس مولود مسعود کی حمد وثنا کرے۔ (ضیاء النبی، ۲/۶۱)

حضرت عبدالمطلب کا نظریہ

حضرت عبدالمطلب کا نظریہ یہ تھا۔ عقیدہ یہ تھا کہ ولادت کے وقت سرکار کی پیشانی کو دیکھ کر سرکار کے انوار کو دیکھ کر اور سرکار کے جمال کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ بیٹا عام بیٹا نہیں۔ پوری کائنات ان کی تعریفیں کرے گی اور جن کا ہر کوئی مدح خوان ہو اور ہر کوئی تعریف کرنے والا ہو وہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔

اس واسطے داداجان نے لوگوں کو بتایا کہ میں اس امید پر یہ نام رکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بیٹے کو وہ شان دینے والا ہے کہ کائنات میں ہر طرف ان کی عظمتوں کے ڈنکے بج رہے ہوں گے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک خواب کا تزکرہ فرمادیا۔ کہنے لگے: میں نے خواب میں دیکھا:

كَاَنَّ سَلْسَلَةً مِّنْ فِضَّةٍ قَدْ خَرَجَتْ مِنْ ظَهْرِیْ

میری پیٹھ سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی ہے۔ ایک چین ہے چاندی کی جو میری پیٹھ سے نکلی ہے۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اتنی لمبی ہے کہ

لَهَا طَرْفٌ فِی السَّمَآءِ وَطَرْفٌ فِی الْاَرْضِ وَطَرْفٌ فِی الْمَشْرِقِ وَطَرْفٌ فِی الْمَغْرِبِ

اس چین کا ایک کنارہ آسمانوں پر ہے دوسرا کنارہ زمین پر ہے اور پھر اس چین کا ایک سرا مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں ہے۔ پوری کائنات اس زنجیر نے اپنے احاطہ میں لے رکھی ہے۔

ثُمَّ عَادَتْ كَاَنَّهَا شَجَرَةٌ

پھر وہ چین جس وقت سمٹی تو ایک درخت کی شکل اختیار کر گئی۔

جب وہ درخت میں نے دیکھا۔

عَلٰی كُلِّ وَرَقَةٍ مِّنْهَا نُوْرٌ

اس درخت کے ہر پتے میں نور تھا۔

وہ میری پشت سے نکلنے والی زنجیر سمٹ کر درخت بن گئی اور وہ درخت نوری درخت تھا۔ اس کا ہر پتہ نور تھا اور اس کے ہر پتے سے نور کا ایک جلوہ مجھے نظر آ رہا تھا۔ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا جب پتے پتے سے نور برسنے لگا۔

اِذَا اَهْلُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ كَاَنَّهُمْ يَتَعَلَّقُوْنَ بِهَا

اس ایک درخت کو مشرق والے بھی پیار سے دیکھتے تھے اور مغرب والے بھی پیار سے دیکھتے تھے۔

ساری کائنات کی نگاہیں اس درخت پر پڑی ہوئی تھیں اور ساری کائنات سمٹ کر اس درخت کی طرف اپنی عقیدتوں کا رخ کئے ہوئے تھی۔ کہتے ہیں اس وقت میں نے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر میں نے پوچھی تو مجھے مبصرین نے کہا کہ

فَعُبِّرَتْ لَهٗ بِمَوْلُوْدٍ يَكُوْنُ مِنْ صُلْبِهٖ

کہ تمہاری پشت سے ایک ایسا لخت جگر ظاہر ہوگا، تمہاری نسل میں سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا۔

يَتْبَعُهٗ اَهْلُ الْمَشْرِقِ وَاَهْلُ الْمَغْرِبِ

سارے مشرق ومغرب والے ان کے پیروکار ہوں گے۔

ساری کائنات ان کو مانے گی ان کا کلمہ پڑھے گی اور ان کے پیچھے چلے گی۔

وَيَحْمَدُهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ

آسمان والے بھی ان کی تعریف کریں گے اور زمین والے بھی ان کی تعریف

کریں گے۔

لہٰذا یہ خواب اور اس کی یہ تعبیر حضرت عبدالمطلب کے سامنے موجود تھی تو انہوں نے اس کی روشنی میں اپنے پوتے کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرمادیا۔ (مواہب لدنیہ ۲/۲۵)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ یَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا یُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نام محمد کی کشش

رحمت عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے بزم رنگ وبو میں رونق افروز ہونے سے پہلے یہ بات مشہور ہوچکی تھی کہ نبی آخرالزمان کی ولادت کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور ان کا اسم گرامی محمد ہوگا کئی لوگوں نے اس آرزو میں اپنے بچے کو اس نام سے موسوم کیا کہ شاید یہ سعادت انہیں ارزانی ہو۔

علامہ ابن اسید لاناس نے چھ ایسے بچوں کے نام گنوائے ہیں جو اس نام سے موسوم ہوئے اور وہ یہ ہیں:

(۱) محمد بن اوصیحہ بن الجلاح الاوسی
(۲) محمد بن مسلمہ انصاری
(۳) محمد بن براء البکری
(۴) محمد بن سفیان بن مجاشع
(۵) محمد بن حمران الجعفی
(۶) محمد بن خزاعی السلمی

لیکن ان میں سے کسی نے اپنے لیے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کسی اور شخص نے ان میں سے کسی شخص کو نبی مانا اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے دعویٰ نبوت کو ہر قسم کے التباس سے محفوظ رکھا تا کہ کوئی شخص اپنی سادہ لوحی سے کسی غیر نبی کو نبی سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر راہ حق سے بھٹک نہ جائے۔(ضیاء النبی ۲/۶۳-۶۴)

محمد وہ ہوتا ہے.......... جو ہجو سے پاک ہو

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد جب کفار سنتے تو حسد کی وجہ سے وہ ہجو کرتے تھے۔ چونکہ ان کے دل میں حضور کی محبت نہیں تھی۔ اس لیے وہ نام محمد کی تعظیم بھی نہیں کرتے تھے مگر جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفار کی ہجو سنی تو فرطِ محبت میں انہوں نے کفار کے ہجو کا جواب ہجو سے دیا۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِحَسَّانَ: اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَایَزَالُ یُؤَیِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: هَجَاهُمْ حَسَّانُ، فَشَفٰی وَاشْتَفٰی

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے سنا: جب تک تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی طرف سے ان کا دفاع کرتے رہو گے روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے رہیں گے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسان نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور اپنے آپ کو شفا دی (یعنی اپنا سینہ ٹھنڈا کیا)

قَالَ حَسَّانُ:

حضرت حسان نے (کفار کے ہجو میں) کہا:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَدًّا حَنِيْفًا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

''تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا ہے اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔
تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی۔ جو نیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنیوالے ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کے (سچے) رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے''۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

''بلاشبہ میرا باپ' میرے اجداد اور میری عزت (ہمارا سب کچھ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے دفاع کے لئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں''۔

(صحیح بخاری' ۳/۱۲۹۹' الرقم: ۳۳۳۸' صحیح مسلم' ۴/۱۹۳۴-۱۹۳۵' الرقم: ۲۴۸۹' ۲۴۹۰)

حضور کی تعریف کرنے سے — حضور کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے
حضور کی اطاعت کرنے سے — حضور کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے
حضور سے محبت کرنے سے — حضور کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے
نماز پڑھنے سے — حضور کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے
حج کرنے سے — حضور کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے
اللہ کی اطاعت کرنے سے — حضور کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے

اسی طرح ہر دور میں شعراء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اشعار کہتے رہے۔
کسی نے کہا:

؎ نام محمد کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے
پیارے نبی کا اسم بھی ہم کو پیارا لگتا ہے

کسی نے یوں تعریف بیان کی:

؎ میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام
ان پہ لاکھوں کروڑوں درودوسلام

کسی شاعر نے ایسے توصیف بیان کی۔

؎ تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

نام محمد ﷺ ...... (قرآن کی روشنی میں)

حضور کے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت یہ ہے کہ ان کی تعریف و ثنا کے زمرے بلند ہوتے رہیں گے...... نہ زبانیں خاموش ہوں گی...... اور نہ قلم کو یارائے صبر ہوگا...... نہ معانی و معارف کے موتی ختم ہوں گے...... نہ ان موتیوں کے ہار پرونے والے بس کریں گے...... جمال مصطفوی کے گلشن میں نت نئے پھول کھلتے رہیں گے...... سلیقہ شعار گل چین انہیں چنتے رہیں گے...... جھولیاں بھرتے رہیں گے...... اور مشک بار گلدستے تیار کر کے بزم کونین کو سجاتے رہیں گے اور فضائے عالم کو عنبرین بناتے رہیں گے۔

قرآن میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن جن آیات میں موجود ہے وہ آیات درج ذیل ہیں:

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو) رسول ہی ہیں (پ۴' آل عمران:۱۴۴)

(۲) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

(پ۲۲' الاحزاب:۴۰)

(۳) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے اور وہی ان کے رب کی جانب سے حق ہے اللہ نے ان کے گناہ ان (کے نامۂ اعمال) سے مٹا دیئے اور ان کا حال سنوار دیا۔ (پ:۲۶ محمد:۲)

(۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ (پ:۲۶ الفتح:۲۹)

نام محمد ﷺ......(حدیث کی روشنی میں)

(i) جنت کے دروازے کی زنجیر......سرور کائنات کھٹکھٹائیں گے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں روز قیامت (تمام) اولادِ آدم کا قائد ہوں گے اور مجھے (اس پر) فخر نہیں۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور کوئی فخر نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء کرام اس دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور کوئی فخر نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ تین بار خوفزدہ ہوں گے پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے۔ پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: لوگ میرے پاس آئیں گے (اور) میں ان کے ساتھ (ان کی شفاعت کے لئے) چلوں گا۔

ابن جدعان (راوی) کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا کہ میں اب بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا

میں جنت کے دروازے کی زنجیر کھٹکھٹاؤں گا۔

پوچھا جائے گا: کون؟

جواب دیا جائے گا:

مُحَمَّدٌ

چنانچہ وہ میرے لیے دروازہ کھولیں گے اور مرحبا کہیں گے۔ میں (بارگاہِ الٰہی میں) سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثناء کا کچھ حصہ الہام فرمائے گا۔ مجھے کہا جائے گا: سر اٹھایئے، مانگیں عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے، قبول کی جائے گی اور کہئے آپ کی بات سنی جائے گی۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

یہی وہ مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝

یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ (پ:۱۵، اسراء:۷۹)

(سنن ترمذی، ۵/۳۰۸، الرقم:۳۱۴۸، سنن ابن ماجہ ۲/۱۴۴۰، الرقم:۴۳۰۸، مسند احمد بن حنبل ۳/۲، الرقم:۱۱۰۰۰)

(ii) نام محمد...... بزبان خدا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (معراج کی رات) میرا رب میرے پاس (اپنی شان کے لائق) نہایت حسین صورت میں آیا اور فرمایا: یا محمد! میں نے عرض کیا: میرے پروردگار! میں حاضر ہوں بار بار حاضر ہوں۔ فرمایا: عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا:

> ''اے میرے پروردگار! میں نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں وہ سب کچھ جان گیا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے''۔

(سنن ترمذی، ۵/۳۶۶-۳۶۸، الرقم:۳۲۳۳-۳۲۳۵، مسند احمد بن حنبل، ۱/۳۶۸، الرقم: ۳۴۸۴، مسند ابو یعلیٰ، ۴/۴۷۵، الرقم:۲۶۰۸)

(iii)......اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

ے کملی والیا نبیاں دی صف اندر، جیویں توں بجیوں کوئی بجیا ای نئیں
تیرے اُتے درود وسلام پڑھدا، ہن تاہیں رب سچا رجیا ای نئیں

لج پروا مہرباناں باجھ تیرے، پردہ کسے مسکیناں دا کجیا ای نئیں
سارے نبی سردار تسلیم کر گئے، ڈنکا انج تے کسے داوجیا ای نہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خِيَارُ وَلَدِ آدَمَ خَمْسَةٌ: نُوْحٌ وَّ اِبْرَاهِيْمُ وَ عِيْسٰى وَ مُوْسٰى وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَيْرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تمام اولادِ آدم میں سے بہتر (یہ) پانچ ہستیاں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سب میں سے افضل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

(مسند بزار، ۸/۲۵۵، الرقم: ۲۳۶۸، تفسیر ابن کثیر، ۳/۴۷۰، در منثور، ۶/۵۷۰)

ے خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

(iv) ہے دل کا سکون......نام محمد

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے اور (نازل ہونے کے بعد) آپ نے وحشت محسوس کی تو (ان کی وحشت دور کرنے کے لئے) جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دی:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دومرتبہ کہا

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دومرتبہ کہا

تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم"۔

(حلیۃ الاولیاء، ۵/ ۱۰۷، مسند فردوس، ۴/ ۲۷۱)

(۷) نام محمد...... بزبان محمد

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ: اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد اور احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو (بالآخر) محو کر دے گا اور میں حاشر ہوں سب لوگ میری پیروی میں ہی (حشر کے دن) جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب (یعنی سب سے آخر میں آنے والا) ہوں۔

(صحیح بخاری، ۳/ ۱۲۹۹، الرقم: ۳۳۳۹، صحیح مسلم، ۴/ ۱۸۲۸، الرقم: ۲۳۵۴، سنن ترمذی، ۵/ ۱۳۵، الرقم: ۲۸۴۰)

فائدہ:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے شیطان کی طاقت ختم ہو گئی......شیطان کی حکومت ختم ہو گئی......کفر ختم ہو گیا...... ہر طرف نور کا اجالا ہو گیا...... اندھیرا مٹ گیا......اللہ اور رسول کی تعریف اور ان کے چرچے ہونے لگے......حشر میں بھی سرفہرست حضور ہی ہوں گے۔

نام محمد ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ

(1) سب سے معزز مکرم ہستی

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ جِبْرِیْلُ: اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ ھٰذَا؟ قَالَ : فَمَا رَکِبَکَ اَحَدٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْہُ قَالَ : فَارْفَضَّ عَرَقًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شب معراج براق لایا گیا جس پر زین کسی ہوئی تھی اور لگام ڈالی ہوئی تھی۔ (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بننے کی خوشی میں) اس براق کے رقص کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سوار ہونا مشکل ہو گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس سے کہا: کیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح کر رہا ہے؟ حالانکہ آج تک تجھ پر کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا معزز و محترم ہو۔ یہ سن کر وہ براق شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

(سنن ترمذی، ۵/۳۰۱، الرقم: ۳۱۳۱، مسند احمد بن حنبل ۵/۴۵۹، الرقم: ۳۱۷۴۰)

اپنے طالب کو مطلوب ملنے چلے
آسمانوں کے رستے سنوارے گئے

بات بننے لگی ہر خطا کار کی
بے سہاروں کو ملتے سہارے گئے

(ii) بخشش کا سامان...... ہے نام محمد

حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر اور جنت میں ہر جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ لکھا دیکھا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا:

''اے رب! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون شخص ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ تمہارا وہ فرزند ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا''۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

''اے رب! اس فرزند کی بزرگی کے سبب اس کے والد پر رحم فرما''۔

حضرت آدم علیہ السلام کو ندا دی گئی:

''اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب زمین و آسمان کے سب رہنے والوں کی شفاعت طلب کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کرتے''۔

ایک اور روایت جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی تو عرض کی:

''اے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تو میری مغفرت کر دے''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا:

''اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا جبکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟''

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

''اے رب! میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور پھر مجھ میں اپنی روح پھونکی...... میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو قوائم عرش پر میں نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا ہوا دیکھا...... میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس شخص کا نام لکھا ہے جو تیرے لیے تمام مخلوق میں پیارا (اَحَبُّ الْخَلْق) ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے آدم! تم نے سے سچ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے تمام مخلوق میں پیارے ہیں۔ جس وقت تم نے بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے سوال کیا ہے تو جان لو میں نے تمہاری مغفرت کر دی...... اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا''۔

(مواہب اللدنیہ (مترجم) ۱/۵۸-۵۹، حجۃ اللہ علی العالمین (اردو) ۱/۳۸۳)

اس نام کے صدقے ملی آدم کو رہائی
آنکھوں کی ضیا دیتا ہے یہ نام محمد

مومن کا وظیفہ تو یہی نام ہے حیدر
ہر غم کو مٹا دیتا ہے یہ نام محمد

نام محمد ﷺ کی برکات

ـ بَشَرَاتٌ بِاِسْمِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٌ
كَالْغَيْثِ اَقْبَلَ فِی الزَّمَانِ الْمُعَجَّلِ

نَشَرَتْ لِوَاءِ الْاِنْسِ وَانْفَرَجَتْ بِهَا
كُرَبَ النُّفُوْسُ مِنَ السِّقَامِ الْمُعْضَلُ

اَضْحَتْ بِهَا الْاٰمَالُ صِدْقًا وَاغْتَدٰى
فَتْحًا بِهَا بَابُ الرَّجَاءِ الْمُقْفَلِ

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک ''محمد'' کی بشارت یوں آئی جیسے موسلا دھار بارش آناً فاناً آ جائے۔

اس نے انس ومحبت کا جھنڈا لہرا دیا اور پیچیدہ مرض کی تکلیف سے دلوں کو رہائی دی۔ اس بشارت کے باعث امیدیں سچی ہو گئیں اور امید ورجاء کا مقفل دروازہ کھل گیا ہے۔

(i) نام محمد کے صدقے ...... گھر کی پاکیزگی

''دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس دسترخوان پر محمد یا احمد نام کا شخص ہو گا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا''۔ (تبیان القرآن ۱۱/۱۲۸)

(ii) ہوئیں مشکل حل جس دم ...... پکارا یارسول اللہ

ـ دن عمر پہ آ گیا مشکل تھا جب حتام
انہوں نے بھی پکارا محمد کا پاک نام

دنیا میں مصیبتیں دور ہوں اس نام کے صدقے
عقبیٰ میں اس نام کے صدقے ملے بخشش کا انعام

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا تو میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہاں سے میرے پٹھے کھنچ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: تمام لوگوں میں سے جو ہستی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کریں۔

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ

انہوں نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ بلند کیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں کہ) اسی وقت ان کے اعصاب کھل گئے۔

(الطبقات الکبریٰ، ۴/۱۵۴، الادب المفرد، ص: ۳۳۵، الرقم: ۹۶۴)

نہ کیونکر نام لوں ہر دم تمہارا یارسول اللہ
ہوئیں حل مشکلیں جس دم پکارا یارسول اللہ

(iii) باران رحمت

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ سخت قحط کی لپیٹ میں آ گئے۔ ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا اور بچے بھوکے مر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عطا فرمائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس وقت آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وقت پہاڑوں جیسے بادل گھر آئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ابھی منبر مبارک سے نیچے بھی تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھے۔ پس ہم پر اس روز اور اس سے اگلے روز بلکہ اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔

پھر وہی اعرابی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مکانات گر گئے اور مال غرق ہو گیا' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بلند فرمائے اور کہا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہمارے اوپر نہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک سے آسمان پر جس طرف اشارہ فرماتے۔ ادھر سے بادل پھٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ تھالی کی طرح (صاف) ہو گیا اور وادی قناۃ پورا مہینہ (زور وشور سے) بہتی رہی۔

راوی کا بیان ہے کہ جو بھی نواحی علاقوں سے آتا وہ اس شدید بارش کا ذکر ضرور کرتا۔ (صحیح بخاری ۱/۳۴۹'الرقم:۹۸۶' صحیح مسلم:۲/۶۱۴'الرقم:۸۹۷' سنن کبریٰ ۳/۲۲۱'الرقم:۵۶۳۰)

اپنے رب سے لینے والے خلق خدا کو دینے والے
ان کے رب نے سارا دیا ہے ان کے ہاتھ نظام
ان کے در کا جو بھی گدا ہے اس کی سب سے شان سوا ہے
ان کے در کے سوالی کو دیتا رب ہے خاص مقام

(iv) برکتوں کا خزانہ ہے..... نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم............ دونوں جہانوں کے سردار ہیں
حضور کا نام مبارک............ سارے ناموں کا سردار ہے
اس نام کی برکت سے............ آسمان روشن ہیں
اس نام کی برکت سے............ زمین کو قرار ہے
یہ نام............ مخزن انوار ہے
اس نام کے [illegible]............ ابلہ ہیں
[illegible] اس نام سے پیار ہے

اس نام کو پکارنے والے کا............ بیڑا پار ہے

شاعر نے کیا خوب مدح سرائی کی ہے۔

؎ کیڈا سوہنا نام محمد دا' اس ناں دیاں ریساں کون کرے

دو جگ تے سایہ رحمت دا' اس چھاں دیاں ریساں کون کرے

یہ نام............ حسن و جمال کے پیکر کا ہے

یہ نام............ جمال حق کے مظہر کا ہے

یہ نام............ محبوب رب اکبر کا ہے

وہ محبوب رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی صورت بھی............ اعلیٰ ہے

جس کی سیرت بھی............ اعلیٰ ہے

جس کی گفتار بھی............ اعلیٰ ہے

جس کی رفتار بھی............ اعلیٰ ہے

جس کا کلام بھی............ اعلیٰ ہے

جس کا مقام بھی............ اعلیٰ ہے

جس کا نام بھی............ اعلیٰ ہے

؎ کیڈا سوہنا نام محمد دا' اس ناں دیاں ریساں کون کرے

دو جگ تے سایہ رحمت دا' اس چھاں دیاں ریساں کون کرے

حضور نبی اکرم' شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے برکت کی امید سے میرے نام پر نام رکھا تو تا حشر صبح و شام اس کے لئے برکت رہے گی''۔ (حجۃ اللہ علی العالمین (اردو) ۱/۱۴۳)

(۷) آنکھیں روشن کرتا ہے...... نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے صحیح کر دے۔ (یعنی میری بینائی لوٹ آئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو تیرے لیے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو تیرے لیے (ابھی) دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا: (آقا) دعا فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم فرمایا اور فرمایا: پھر یہ دعا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے، یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں تا کہ پوری ہو، اے اللہ! میرے حق میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما“۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس خدا کی قسم! ابھی ہم وہاں سے اٹھے نہ تھے اور نہ ہی اس بات کو کچھ دیر گزری تھی کہ وہ آدمی اس حال میں آیا کہ جیسے اسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی“۔ (مسند احمد بن حنبل، ۴/ ۱۳۸، الرقم: ۱۷۲۷۹-۱۷۲۸۲، سنن ترمذی، ۵/ ۵۶۹، الرقم: ۳۵۷۸، سنن ابن ماجہ، ۱/ ۴۴۱، الرقم: ۱۳۸۵، سنن نسائی، ۶/ ۱۶۸، الرقم: ۱۰۴۹۴، ۱۰۴۹۵)

درسِ ہدایت

یہ وہ دعا ہے جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو سکھائی کہ اگر آنکھیں [illegible] تو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر کے میرے وسیلے سے اللہ سے مانگو......اور جب کوئی مشکل [illegible] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے جاؤ اور اپنی [illegible]

؎ جو بھی انہیں پکارے غم میں مشکل دور کر دیں وہ دم میں
ہر بے کس کو ہر بے بس کو آپ ہیں لیتے تھام

نام محمد ﷺ کے فضائل

؎ ہادیٔ دو جہاں مہدیٔ ہر زماں
ہر طرح کی ہدایت ترا نام ہے
تجھ کو حق نے عطا کی ہیں سب قدرتیں
لائق شانِ قدرت تیرا نام ہے
تو محمد ہے حامد ہے محمود ہے
حمد کی معنویت ترا نام ہے
ہونٹ ملتے ہیں صائم ترے نام سے
قلب و جاں کی حلاوت ترا نام ہے

(i) جس کا نام محمد ہوگا...... وہ جہنم میں نہیں جائے گا

''ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جو شخص تمہارا نام رکھے گا میں اس کو جہنم میں نہیں ڈالوں گا اور یہ بھی روایت ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا میں اس کو آگ میں نہیں ڈالوں گا''۔

(جمع الوسائل ۲/۲۲۶ نور محمد اصح المطابع کراچی تبیان القرآن ۱۱/۱۲۸)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

؎ کیف میں ڈوب جاتے ہیں جان وجگر
جب بھی ہونٹوں پہ آتا ہے نام آپ کا
سب سے ارفع ہے ہستی نبی پاک کی
مجرموں کو بچاتا ہے نام آپ کا

نجم و شمس و قمر بحر و شجر و حجر
سارا عالم ہے صائم غلام آپ کا

(ii) قبر میں نور کا دروازہ......نام محمد سے کھلتا ہے

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ فام' نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ کہیں گے: تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے؟ وہ آپ کو دنیا میں جو کچھ کہتا تھا وہی کہے گا' وہ کہے گا' یہ اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ فرشتے کہیں گے' ہم کو معلوم تھا کہ تم یہی کہو گے پھر اس کی قبر میں ستر ضرب (۷۰x۷۰) وسعت کر دی جائے گی۔ پھر اس کے لئے اس کی قبر منور کر دی جائے گی“۔

(سنن ترمذی' الرقم ۱۰۷۱' سنن بیہقی' الرقم: ۵۶' صحیح ابن حبان' الرقم: ۳۱۱۷)

شہد سے میٹھا ہے نام محمد ...... عرش سے اعلیٰ ہے نام محمد
جگ داتا ہے نام محمد ...... سب کا سہارا ہے نام محمد
اعلیٰ و بالا ہے نام محمد ...... ملجا ماویٰ ہے نام محمد
رب کا پیارا ہے نام محمد ...... کرم کا سایہ ہے نام محمد
درد کا درماں ہے نام محمد ...... رب کا احسان ہے نام محمد
نور کا جلوہ ہے نام محمد ...... سب سے یکتا ہے نام محمد

(iii) جنت کا دروازہ..........نام محمد سے کھلتا ہے

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ میت کو دفن کر کے چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے آ

کر اس کو بٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا دین کونسا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں: وہ شخص کون تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (الیٰ قولہ) پھر آسمان سے نداء کی جائے گی میرے بندے نے سچ کہا: اس کے لئے جنت سے فرش بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دو۔ (سنن ابوداؤد' الرقم: ۴۷۵۳' سنن نسائی' الرقم: ۱۱۴' سنن ابن ماجہ' الرقم' ۲۶۹)

اسی طرح جنت کا دروازہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے کھلے گا۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا تو جنت کا خازن کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ خازن کہے گا: مجھے آپ ہی کے نام سے جنت کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا ہے' آپ سے پہلے میں کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہیں کھولوں گا''۔ (صحیح مسلم' الرقم: ۱۹۷)

میں کلمے دا ورد پکایا اے
میتوں آقا رنگ چڑھایا اے
سب غیراں دا رنگ مٹایا اے
پڑھو لا الہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

(iv) اسلام کا دروازہ......نام محمد سے کھلتا ہے

''اگر کوئی شخص ساری عمر صرف ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ'' پڑھتا رہے اور ''مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' نہ پڑھے تو وہ جنتی نہیں ہوگا اور اگر مرنے سے پہلے صرف ایک بار ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ'' کے ساتھ ''مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پڑھ لے تو وہ جنتی ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت تو آپ کے نام سے ملتی ہے''۔

قبر اللہ کے نام سے ہی منور ہوتی ہے لیکن اللہ کے نزدیک اس کا نام لینا اس وقت مقبول ہوتا ہے جب اس کے نام کے ساتھ نام محمد لیا جائے۔ اسی طرح انسان "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھنے سے ہی جنتی ہوتا ہے لیکن اللہ سبحان کے نزدیک "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھنا مقبول اس وقت ہوتا ہے جب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا جائے"۔ (تبیان القرآن ۱۱/۱۳۱)

(۷) آسمانوں کا دروازہ......نام محمد سے کھلتا ہے

"معراج کی رات جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے دربان سے کہا کہ آسمان کا دروازہ کھول دو تو دروازہ نہیں کھلا۔ اس وقت دروازہ کھلا جب انہوں نے کہا: میرے ساتھ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور ان کو بلایا گیا ہے"۔ (صحیح بخاری الرقم:۳۴۹، صحیح مسلم الرقم:۱۶۳)

فائدہ:

پتہ چلا کہ

- اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے
- قبر میں نور کا دروازہ............ نام محمد سے کھلتا ہے
- جنت کا دروازہ............ نام محمد سے کھلتا ہے
- آسمانوں کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے
- شفاعت کا دروازہ............ نام محمد سے کھلتا ہے
- توبہ کا دروازہ............ نام محمد سے کھلتا ہے
- بخشش کا دروازہ............ نام محمد سے کھلتا ہے
- رحمت کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے
- برکت کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے

نعمت کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے

عظمت کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے

ہر کامیابی کا دروازہ .... نام محمد سے کھلتا ہے

ہاں! ہاں! یاد رکھو

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو اسی نام کا صدقہ

حضرت یعقوب و یوسف کا ملاپ ہوا تو اسی نام کا صدقہ

حضرت ابراہیم پر آگ گلزار ہوئی تو اسی نام کا صدقہ

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ بنے تو اسی نام کا صدقہ

حضرت جبریل فرشتوں کے سردار بنے تو اسی نام کا صدقہ

حضرت آدم مسجودِ ملائکہ بنے تو اسی نام کا صدقہ

حضرت ابوبکرؓ صدیق اکبر بنے تو اسی نام کا صدقہ

حضرت عمرؓ فاروق اعظم بنے تو اسی نام کا صدقہ

حضرت عثمان غنی بنے تو اسی نام کا صدقہ

حضرت علیؓ شیر خدا بنے تو اسی نام کا صدقہ

نام محمد ﷺ کی وسعتیں

ہیں بحر و بر میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

ہیں خشک و تر میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

ہیں شمس و قمر میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

ہیں شجر و حجر میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

ہیں برگ و ثمر میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

ہیں عرب و عجم میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

ہیں جمادات وحیوانات میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے
ہیں نباتات ومعدنیات میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے
ہیں زمین وزماں میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے
ہیں حور وغلماں میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے
ہیں مشرق ومغرب میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے
ہیں شمال ومغرب میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے
ہیں شمال وجنوب میں — میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے

جڑیاں شاناں نے رب دے یار دیاں
میرے سوہنے مٹھن من ٹھار دیاں
سارے نبیاں دے سردار دیاں
پڑھو لا الہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

(ا) اس نام توں میں قربان...... جہدے وچ دو میماں

نام محمد میں میم ہے — تو — نام احمد میں میم
نماز میں میم ہے — تو — کلمہ شریف میں میم
محراب میں میم ہے — تو — منبر میں میم
مینار میں میم ہے — تو — مسجد میں میم
میلاد میں میم ہے — تو — محفل میں میم
رمضان میں میم ہے — تو — رحمت میں میم
محبوب میں میم ہے — تو — محبت میں میم
مکے میں میم ہے — تو — مدینے میں میم
ایمان میں میم ہے — تو — مسلم میں میم
[illegible] میں ہے — تو — مرشد میں میم

ـ سب ناواں توں سوہناں نام جیہدے وچ دو میماں
اس نام نوں لکھاں سلام جیہدے وچ دو میماں
جدوں دا پیار نبی نال پایا لوں لوں دے وچ نور سمایا
عرشاں اتوں آوازا آیا حفیظ دل تے لکھ لے نام
جیہدے وچ دو میماں

(ii) اس نام کی وسعت وعظمت پہ قربان جاؤں

لفظ محبوب بولیں.................... تو محمد کی یاد آئے
لفظ محبت بولیں.................... تو محمد کی یاد آئے
لفظ احمد بولیں.................... تو محمد کی یاد آئے
لفظ منور بولیں .... تو محمد کی یاد آئے
لفظ مبشر بولیں .... تو محمد کی یاد آئے
لفظ علیم بولیں .... تو محمد کی یاد آئے
لفظ مولا بولیں .... تو محمد کی یاد آئے
لفظ مکہ بولیں.................... تو محمد کی یاد آئے

(iii) انبیاء کا وظیفہ.......... ہے نام محمد

ـ سب سے اول ذات ہے انکی سب کی زباں پر بات ہے انکی
اقصیٰ کی شب سب نبیوں کے آقا بنے امام
حسن حسین کے پیارے نانا جن کی خاطر بنا زمانہ
ہر جا ذکر ہے ان کا جاری صبح ہو یا کہ شام

(iv) حضرت آدم علیہ السلام کی حضرت شیث کو وصیت

جب انسانی سلسلہ کا آغاز ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے خود جب اپنے بیٹے

حضرت شیث علیہ السلام کو وصیتیں کیں تو آپ نے یہ کہا تھا۔

كُلَّمَا ذَكَرْتَ اللهَ فَاذْكُرْ اِلٰى جَنْبِهٖ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے شیث میں دنیا سے جا رہا ہوں لیکن یہ بات یاد رکھنا جب بھی تم اللہ کا نام لو تو ایک نام ساتھ اور ضرور لینا۔ اللہ کے نام کے ساتھ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا۔

تو حضرت شیث علیہ السلام نے پوچھا:

اے ابا جان! اللہ کا نام تو سمجھ میں آ رہا ہے لیکن جو دوسرا اسم شریف بتا رہے ہو اس کی وجہ کیا ہے یہ کن کا نام ہے اور اللہ کے نام کے ساتھ اس کو ذکر کرنا ضروری کیوں ہے؟

تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے یاد رکھو:

اِنِّیْ رَاَیْتُ اسْمَهٗ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ

ابھی میرا خمیر تیار ہو رہا تھا اس وقت جب میں نے نگاہ اٹھائی تو میں نے عرش کے پائے پر اللہ کے نام کے ساتھ یہ نام لکھا ہوا پایا تھا۔

(مواہب الدنیہ ۲/۲۵)

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ

اور (وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے کہا: اے بنی اسرائیل! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول عظیم (صلی

اللہ علیہ وسلم) کی (آمد آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ (پ ۲۸ الصف: ۶)

پتہ چلا پچھلے انبیاء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارتیں اپنی اپنی امتوں کو سناتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے تذکرے ان کی کتابوں میں بھی موجود تھے۔

اسی طرح

حضرت یعقوب علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت یوسف علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ہارون علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ہود علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سلیمان علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت یحییٰ علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت لوط علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت یونس علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وظیفہ .... ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(vi) نام محمد کہاں نہیں......وہ جگہ نہیں جہاں نہیں

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی وسعتوں کے کیا کہنے کہ جہاں جہاں اللہ کا نام ہے۔ وہاں وہاں پیارے آقا کا بھی نام ہے۔

نماز میں اللہ کا نام ہے ــــ تو نام محمد بھی ہے
کلمے میں اللہ کا نام ہے ــــ تو نام محمد بھی ہے
اذان میں اللہ کا نام ہے ــــ تو نام محمد بھی ہے

قرآن میں اللہ کا نام ہے — تو نام محمد بھی ہے
تورات میں اللہ کا نام ہے — تو نام محمد بھی ہے
انجیل میں اللہ کا نام ہے — تو نام محمد بھی ہے
عرش اعلیٰ پر اللہ کا نام ہے — تو نام محمد بھی ہے
فرش زمین پر اللہ کا نام ہے — تو نام محمد بھی ہے
ہر ہر جگہ پر اللہ کا نام ہے — تو نام محمد بھی ہے

روایت میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: میں نے آسمانوں کو گھوم کر دیکھا مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب نہ ہو۔

(حجۃ اللہ علی العالمین (اردو) ۱/۳۸۳)

عرش کے پائے پر .... نام محمد لکھا ہے
سات آسمانوں پر .... نام محمد لکھا ہے
جنت کے محلات پر .... نام محمد لکھا ہے
جنت کے بالاخانوں پر .... نام محمد لکھا ہے
حوروں کے سینوں پر .... نام محمد لکھا ہے
جنت کے درختوں پر .... نام محمد لکھا ہے
درختوں کے پتوں پر .... نام محمد لکھا ہے
سدرۃ المنتہیٰ پر .... نام محمد لکھا ہے

☆.....نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی شب میں جس آسمان سے گزرا اس پر تحریر تھا محمد اللہ کے رسول ہیں اور میرے پیچھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام تھا۔

☆.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازے پر لکھا ہے:
[illegible] محمد رسول الله

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کے منہ میں سبز رنگ کا ایک موتی تھا اس نے وہ نیچے ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ لیا' اس موتی میں سبز رنگ کا ایک کیڑا تھا جس پر زرد رنگ سے تحریر تھا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

☆......علامہ ابن مرزوقی شرح بردہ میں ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ ہم بحر ہند کی تلاطم خیز موجوں میں گھر گئے تو ہم نے ایک جزیرے پر لنگر ڈال دیئے۔وہاں ہم نے سرخ رنگ کا انتہائی خوشبودار گلاب دیکھا جس پر زرد رنگ سے لکھا تھا۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِلٰى جَنّٰتِ النَّعِيْمِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

☆......ایک آدمی نے حکایت بیان کی ہے میں نے بلاد ہند میں بادام کی مانند ایک پھلدار درخت دیکھا جس کا چھلکا دوہرا تھا جب اس کا پھل توڑا گیا تو اس میں سے ایک لپٹا ہوا سبز رنگ کا کاغذ برآمد ہوا جس پر سرخ روشنائی سے تحریر تھا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

وہ لوگ اس درخت کو متبرک جانتے اور قحط سالی میں اس کے ذریعے بارش طلب کرتے۔

☆......ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں نے ایک مچھلی شکار کی جس کے دائیں پہلو پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بائیں پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر تھا۔جب میں نے اسے دیکھا تو احتراماً اسے دریا میں پھینک دیا۔(حجۃ اللہ علی العالمین (اردو)۱/۳۸۳-۳۸۶)

نام محمد ﷺ کی خصوصیات

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆......چار حروف کی مطابقت

جس طرح اللہ کی ذات کے نام کے چار حروف ہیں اسی محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نام محمد کے بھی چار حروف ہیں۔ چونکہ جب حروف گنے جاتے ہیں تو شد والا حرف ایک شمار کیا جاتا ہے۔ تو

لفظ اللہ میں چار حروف	تو	لفظ محمد میں چار حروف
لفظ بشیر میں چار حروف	تو	لفظ خبیر میں چار حروف
لفظ غفور میں چار حروف	تو	لفظ شکور میں چار حروف
لفظ جمال میں چار حروف	تو	لفظ کمال میں چار حروف
لفظ کریم میں چار حروف	تو	لفظ رحیم میں چار حروف
لفظ ساجد میں چار حروف	تو	لفظ سجدہ میں چار حروف

☆......اللہ کے نام کے مشتق

اللہ کریم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نام کے ساتھ مشتق کیا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بارے میں بڑے خوبصورت انداز میں کہتے ہیں۔

ضَمَّ الْاِلٰـهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ
اِذَا قَالَ فِى الْخَمْسِ مُؤَذِّنٌ اَشْهَدُ

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
وَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

(مواہب لدنیہ ۲۰/۲۵)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا کہ جب موذن اذان پڑھتا ہے دن میں پانچ بار اشہد کا لفظ پڑھ کر نام محمد کو نام خدا سے ملا دیتا ہے۔ اللہ نے اپنے نام سے ہی نام محمد نکالا ہے تاکہ نام محمد کی عظمت ظاہر ہو جائے کہ عرش والا محمود ہے تو فرش والا محمد ہے۔

☆......نام محمد اور انسانی شکل

اگر انسانی شکل پر غور کیا جائے تو انسانی شکل لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بنائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ○

''ہم نے انسان کو بہت خوبصورت شکل میں بنایا''۔ (پ۳۰ التین:۴)

انسانی شکل اتنی خوبصورت کیوں ہے کیونکہ یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ ذرا غور کریں۔

اَلْمِیْمُ الْاَوَّلُ رَاْسُهٗ

انسان کا سر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ''میم'' ہے۔

وَالْحَاءُ جَنَاحَاهُ

انسان کے دونوں بازو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ح'' ہے۔

وَالْمِیْمُ سُرَّتُهٗ

انسان کی ناف لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ''میم'' ہے۔

وَالدَّالُ رِجْلَاهُ

انسان کی دونوں ٹانگیں دال کی بناوٹ پر ہیں۔ (مواہب لدنیہ ۲/۲۹)

یہ انسانی بدن چلتا پھرتا ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم کی گواہی دے رہا ہے۔

☆......اسم محمد حضوری کا حق ہے

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی یہ حق ہے کہ آپ کا نام گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں جو حشر کے دن کھڑے ہوں گے اور مقام محمود پر فائز کیے جائیں گے...... حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

☆......دشمن بھی تعریف کریں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اتنا میٹھا نام ہے کہ اپنے تو رہے اپنے غیر بھی محبوب کی تعریف کریں۔ دشمن بھی جب لفظ محمد منہ سے نکالیں تو تعریف کیے بغیر نہ رہ سکیں کیونکہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب ہی یہ ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے۔

☆......قاطع شرک

اللہ تعالیٰ نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قاطع شرک بنایا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نے شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔

☆......مصدق باری تعالیٰ

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا علم رکھتا ہے۔

اگر کوئی شخص تھوڑی دیر کے بعد غلطی کر بیٹھے اور دن میں کئی کئی بار کرے یا سال میں کرے تو وہ تعریف کے لائق نہیں ہوگا۔ اس کی ہر وقت تعریف نہیں ہو سکے گی تو اللہ کریم نے جب اپنے محبوب کو پیدا کیا تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ ابھی ایک سال بھی نہیں ہوا تھا۔ دو سال بھی نہیں ہوئے تھے۔ تین سال کے بھی نہیں ہوئے تھے چار سال کے بھی نہیں ہوئے تھے ابھی جوانی بھی نہیں آئی تھی، ابھی جوانی کے بعد کے حالات بھی نہیں آئے تھے۔ یہ ساری [illegible] کا بعد میں اظہار ہونا تھا اللہ نے نام کے اندر پہلے ہی خبر دے دی [illegible] ہے کہ [illegible] ہمارے رب نے نام رکھا تھا ویسی

شانیں زمانہ دیکھتا رہا۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ
فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ

نام محمد ﷺ چومنے کی حقیقت و برکت

(i) نام اقدس چومنا...... حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے

حضرت آدم علیہ السلام کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار و ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ آپ جنت میں تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیری پشت سے آنے والے ہیں لیکن تمام نبیوں کے آخر میں آئیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں رہائش کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں رکھ دیا۔ وہ نور تسبیح پڑھتا تھا اس لیے اس انگلی کا نام مسبحہ رکھا گیا۔

جیسا کہ ''روضۃ الفائق'' میں لکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کی صفائی سیشے کی طرح صاف رکھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے چومے اور انہیں اپنی آنکھوں پر رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس پر انگوٹھے چومنے کی اصل یہ ہے۔ (شرح موطا امام محمد ۳/ ۳۷۵، روح البیان ۷/ ۲۲۸-۲۲۹)

(ii) نام اقدس چومنا...... حضرت صدیق اکبر کی سنت ہے

''محیط'' میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک

ستون کے پاس جلوہ افروز ہوئے۔ صدیق اکبر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ اذان کہنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اذان شروع کی جب

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور فرمایا:

قُرَّتُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ کے نام وکلام سے ہے"

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق اکبر! جو شخص تیری طرح عمل بجا لائے یعنی انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے جب وہ میرا نام سنے تو اللہ تعالیٰ اس کے نئے پرانے' جان بوجھ کر اور بھول کر کیے تمام گناہ معاف کر دے گا۔

اور حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے) انہوں نے اپنی کتاب "قوت القلوب" میں لکھا ہے۔ ابن عینیہ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ محرم میں مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ نماز جمعہ استوانہ کے پاس ادا فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (جب آپ کا اسم گرامی اذان میں سنا) اپنے دونوں انگوٹھوں کی پشت اپنی آنکھوں پر ملی اور کہا:

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک یارسول اللہ! آپ کے نام سے ہے"۔ جب بلال اذان سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! جو وہ کلمات کہے گا جو تو نے کہے اور کہے میری ملاقات کے شوق میں تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ نئے پرانے۔ جان بوجھ کر' بھول کر' اعلانیہ اور چوری چھپے سب

معاف کردے گا اور میں اس کی شفاعت کروں گا"۔ (ایضاً)

(iii) انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کا طریقہ

بعض نے کہا ہے کہ انگوٹھوں کی پشت کو اپنی آنکھوں پر رگڑے اور صلوٰۃ نجمی میں ہے کہ آپ (ابوبکر صدیق) نے دونوں انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر چوڑائی سے رکھے لمبائی سے نہیں یعنی انگوٹھے کا رخ ناک کی طرف کیا۔ (ایضاً)

نام محمد ﷺ چومنے کی برکات

(i) سرورِ کائنات کی...... قیادت نصیب ہوگی

کنز العباد سے علامہ قہستانی نے ذکر کیا کہ اذان میں پہلی شہادت کے سنتے وقت

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

کہنا مستحب ہے اور دوسری شہادت کے وقت

قُرَّتُ عَیْنِیْ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ

کہنا بعد اس کے کہ اپنے دونوں انگوٹھے دونوں آنکھوں پر رکھے ہوئے ہوں مستحب ہے ایسا کرنے والے کے لئے کل قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اس کے قائد ہوں گے۔

(شرح موطا امام محمد ۳/۳۷۴، مراق الفلاح المعروف طحطاوی علی نور الایضاح، باب الاذان، ص ۱۲۲)

ردالمختار میں ہے:

مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْھَامَیْہِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُہٗ وَمُدْخِلُہٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّۃِ

"جو شخص اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

میں اس کا قائد بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا"۔

(ردالمحتار شرح درمختار ص ۳۷۰)

(ii) سرورِ کائنات کی......شفاعت نصیب ہوگی

دیلمی فردوس میں ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے دونوں شہادت کی انگلیوں کو چوما اور آنکھوں پر لگایا اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہوگئی۔

(شرح موطا امام محمد ۳/۳۷۴)

(iii) سو (100) سالہ گناہ..........معاف ہوگئے

چوم کر نام محمد کرتا تھا تعظیم وہ
ہے اسی تعظیم کا صدقہ ملی اس کو نجات

تم بھی کر لو یا محمد کا وظیفہ ہر گھڑی
مشکلوں کا حل یہی ہے اس سے بن جائے گی بات

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے سو برس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزارے تھے۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو مزبلہ (جہاں نجاست وغیرہ ڈالی جاتی ہے) میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس کو وہاں سے اٹھاؤ اور اس پر نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! بنی اسرائیل اس کے نافرمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔

ارشاد ہوا یہ ٹھیک ہے:

اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ کُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاۃَ وَنَظَرَ اِلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَہٗ وَوَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَصَلّٰی عَلَیْہِ فَشَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَہٗ وَزَوَّجْتُہٗ سَبْعِیْنَ حُوْرَاءَ

مگر اس کی عادت تھی کہ جب وہ توراۃ کو کھولتا اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو دیکھتا تو اس نام کو چوم کر آنکھوں سے لگالیتا اور درود بھیجتا۔ پس میں نے اس کا یہ حق مانا اور اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیں۔

(حلیۃ الاولیاء ابونعیم ۴/۴۲، سیرۃ حلبیہ ۱/۸۵، درمنثور ۳/۵۷۹، تفسیر روح البیان ۷/۱۸۵)

جس دن دا اس نام محمد ﷺ چم اکھیاں تے لایا
اس دن دا حضرت موسیٰ اس نوں اساں اپنا یار بنایا

فائدہ

بنی اسرائیل کے مذکورہ آدمی کے واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب ہے؟ سو سال تک برائیوں میں ڈوبا شخص اس پاک نام کی تعظیم سے اور وہ بھی چوم کر آنکھوں پر لگانے کی صورت میں دوزخ سے بچ جاتا ہے اور پیغمبر وقت کو اس کے کفن دفن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے۔ شخص مذکورہ نے نام مصطفیٰ کی تعظیم اذان کے دوران نہیں بلکہ اس کے علاوہ کی جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان کے علاوہ بھی اگر چہ کوئی امتی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر چومتا اور انگوٹھے آنکھوں کو لگاتا ہے تو اس کی بخشش کی امید قوی کی جاسکتی ہے۔ (شرح موطا امام محمد ۳/۳۷۶)

ذرا انصاف کیجئے

مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ جب بوسہ دینا علامت محبت میں ہے تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت نہیں کرنا چاہیے؟ حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک ماں باپ اور سب دنیا میں کسی شخص کو میں عزیز و محبوب نہ ہوں گا اس کا ایمان نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی۔ اس کی وجہ سے آپ انہیں چوم لیا کرتے تھے ہر صاحب اولاد کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے اور

وہ انہیں چومتا ہے جب از روئے محبت ہمیں اپنے بچوں کو چومنا جائز اور علامت محبت سمجھا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کے چومنے پر اعتراض کیا جاتا ہے؟ اس سے لوگوں کو منع کیا جاتا ہے؟ آخر اس میں کون سی قباحت ہے یا کوئی نص و وعید اس بارے میں موجود ہے؟ یاد رہے کہ ہم اہلسنت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر ملنے کو واجب و فرض نہیں کہتے بلکہ مستحب اور سنت ابوبکر صدیق سمجھتے ہیں اور اس پر علماء کا اجماع ہے۔ (ایضاً)

(iv) بیماری سے نجات...... نصیب ہوگی

شیخ عالم مفسر نور الدین خراسانی سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اذان میں سن کر انگوٹھے چوما کرتا تھا' پھر چھوڑ دیا تو میری آنکھیں بیمار ہوگئیں۔

فَرَاَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَامًا فَقَالَ لَمْ تَرَکْتَ مَسْحَ عَیْنَیْکَ عِنْدَ الْاَذَانِ اِنْ اَرَدْتَّ اَنْ تَبْرَاَ عَیْنَاکَ فَعُدْ اِلَی الْمَسْحِ فَاسْتَیْقَظْتُ وَمَسَحْتُ فَبَرِئْتُ وَلَمْ یُعَاوِدْنِیْ مَرْضُھُمَا اِلَی الْاٰنِ

تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا: تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیا؟ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں درست ہو جائیں تو وہ عمل پھر شروع کر دے۔ پس میں بیدار ہوا اور یہ عمل شروع کر دیا تو میری آنکھیں درست ہوگئیں اور اس کے بعد اب تک وہ مرض نہیں لوٹا۔

(شرح موطا امام محمد ۳/ ۷۷، نہج السلامہ فی تقبیل الابہامین فی الاقامہ ص ۴)

جد نام محمد لیندے ہاں دل کھل جاندے لب جڑ جاندے
سن نام محمد عربی دا طوفان بچھاں نوں مڑ جاندے

درسِ عمل

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عقیدت کے ساتھ کوئی امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے سنتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر ملتا ہے تو اس کی آنکھیں اس کی برکت سے ہر بیماری سے محفوظ رہتی ہیں اور اگر اس عمل کو ترک کر دیا جائے تو بیماری کا خطرہ ہے بہر حال متاخرین و متقدمین حضرات نے اس عمل کے فوائد و ثمرات بیان فرما کر اس کی ترغیب دی ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔

مشکل حل ہو گئی

''ادب المفرد'' میں امام بخاری نے لکھا کہ دوران جنگ حضرت ابن عمر کی آنکھ میں کنکر پڑ گیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی اپنے محبوب ترین کا نام چوم کر آنکھوں کو لگاؤ۔ چنانچہ انہوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی چوم کر آنکھوں پر لگایا تو کنکر نکل گیا۔ (شرح موطا امام محمد ۴/۴۷۸)

دعوتِ فکر

قابل قدر ماؤ اور بہنو!......

بے دینی اور بدعقیدگی کی آندھیاں اور گمراہی کے طوفان ہر طرف زوروں پر ہیں لہٰذا اپنے ایمان و عقائد کی خوب حفاظت کرو........... اور بزرگان دین کے طریقے پر قائم رہو...... غیروں کی صحبت و مجلس اور رفتار پر ولٹر یچر سے اجتناب کرو...... بزرگان دین اور سلف و صالحین کی سیرت کا مطالعہ کرو...... ان کی کتابیں پڑھو...... صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرو...... درود و سلام کی کثرت کرو...... سادہ و ستھرا لباس پہنو...... سنت کے مطابق زندگی گزارو...... اللہ ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے...... آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

نام محمد ﷺ کی تعظیم کا حکم

کل نبیاں تے رسولاں دے امام سوہنیا
سارے نوری خاکی تیرے نے غلام سوہنیا
ملنی جنتی رسید اوہدی ہونی اے عید
جہدے کفن اتے ہو یا تیرا نام سوہنیا
کھانے اونہاں نوں نکیں چینڈے ساوہ تے موجاں وچ رہندے
جہڑے پڑھدے درود تے سلام سوہنا
کوئی رو کے لکھ وار اوہدے سر اتے بھار
نعرے لاونے نے غلاماں سر عام سوہنیا

(i) محمد نامی شخص کو...... محروم رکھنے کی ممانعت

امام بزار حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اِذَا سَمَّيْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوْهُ وَلَا تَحْرِمُوْهُ

جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو پھر تم اسے نہ مارو پیٹو اور نہ اسے کسی چیز سے محروم کرو۔ (حجۃ اللہ علی العالمین (اردو) ۱/۱۴۳)

(ii) عظمت محمد کو نظر انداز کرنے والا...... جاہل ہے

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ اَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ

جس شخص کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام "محمد" نہ

رکھے تو اس نے جہالت کا مظاہرہ کیا"۔ (ایضاً)

(iii) بے وضو...... نام محمد بولنے سے شرم آتی ہے

"سلطان محمود غزنوی نے ایک روز اپنے خادم خاص سے کہا۔ ایاز کے بیٹے! پانی لاؤ۔ ایاز نے جب بادشاہ کے منہ سے یہ الفاظ سنے' تو اسے فکر ہوئی کہ شاید سلطان محمود غزنوی میرے بیٹے سے ناراض ہے جو آج اس نے میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں بلایا بلکہ ایاز کا بیٹا کہا ہے' بہر حال ایاز پریشان ہو گیا۔

بادشاہ نے ایاز سے پوچھا کیا وجہ ہے تم پریشان کیوں ہو؟ ایاز نے کہا شاہِ معظم! آج آپ نے میرے بیٹے کو بلایا۔ مگر اس کا نام لے کر نہیں بلایا بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر بلایا۔ مجھے فکر ہوئی شاید میرے بیٹے سے کوئی گستاخی ہوئی ہے۔ اُس نے کوئی بے ادبی کی ہے۔ سلطان محمود غزنوی نے ایاز کی بات سن کر کہا: اے ایاز! میں تمہارے بیٹے سے ناراض نہیں ہوں بلکہ وجہ یہ تھی کہ تیرے بیٹے کے نام میں لفظ محمد آتا ہے اور جس وقت میں نے اسے بلایا تھا اُس وقت میرا وضو نہیں تھا۔ مجھے شرم آتی ہے کہ بے وضو لفظ محمد زبان پر لاؤں" (روح البیان' ۷/۱۸۵)

؎ تعظیم جس نے کی دل سے محمد کے نام کی
خالق نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

اللہ کریم کا یہ عظیم کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو زبان پر لانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

؎ ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

درود وسلام دربارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ ۔ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ فَاتِحِ بَابِ الرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ ۔ یُنَوِّرُ الْقَلْبَ بِنُوْرِ الْعِرْفَانِ ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ

نذرانۂ درودوسلام

نبی پہ چاند ستارے درود پڑھتے ہیں
ملک بھی سارے کے سارے درود پڑھتے ہیں

جہاں تو کیا ہے خدا بھی ہے نعت خواں ان کا
خدا کے سارے نظارے درود پڑھتے ہیں

ہے حکم صلوا علیہ وسلموا آیا
کتاب کے پارے درود پڑھتے ہیں

تمام درد زمانے کے دور ہوتے ہیں
کہ جب بھی درد کے مارے درود پڑھتے ہیں

کروڑ بار ہو صابر سدا سلام ان پر
یہ جن پہ شعر تمہارے درود پڑھتے ہیں

ابتدائیہ

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی محبت اور امت پر واجب حقوق کی کما حقہٗ ادائیگی فرض قرار دی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے لوگوں کو ازراہِ تعلیم ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ تم (لوگ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ (پ۲۶ الفتح: ۹،۸)

مندرجہ بالا آیت میں ہم سے یہ تقاضا کیا گیا ہے کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر لازمی طور پر بجالائیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد ونصرت کریں گے اور اس نور

(قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (پ۹٬الاعراف٬۱۵۷)

درج بالا آیت ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر واجب حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دیتی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہم پر جن حقوق کی بجا آوری لازم ہوتی ہے ان میں ایک حق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود وسلام کا بھیجنا ہے۔

درود وسلام وہ افضل ترین اور منفرد عبادت ہے اور یہ وہ افضل ترین عمل ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی بندوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور اس عمل کے ذریعے بندے کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اس کے ذریعے گناہوں کی بخشش درجات کی بلندی اور قیامت کے روز حسرت وملال سے امان نصیب ہوتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے والے کے لئے درود وسلام کی فضیلت واہمیت جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کے عوض اللہ اور اسکے فرشتے اس شخص پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

درودِ پاک......(قرآن کی روشنی میں)

آیا نور بشریت دا پہن جامہ کائنات نے صل علیٰ پڑھیا
اُوس دن نے کلمے دا ذکر کیتا اُوس زات نے صل علیٰ پڑھیا
کفر و شرک دی موت دا وقت آیا تے حیات نے صل علیٰ پڑھیا
آ کے صدف محبت دے جوش اندر رب دی ذات نے صل علیٰ پڑھیا

اسلام کو مٹانے کے لئے کفر کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے......مکہ کے بے بس مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبہ ایمان کو کم نہ کر سکے......انہوں نے اپنے وطن......گھر بار......اہل و عیال کو خوشی سے چھوڑنا گوارا کیا......لیکن دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رہے......کفار نے بڑے کروفر اور شکوہ و طمطراق کے ساتھ مدینہ طیبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر بار ان مٹھی بھر اہل ایمان سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا......اب انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر پر طرح طرح کے بیجا الزامات تراشنے شروع کر دیے تاکہ لوگ رشد و ہدایت کی اس نورانی شمع سے نفرت کرنے لگیں اور یوں اسلام کی ترقی رک جائے۔
اس وقت اللہ کریم نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر (کثرت کے ساتھ) درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (پ ۲۲ الاحزاب ۵۶)

اللہ کریم نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر ان کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ بتایا کہ یہ میرا حبیب اور میرا پیارا رسول وہ ہے جس کی وصف وثناء میں اپنی زبان قدرت سے کرتا ہوں اور میرے سارے ان گنت فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ تم چند لوگ اگر اس کی شان عالی میں ہرزہ سرائی کرتے بھی رہو تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب وخاسر ہو گئے۔

؎ اسی درود ہمیشہ گھلدے امر کرے رب سائیں
ہور تمام ملائک پڑھسن روز قیامت تائیں
تسیں وی پاک حبیب میرے تے پڑھو درود تمامی
تاں تسیں رحمت لیتے جاسو پاؤ شان گرامی

سلام کی اہمیت

قرآن کریم میں سلام کی اہمیت پر بے شمار آیات موجود ہیں۔ جن میں اللہ کریم نے اپنے برگزیدہ انبیاء اور صلحاء پر سلام بھیجا۔

چند آیات کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پر سلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام جس دن اس دنیا فانی میں تشریف لائے اور جس دن انہوں نے اس دار فانی سے کوچ کیا اور قیامت کے دن جب ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اللہ کریم نے ان تمام دنوں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام پر سلام بھیجا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

اور یحییٰ پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ (پ ۱۶ مریم ۱۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ کریم نے اپنے کلام کی نسبت فرمائی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے دن پر اور وفات کے دن پر اور اپنے زندہ اٹھائے جانے والے دن پر سلام بھیجا۔

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۝

''اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا''۔(پ۱۶،مریم۳۳)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام

اللہ کریم نے اپنے تمام انبیاء و رسل کو اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمایا ان کی عزت و تکریم کو بلند کیا۔ ان کو قدر و منزلت کی بلندیوں تک پہنچایا اور ان کو سلام پیش کیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۝

''اور سلام ہو پیغمبروں پر''(پ۲۳،الصافات:۱۸۱)

اللہ کے برگزیدہ بندوں پر سلام

وہ لوگ جو اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں...... نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں...... اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں ایسے لوگوں کو عزت و رفعت سے سرفراز فرمانے کے لیے اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ ان پر سلام بھیجیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ط

''فرما دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کے منتخب (برگزیدہ) بندوں پر سلامتی ہو۔(پ۲۰،النمل ۵۹)

گھر میں داخل ہونے والوں کو سلام کرنے کا حکم

اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ گھروں میں داخل ہوں تو اس گھر کے مکینوں کو جو اہل ایمان میں سے ہوں ان کو سلام کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم ان سے اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں کو (داخل ہوتے ہی) سلام کہا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر (نصیحت) ہے تاکہ تم (اس کی حکمتوں میں) غور و فکر کرو۔ (پ ۱۸، النور ۲۷)

بارگاہِ الٰہی سے سلام

جب اہل ایمان کی میدان حشر میں آمد ہوگی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کی آپس میں ملاقات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا استقبال سلام سے ہوگا۔

ارشاد خداوندی ہے:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۝

(تم پر) سلام ہو (یہ) رب رحیم کی طرف سے فرمایا جائیگا۔ (پ ۲۳، یٰسین ۵۸)

جد سلام خدا دا آوے گا
ٹھنڈ سینے دے وچ پاوے گا
کیف تے سرور اوودوں آوے گا
پڑھو لا الہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

درود وسلام..........(حدیث کی روشنی میں)

سب سے اعلیٰ وظیفۂ حیات

اَللّٰہُ زَادَ مُحَمَّدًا تَکْرِیْمًا حَبَاہُ فَضْلًا مِّنْ لَّدُنْہُ عَظِیْمًا
وَاخْتَارَہٗ فِی الْمُرْسَلِیْنَ کَرِیْمًا ذَا رَاْفَۃٍ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ: اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضل عظیم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں۔ پس ان پر درود اور خوب سلام ہو۔

یَا اُمَّۃَ الْھَادِیْ خُصِصْتُمْ بِالْوَفَا بَیْنَ الْوَرٰی وَالصِّدْقِ اَیْضًا وَّالصَّفَا
صَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ الْھَادِیْ الْمُصْطَفٰی فَاللّٰہُ قَدْ صَلّٰی عَلَیْہِ قَدِیْمًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ: اے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق وصفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو کیونکہ اللہ عزوجل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہٰذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

سرکار دو جہاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ایک منفرد عمل

ہے...... جو مقبول بارگاہِ الٰہی ہے...... یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و رضا کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے...... فوری نتائج وثمرات کے حامل اعمال میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے...... کیونکہ یہ عمل اللہ رب العزت اور ملائکہ کی سنت ہے...... وہ ہمہ وقت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں...... جملہ اہل ایمان کو بھی درود وسلام بھیجنے کا حکم خداوندی ہے...... اس حکم کے تحت محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمہ وقت درود وسلام اہل ایمان کا وظیفۂ حیات ہے...... اہلِ محبت درود وسلام پر مشتمل اس عمل خیر میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں۔

کان لعل کرامت پہ...... لاکھوں سلام

اُمتی بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں جب نذرانہ درود وسلام پیش کرتے ہیں تو یہ مختلف طریقوں سے بارگاہِ رسالت میں پہنچتا ہے جس کا ثبوت متعدد احادیث سے ملتا ہے۔ یہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اُمتی جہاں کہیں بھی ہوں ان کی طرف پیش کیا جانے والا درود وسلام بلاواسطہ خود بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچتا ہے۔ آیئے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر کو عید گاہ (کہ جس طرح عید سال میں دو مرتبہ آتی ہے اس طرح تم سال میں صرف ایک یا دو دفعہ میری قبر کی زیارت کرو بلکہ میری قبر کی جہاں تک ممکن ہو کثرت سے زیارت کرو) اور مجھ پر درود بھیجا کرو پس تم جہاں کہیں بھی

ہوتے ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے''۔

(سنن ابوداؤد۲/۲۱۸'الرقم:۲۰۴۲'مسند احمد بن حنبل۲/۳۶۷'الرقم۸۷۹۰)

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:

سیدنا حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجتے رہا کرو' بے شک تمہارے درود مجھ تک پہنچتے ہیں''۔

(المعجم الکبیر۳/۸۲'الرقم:۲۷۲۹'الترغیب والترہیب۲/۳۶۲'۱المعجم الاوسط۱/۲۳۸)

؎ دورو نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کی سماعت پر......لاکھوں سلام

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس درود پڑھا جائے یا پھر دور سے درود بھیجا جائے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود بھیجنے والے کے درود کو خود سنتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ عَلِمْتُہٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود بھیجتا ہے۔میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اس کو بھی جان لیتا ہوں''۔

(کنز العمال۱/۴۹۸'الرقم:۲۱۹۸)

حضور کہتے ہیں معلوم ہے ہمیں سب کچھ
کہاں غلام ہمارے درود پڑھتے ہیں
نجات ملتی ہے صائم وہیں پہ ہر غم سے
جہاں بھی درد کے مارے درود پڑھتے ہیں

جہاں کہیں بھی درود پڑھا جائے......سرکار سنتے ہیں

پیار کے آنسو دامن میں سجا کر درود پڑھو
دید کی تمنا ہونٹوں پہ سجا کر درود پڑھو
سرکارِ دو عالم کی فرش پر آمد کو یاد کر کے درود پڑھو
سرکارِ دو عالم کے سوئے عرش جانے کو یاد کر کے درود پڑھو
سرکارِ مدینہ کی غار حرا کی تنہائیوں کو یاد کر کے درود پڑھو
حضور کو رحمۃ للعالمین کہہ کر درود پڑھو
سرکار کو جلوۂ حق کہہ کر درود پڑھو
سرکار کو خیر الوریٰ کہہ کر درود پڑھو
سرکار کو شاہِ ارض و سماء کہہ کر درود پڑھو

الغرض تم جس طرح بھی درود پڑھو جہاں بھی درود پڑھو حضور سنتے ہیں۔

شفاعت رسول کا حقدار

کسی قیدی یا مجرم کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ حاکم کے یہاں فلاں شخص کا اثر ہے اور اس کی سفارش حاکم کے یہاں بڑی ہوتی ہے تو اس سفارشی کی خوشامد میں کتنی دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ ہم میں سے کون سا ایسا ہے جو بڑے سے بڑے گناہ کا مجرم نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سفارشی جو اللہ کا حبیب سارے رسولوں اور تمام مخلوق کا سردار، وہ کیسی آسان چیز پر اپنی سفارش کا وعدہ بھی ایسا مؤکد فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز

اسے میری سفارش ملے گی۔

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر صبح وشام دس دس مرتبہ درود بھیجتا ہے قیامت کے روز اس کو میری شفاعت میسر ہوگی''۔

(مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۰، الترغیب والترہیب ۱/۲۶۱، الرقم: ۹۸۷)

درج بالا حدیث پاک میں موجود فرمان کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص اس سے فائدہ نہ اٹھائے تو کس قدر خسارے کی بات ہے۔

لغویات میں وقت ضائع کرنے کے بجائے — درود پڑھنا چاہئے
فضول گوئی میں وقت ضائع کرنے کے بجائے — درود پڑھنا چاہئے
غیبت کرنے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے — درود پڑھنا چاہئے
چغلی کرنے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے — درود پڑھنا چاہئے
حسد کرنے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے — درود پڑھنا چاہئے

کیونکہ

دہشت ہول قیامت کولوں اس نوں خوف نہ ہووے
ہر طرفوں ای رحمت رب دی تنبوتان کھلووے

سرکار دوعالم...... سلام کا جواب دیتے ہیں

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرم بھی ہوتا ہے کہ آپ غلاموں کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ چاہے کوئی قریب سے سلام پیش کرے یا دور سے کہ ہم تو آقا سے دور ہیں۔ لیکن وہ یقیناً اللہ کے ارشاد:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے قریب ہیں۔ (پ ۲۱ الاحزاب ۶)

کے مطابق اپنے غلاموں سے دور نہیں یہ ان پر ان کے رب کا خاص فضل وکرم ہے کہ فاصلے ہمیں ان سے دور نہیں کرتے ہم سب ان کی ایک نظر میں سمائے ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ ہمارا ان سے تعلق کیسا ہے کہ ان سے محبت وعقیدت اور ان کی اتباع واطاعت ہمیں ان سے قریب تر کر دیتی ہے اور ان کا وسیلہ ہمیں ان کے رب سے قریب تر کر دیتا ہے۔ پس ہمارے سلام کا جواب ضرور ملتا ہے۔ عاشق لوگ تو جواب کو سنتے بھی ہیں اور ان سے مصافحہ ومعانقہ کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں۔ ہم اگر بدنصیبی سے ان سے دور ہو گئے ہیں۔ تب بھی وہ ضرور جواب دیتے ہیں ہم نہ سنیں تو اس کا سبب ہماری دوری ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے۔ پھر میں اس سلام بھیجنے والے کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(ابوداؤد السنن ۲/ ۲۱۸، الرقم ۲۰۴۱)

فرشتوں کا سلام لیجئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ سَلَّمَ عَلَیَّ فِیْ شَرْقٍ وَّلَا غَرْبٍ، اِلَّا اَنَا وَ مَلَآئِکَۃُ رَبِّیْ نَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

مشرق ومغرب میں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اور میرے رب کے فرشتے اس کے (بھیجے) ہوئے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(ابونعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ۶/ ۳۴۹)

امام غزالی کا قابل تقلید عقیدہ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز اس مقام پر یوں داد تحقیق دیتے ہیں۔

وَاحْضُرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَلْیَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّهٗ یَبْلُغُهٗ وَیَرُدُّ عَلَیْكَ مَا هُوَ اَوْفٰی مِنْهُ ۔

جس وقت تو التحیات کے بعد یہ عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کر: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر۔ اس ناچیز کی طرف سے یہ سلام عقیدت پیش ہے۔ زبان سے یہ کہے اور دل میں یہ امید واثق رکھے کہ تیرا یہ سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شان شایان تمہیں سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے۔ (ضیاء النبی ۵/۹۲۴)

جن کو فرشتے...... دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھا۔ جب تک اس کتاب میں میرا نام ہے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔

(المعجم الاوسط الرقم ۱۸۷۰۶ مجمع الزوائد ۱/۱۳۶ کنز العمال الرقم: ۲۲۴۳ تاریخ دمشق الکبیر ۶/۱۲۱ الرقم: ۱۶۰۸)

درود پاک پڑھنے کا تاکیدی حکم

یَاقَوْمَنَا صَلُّوْا عَلَیْہِ لِتَظْفَرُوْا
بِالْبِشْرِ وَالْعَیْشِ الْھَنِیِّ الْاَرْغَدِ

اے لوگو! درود پاک پڑھو تا کہ کشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کرلو۔

وَیَخُصَّکُمْ رَبُّ الْاَنَامِ بِفَضْلِہٖ
وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّاتِ یَوْمَ الْمَوْعَدِ

اور تا کہ تمہیں رب والاَنام عزوجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کردے۔

صَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ
مَالَاحَ فِی الْاٰفَاقِ نَجْمُ الْفَرْقَدِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقد (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

اللہ کی رضا کا طالب ہے تو...... درود وسلام پڑھا کر

عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا مَرْفُوْعًا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ وَھُوَ عَنْہُ رَاضٍ فَلْیُکْثِرِ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ حالت رضا میں اللہ سے ملاقات کرے تو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے۔

(ذہبی میزان الاعتدال فی نقد الرجال: ۵/۲۳۵)

وَقَدْ اَسْعَدَالرَّحْمٰنُ عَبْدًا دَعَالَهٗ
فَاَضْحٰى سَعِيْدًا فِى الْمَمَاتِ وَفِى الْمَحْيَا

رحمٰن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہو گیا۔

صَلَاةٌ شَذَاهَا عِطْرُالْكَوْنِ جَهْرَةً
فَمَنْ قَاسَهَا بِالْمِسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

درود پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

پیاری بہنو!

جو درود پڑھتا ہے .... اس کو مشکلات سے چھٹکارا ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو خود رب رحمٰن ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو جنت کا نظارہ ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو روح معہ قلب کا قرار ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو آقا کا در پیارا ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو بخشش کا اشارہ ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو ہر گھڑی سکون و اطمینان ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو رحمت کا سائبان ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو آقا سے تحفۂ شفاعت ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو آقا کا سایۂ رحمت ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو ہر ملنے والا وفادار ملتا ہے
جو درود پڑھتا ہے .... اس کو مدنی آقا کا دوارہ ملتا ہے

قابل احترام بہنو!

بارگاہِ قدوسیت میں عبادت وریاضت کی قبولیت کا انحصار مختلف شرائط پر ہوتا ہے مگر ذات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ درود وسلام کا ہدیہ اور تحفہ پیش کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں۔ جب آپ کا کوئی بھی عاشق آپ پر درود پاک پڑھتا ہے تو درود ہی واحد عمل ہے جو بغیر کسی شرط کے قبول ہی قبول ہے۔ تعداد فضائل و برکات کے ساتھ ساتھ درود وسلام کا ہدیہ ایسے اثرات رکھتا ہے جس سے ہر عام وخاص...... ہر ادنیٰ واعلیٰ...... ہر امیر وغریب...... ہر معلم و متعلم...... بلکہ کائنات کی ہر چیز مستفید ہو رہی ہے۔ درود وسلام کی برکات اور اثرات جب انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں تو زندگی کے دھارے کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ درود اور مسلسل سلام کو وظیفہ بنانے والے اس کی حقیقت اور لذت سے نہ صرف لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ اپنے اندر ایک عظیم انقلاب محسوس کرتے ہیں اور یہی انقلاب ذلت کی پستیوں سے نکال کر عظمت کی بلندیوں اور رفعتوں پر فائز کر دیتا ہے۔

اور غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر عزت واکرام کا تاج سجا دیتا ہے۔ رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت یزداں اس پر سایہ فگن رہتی ہے۔

ہمیشہ مدحت خیرالانام میں گزرے
دعا ہے عمر درود وسلام میں گزرے

صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہے فرمانِ خدا
کاش کہ سب کی زندگی اس پیغام میں گزرے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو گھر سے باہر تشریف لے آتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو اللہ کا ذکر کرو ہلا دینے والی (قیامت) آ گئی۔ اس کے بعد پیچھے آنے والی (آ گئی) موت اپنی سختی کے ساتھ آ گئی۔ میرے والد نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ پس میں آپ پر کتنا درود بھیجوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تو بھیجنا چاہتا ہے۔ میرے والد فرماتے ہیں میں نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں اپنی دعا کا چوتھائی حصہ آپ پر درود بھیجنے کے لئے خاص کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے (تو ایسا کر سکتا ہے) لیکن اگر تو اس میں اضافہ کرلے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا اگر میں اپنی دعا کا آدھا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے لئے خاص کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے لیکن اگر تو اس میں اضافہ کردے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا اگر میں اپنی دعا کا تین چوتھائی حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے لئے خاص کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے لیکن اگر تو زیادہ کردے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ) اگر میں ساری دعا آپ پر درود بھیجنے کے لئے خاص کردوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو یہ درود تیرے تمام غموں کا مداوا ہو جائے گا اور تیرے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (ترمذی، الجامع الصحیح ۴/۶۳۶، باب نمبر ۲۳، الرقم: ۲۴۵۷)

محبوب نوں راضی کریا کر سِتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن درود پوچایا کر

نبی تے شام سویرے درود پڑھیا کر
غماں جے پائے نے گھیرے درود پڑھیا کر

درود خواناں تے کھلدی اے راہ مدینے دی
جے پانے طیبہ چہ پھیرے درود پڑھیا کر

درود پاک دے صدقے کرے گا رب صائم
غماں نمرتے تیرے درود پڑھیا کر

درودوسلام کی بارگاہِ رسول میں رسائی

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہٗ

حضرت ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو۔ پس جو بھی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اس کا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔

(حاکم المستدرک علی الصحیحین ۲/۴۵۷، الرقم: ۳۵۷۷)

مجلسیں پاک ہوتی ہیں......درودوسلام سے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوتِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی مجالس کو مجھ پر درود بھیج کر سجایا کرو' بے شک تمہارا درود بھیجنا قیامت کے دن تمہارے لیے نور کا باعث ہوگا۔

(دیلمی' مسند الفردوس ۲/۲۹۱' الرقم: ۳۳۳)

کنج رونقاں لگیاں ہویاں نے
سوہنے دے سوہنے نام دیاں
اوہ محفلاں سب توں چنگیاں نے
جتھوں واجاں اون سلام دیاں

اذان سے پہلے درود و سلام کی شرعی حیثیت

اذان کے بعد درود شریف پڑھنا اور آپ کے لئے وسیلہ کی دعا کرنا اور آپ کی شفاعت کے حصول کی دعا کرنا مسنون اور مستحب ہے اور ہمارے ملک کے اکثر علاقوں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ مؤذن نماز مغرب اور خطبہ جمعہ کے علاوہ جب لاؤڈ سپیکر پر اذان دیتے ہیں تو اذان سے کچھ وقفہ پہلے اور کچھ وقفہ بعد' مختلف الفاظ اور مختلف صیغوں میں تعداد کی تعیین کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور ان کا یہ فعل محض آپ کی محبت اور آپ کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے اور آپ کی تکریم کے لئے ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے مستحسن اور محمود ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ چونکہ عہد رسالت میں اس کا معمول اور رواج نہیں تھا۔ اس بناء پر اس کو فقہاء اسلام نے بدعت حسنہ لکھا ہے تاہم عہد رسالت اور بعد کے مشہود بالخیر ادوار میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے ذکر آپ کے ذکر کی کثرت' محافل میلاد' جلوس اور مجالس نعت کو بدعت اور مکروہ بھی نہیں کہا جاتا تھا۔ اس لیے اس کی ضرورت بھی نہیں تھی اور ہمارے زمانہ میں بعض لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے آپ کی فضیلت اور آپ کے ذکر کی کثرت اور صلوٰۃ و سلام کو کم کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین اور آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے شائقین ہر حیلہ اور ہر بہانے اور ہر مناسب موقع پر آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ سو وہ اذان سے پہلے اور بعد بھی وقفہ کے ساتھ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اور اس کو فرض یا واجب نہیں کہتے مستحب ہی سمجھتے ہیں۔ (تبیان القرآن ۹/۵۴۴-۵۵۵)

ــــ درود پاک پڑھنے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے یہ جس وقت بھی پڑھو باعث برکت ہے۔

[illegible] اذان سے پہلے پڑھو [illegible] تب بھی باعث برکت ہے

[illegible] پڑھو [illegible] تب بھی باعث برکت ہے

مسجد میں پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
کھڑے ہو کر پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
بیٹھ کر پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
تنہائی میں پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
اجتماع میں پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
آہستہ پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
بلند آواز سے پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
شام کے وقت پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے
صبح کے وقت پڑھو	تب بھی باعث برکت ہے

ثمرات و برکات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے بے شمار فوائد و ثمرات ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ درود بھیجنے سے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں...... ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ایک دفعہ درود بھیجنے سے دس گناہوں (بدیوں) کو مٹا دیا جاتا ہے۔

نفع بخش سودا

قابل قدر بہنو! اپنے دلوں کو حاضر رکھ کر خوب غور و فکر کرو...... اپنی عقلوں سے امتیاز کرو اور دیکھو! وہ ہستی جو تم پر رحم فرمائے۔ تمہیں کفایت کرے اور ایک درود کے بدلے دس رحمتوں کی جزا عطا فرمائے تو کون سا نفع اس سے بڑھ کر ہے؟ اور اس سے زیادہ نفع بخش کون سا سودا ہے؟ اگر ایک تاجر کو یہ پتہ چل جائے کہ فلاں شہر میں ایک درہم کے سامان سے دو درہم کمائے جا سکتے ہیں تو وہ ہر تکلیف برداشت کر کے وہاں جانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ نفع زیادہ حاصل ہو۔

جب دنیاوی نفع کی خاطر اتنی دوڑ دھوپ کی جاتی ہے تو ذرا اس نفع کو بھی دیکھو اور ہاتھ بڑھا کر اس پھل کو بھی توڑ کر چکھو جس کا نفع آخرت میں زیادہ سے زیادہ ملے گا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (بصورت رحمت) بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(سنن نسائی ۳/۵۰، الرقم ۱۲۹۷، مسند احمد بن حنبل ۳/۲۶۱، مستدرک حاکم ۱/۳۵، ۲۰۱۸)

تو پھر ہم کیوں نہ کہیں

سوہنے تے درود پہنچائی جا، سوہنے دی خیر منائی جا

منگ صدقہ آل محمد دا سب ختم خسارہ ہووے گا

بہت درود جو پڑھدے مومن جدوں بلائے جاسن

سبھ تھیں نیڑے پاس اساڈے قرب حضوری پاسن

اب مانگو...... تمہیں ضرور ملے گا

"حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز کے بعد اس نے دعا کی اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی ہے جب تم نماز پڑھ لو تو بیٹھ کر اللہ کی حمد بیان کرو جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر مجھ پر درود

بھیجو پھر اللہ سے دعا مانگو۔ اسی طرح اس کے بعد ایک اور آدمی نے نماز پڑھی (نماز پڑھنے کے بعد) اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

اے نمازی اللہ سے مانگو تمہیں دیا جائیگا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نمازی نے عجلت کی پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آداب دعا سکھائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے سنا جس نے اللہ کی حمد بیان کی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اللہ سے دعا مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی اور اللہ کے سوالی بن جاؤ عطا کیے جاؤ گے"۔ (المعجم الکبیر ۱۸/ ۳۰۷، الرقم: ۷۹۲)

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ

اگر کامیابی چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد
اگر غموں سے نجات چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد
اگر رحمت کی برسات چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد
اگر رضائے خدا چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد
اگر رضائے مصطفیٰ چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد
اگر نماز کی قبولیت چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد
اگر جنت میں گھر چاہتے ہو تو پڑھو	صل علیٰ محمد

درود پڑھنے والے کا نام ونسب...... محفوظ ہو جاتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتگار تھے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز تمام دنیا میں سے تم میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا پس جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ

درود بھیجتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے ان میں سے ستر (۷۰) آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس (۳۰) دنیا کی حاجتوں میں ہیں پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس درود کو میری قبر میں اس طرح مجھ پر پیش کرتا ہے جس طرح تمہیں تحائف پیش کیے جاتے ہیں اور وہ مجھے اس آدمی کا نام اور اس کا نسب بمعہ قبیلہ بتاتا ہے پھر میں اس کے نام ونسب کو اپنے پاس سفید کاغذ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔

(شعب الایمان ۳/ ۱۱۱، الرقم: ۳۰۳۵)

اس تھیں ہور زیادہ اُس نوں کیہڑی دولت پیاری
دس وار جد اس دے تائیں یاد کرے رب باری

نور کا خزانہ............ درود وسلام

درود پاک پڑھنے کی برکت سنیے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَاةُ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَلَهٗ ذُنُوْبَ ثَمَانِیْنَ عَامًا

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر بھیجا ہوا درود پل صراط پر نور بن جائیگا اور جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے (۸۰) اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔ (مسند الفردوس ۲/ ۴۰۸، الرقم: ۳۸۱۴)

عزیز بہنو!

جو ہر وقت درود پاک اپنے لبوں پر سجاتے ہیں ان کو سعادتیں، رفعتیں اور بلندیاں نصیب ہوتی ہیں...... اور غم خوشی میں بدل جاتے ہیں...... مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں...... تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں ضروریات پوری ہوتی ہیں...... سکون قلب نصیب ہوتا ہے...... راحت جاں اور ہر طرح کی شادمانیاں اور مسرتیں حاصل ہوتی

ہیں......اور سب سے بڑھ کر یہ درود پل صراط پر نور بن جائے گا......اور گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَى الْهَادِيِّ الْبَشِيْرِ مُحَمَّدٍ
تَحَظَّوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرَانِ
فَاللّٰهُ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْهِ مُصَرِّحًا
فِىْ مُحْكَمِ الْاٰيَاتِ وَالْقُرْاٰنِ

(i)......تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو رحمٰن عزوجل سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(ii)...... تحقیق اللہ عزوجل نے واضح نشانیوں اور قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

200 سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

جو کثرت سے درود شریف پڑھتا رہے اسے بہت سی برکتیں نصیب ہوتی ہیں۔ مثلاً

حزن وملال اور رنج والم	دور ہوتا ہے
مشکلات	آسان ہوتی ہیں
دنیا وآخرت میں	بھلائیاں نصیب ہوتی ہیں
قلبی سکون	نصیب ہوتا ہے
مسرت وخوشی	میسر آتی ہے
رزق میں	برکت ہوتی ہے
رحمت باری کا	نزول ہوتا ہے
گناہ	مٹتے ہیں
نیکیاں	بڑھتی ہیں

درود پاک پڑھنے والے کو بلندی مراتب کا مژدہ دیا گیا ہے اور یہ آخرت کی نجات کا یقینی ذریعہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَتَیْ صَلَاۃً غُفِرَلَہٗ ذَنْبُ مِائَتَیْ عَامٍ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن مجھ پر دوسو (۲۰۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے دوسو (۲۰۰) سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

(کنز العمال، ۱/ ۵۰۷، الرقم: ۲۲۴۱)

صَلُّوْا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ
اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ نُوْرٌ یَعْقِدُ

مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و پاک پڑھو۔ بے شک ان پر درود و پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

مَنْ کَانَ صَلّٰی قَاعِدًا یُغْفَرُ لَہٗ
قَبْلَ الْقِیَامِ وَلِلْمَتَابِ یَجَدَّدُ

جو بیٹھنے کی حالت میں درود و پاک پڑھے اسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

وَکَذَالِکَ اِنْ صَلّٰی عَلَیْہِ قَائِمًا
یُغْفَرُ لَہٗ قَبْلَ الْقُعُوْدِ وَیُرْشَدُ

اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ (الروض الفائق مترجم ۲۴)

درود کی برکت سے......روشن میرا سینہ ہے

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں درود و شریف پیش کرنا واجب ہے۔ حکم الٰہی ہے......اس کی کثرت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے......جس سے علم و عرفان میں زیادتی ہوتی ہے......انشراح ذہن و قلب میسر آتا ہے......یہ قرب الٰہی کا زینہ ہے......اس سے گناہوں کی تاریکی دور ہوتی ہے......اور دل نور ایمان سے روشن ہو جاتا ہے......حجابات دور ہو جاتے ہیں اور کائنات ہتھیلی پر رائی کے دانہ کی طرح نظر آنے لگتی ہے...... جو چاہتا ہے کہ عالم ماکان و مایکون کے خزانہ علمی سے وافر حصہ حاصل کرے وہ اس خزانہ کے مالک پر درود شریف پڑھا کرے......درود شریف سنت الٰہیہ ہے...... ملائکہ کا معمول ہے......صحابہ کرام کا ذوق ہے......اولیاء اصفیاء کا وطیرہ ہے...... علماء کرام کا معمول ہے......اس سے موت کی شدت آسان ہوتی ہے...... نکیرین کا خوف زائل ہوتا ہے......عذاب قبر دور ہوتا ہے......قبر کی تاریکی سے نجات ملتی ہے...... وسعت قبر میسر آتی ہے......درود و شریف پڑھنے والوں کے چہروں پر نور کی بارش ہوتی ہے......ان کے چہرے پرکشش ہو جاتے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِائَةً وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللّٰهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بَرَاءَةً مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ وَاَسْكَنَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَاءِ

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (بصورت رحمت) بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر سو مرتبہ درود (بصورت دعا) بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو

مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق اور جہنم کی آگ سے براءت لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کا ٹھکانہ شہداء کے ساتھ کرے گا"۔

(المعجم الاوسط' ۷/ ۱۸۸' الرقم: ۷۲۳۵' الترغیب والترہیب' ۲/ ۳۲۳' الرقم: ۲۵۶۰)

ے دل نورو نور درود کرے' ہر مشکل دور درود کرے
تیرا وی بلند زمانے تے اس نال ستارہ ہووے گا

پڑھدا رہو درود محمد تے تیرا پار اتارا ہووے گا
اس پاک درود دی برکت تھیں سوہنے دا نظارا ہووے گا

پل صراط پر......درود پاک کی مدد

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ گزشتہ شب میں نے خواب میں عجیب چیز دیکھی میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتوں نے میری امت کے ایک آدمی کو گھیرا ہوا ہے۔

☆......اس دوران اس شخص کا وضو وہاں حاضر ہوتا ہے اور اس آدمی کو اس مشکل صورتحال سے نجات دلاتا ہے۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ اس پر قبر کا عذاب مسلط کیا گیا ہے۔ پس اس کی نماز آتی ہے اور اس کو اس عذاب سے نجات دلاتی ہے۔

☆......اور میں ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ اس کو شیاطین نے گھیرا ہوا ہے پس اللہ کا ذکر (جو وہ کیا کرتا تھا) آتا ہے اور اس کو ان شیاطین سے نجات دلاتا ہے۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ پیاس کے مارے اس کا برا حال ہے پس رمضان کے روزے آتے ہیں اور اس کو پانی پلاتے ہیں۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں جس کے آگے پیچھے دائیں

بائیں اوپر نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے پس اس کا حج اور عمرہ آتے ہین اور اس کو تاریکی سے نکالتے ہیں۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) اس کی روح قبض کرنے کے لئے اس کے پاس کھڑا ہے اس کا صلہ رحم آتا ہے اور کہتا ہے یہ شخص صلہ رحمی کرنے والا تھا پس وہ ان سے کلام کرتا ہے اور وہ اس سے کلام کرتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں جو اپنے چہرے سے آگ کا شعلہ دور کر رہا ہے پس اس کا صدقہ آ جاتا ہے اور اس کے سر پہ سایہ بن جاتا ہے اور اس کے چہرے کو آگ سے ڈھانپ لیتا ہے۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں اس کے پاس عذاب والے فرشتے آتے ہیں پس اس کے پاس اس امر بالمعروف ونہی عن المنکر آ جاتا ہے اور اس کو عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ وہ آگ میں گرا ہوا ہے پس اس کے وہ آنسو آ جاتے ہیں جو اس نے اللہ کی خشیت میں بہائے اور اس کو آگ سے نکال دیتے ہیں۔

☆......اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھا پس اس کا اللہ سے خوف اس کے پاس آ جاتا ہے اور وہ اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے۔

☆......اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ اس کے نیک اعمال والا پلڑا ہلکا ہے پس اس کا قرض دینا اس کے پاس آ جاتا ہے تو اس کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے۔

☆......اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ خوف کے مارے کانپ رہا ہوتا ہے جیسا کہ کھجور کی شاخ (ہوا سے ہلتی ہے) پس اس کا اللہ کے ساتھ حسن ظن آتا ہے

تو اس کی کپکپاہٹ ختم ہو جاتی ہے۔

☆......اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جو کبھی تو پل صراط پر آگے بڑھتا ہے کبھی رک جاتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے۔ پس اس کا وہ درود جو مجھ پر بھیجتا ہے آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور اس کو پل صراط پر سیدھا کھڑا رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو عبور کر لیتا ہے۔

☆......اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا وہ جنت کے دروازے تک پہنچتا ہے۔ پس جنت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور وہ باہر کھڑا رہتا ہے پس اس کا کلمہ شہادت آتا ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد/۷/۱۷۹-۱۸۰)

درود پاک کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

ہوہودیاں ضرباں لائی جا' جیویں من داای یار منائی جا

ایہہ ویلا مڑ مڑ کہندا اے' اینویں نہ وقت گنوائی جا

کھڑ پین گے پھل مراداں دے' اوہدے نام دی بزم سجائی جا

ایہہ کم نیازی چنگا اے' سوہنے تے درود پوچائی جا

درود پاک پڑھنے کے ایمان افروز واقعات

درود وسلام	حضرت آدم علیہ السلام کا وظیفہ ہے
درود وسلام	حضرت نوح علیہ السلام کا وظیفہ ہے
درود وسلام	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وظیفہ ہے
درود وسلام	حضرت اسحاق علیہ السلام کا وظیفہ ہے
درود وسلام	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وظیفہ ہے
درود وسلام	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وظیفہ ہے
درود وسلام	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وظیفہ ہے

ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ

بغداد شریف میں ایک شخص رہتا تھا جو نہایت حاجت منداور غریب تھا لیکن بے حد صابر اور عبادت گزار تھا۔ ایک مرتبہ کئی دن سے اس کے اہل وعیال کو کچھ کھانے کے لئے نصیب نہ ہوا۔ پس اس نے ایک دن نماز سے فارغ ہو کر اپنے بیوی بچوں کو بٹھایا اور کہا سب میرے ساتھ مل کر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔ سب نے خوب درود شریف کا ورد کیا۔ حتیٰ کہ بھوک کی حالت میں نیند آ گئی اور سب سو گئے لیکن مقدر جاگ گیا۔ اس اللہ کے نیک بندے کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح ہوتے ہی تم فلاں شخص کے پاس جاؤ جو مجوسی ہے اس سے ہمارا سلام کہو اور بتاؤ کہ اس کی دعا قبول ہو چکی ہے اور تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ تم میری ضرورت پوری کرو۔

یہ شخص صبح اٹھا تو نہایت خوش تھا۔ سکون وطمانیت کے آثار اس کے چہرے پر ظاہر تھے۔ بیوی نے یہ حال دیکھ کر پوچھا کیا ماجرا ہے؟ بھوکے ہو پھر بھی بہت خوش نظر آتے ہو اسے سب ماجرا بتاتے ہوئے کہا۔ خوش بخت جب ہم سو رہے تھے اس وقت ہمارا مقدر جاگ رہا تھا۔ یہ گھر سے نکلا لیکن یہ بات کھٹک رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک غلام کو ایک مشرک آتش پرست کے در پر کیسے بھیج سکتے ہیں اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں نہیں آسکتا۔

بہر حال یہ مجوسی کا گھر تلاش کرتا کرتا اس کے پاس پہنچ گیا۔ مجوسی سے ملا اس نے دیکھا کہ یہ شخص واقعی بہت مالدار ہوتا ہے اس کا دربار سجا ہوا تھا۔ مجوسی کچھ دیر بعد ان کی طرف متوجہ ہوا۔ پوچھا آپ کون ہے؟ کیوں آئے ہیں؟ آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ اس مرد صالح نے کہا کہ میں ایک راز لے کر آیا ہوں تنہائی کی ضرورت ہے۔ مجوسی کے اشارے پر دربار خالی ہو گیا۔

اب ان صاحب نے مجوسی کو بتایا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے۔ مجوسی بولا کہ تمہارے نبی کون ہیں؟ انہوں نے بتایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس نے کہا لیکن میں تو مجوسی ہوں وہ مجھے کیسے سلام بھیج سکتے ہیں۔ میں تو ان کے لائے ہوئے دین کو مانتا ہی نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا جو کچھ مجھ سے کہا گیا وہ میں نے تمہیں بتا دیا تم یقین کرو یا نہ کرو۔ مجوسی نے اللہ کی قسم دے کر ان سے پوچھا کیا واقعی تمہارے نبی نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا ہاں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا ہاں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں سلام بھی کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ تیری دعا قبول کر لی گئی ہے نیز تیرے لیے یہ حکم ہے کہ تو میری ضرورت پوری کرے۔

مجوسی نے کہا کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ دعا کیا ہے جو قبول ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا مجھے یہ تفصیل معلوم نہیں۔ مجوسی بولا اٹھو اندر چلو میں تمہیں بتاتا ہوں وہ دعا کونسی ہے؟

وہ دونوں اندر گئے۔ مجوسی نے اپنے مہمان سے کہا ذرا ہاتھ لاؤ ان صاحب نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے ہاتھ پکڑ کر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا اور مشرف باسلام ہو گیا۔

ہم دونوں باہر واپس آئے تو اُس نے دوبارہ سب حاضرین کو بلایا اور بتایا کہ میں مشرف باسلام ہو چکا ہوں پس جو تم میں سے اسلام قبول کرے گا وہ میرا شریک تجارت ہوگا اور جو یہ دین حق قبول نہیں کرنا چاہتا وہ میرا مال واپس کر دے اور ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔ اکثر نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور کچھ اس کا مال واپس کر کے چلے گئے۔

پھر اس نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو بلا کر کہا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اگر تم بھی یہ دین قبول کرو گے تو میرا تم سے رشتہ برقرار رہے گا ورنہ تمہارا میرا کوئی تعلق نہ رہے گا' لہٰذا دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بیٹی کی شادی اپنے بھائی سے ہی ہوئی تھی جو مجوسی دین میں جائز ہے لیکن بیٹی نے بتایا کہ میں آج تک اپنے شوہر کے قریب نہیں گئی اور بالکل پاک صاف ہوں۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اب بولا کیا میں آپ کو بتاؤں وہ کونسی دعا ہے جو قبول ہوئی۔

اس مرد صالح نے کہا: جی میں جاننا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا جس دن میں نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی ہی بیٹی سے کی اس دن میں نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں شہر کے امیر وغریب سب ہی کو بلایا تھا لیکن میری دیوار سے بالکل ملا ہوا ایک گھر ہے جس میں سیدوں کا ایک خاندان رہتا ہے چونکہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت تھی لہٰذا میں نے ان کے خاندان والوں کو دعوت نہ دی۔

جب میں تقریب سے فارغ ہو کر اپنی چھت پر آرام کرنے کے لئے گیا تو میں نے ان گھر والوں کی باتیں سنیں۔ بچیاں اپنی ماں سے کہہ رہی تھیں۔ امی جان آپ نے دیکھا ہمارے پڑوسی نے سارے شہر کو دعوت دی لیکن ہمیں نہیں بلایا۔ ماں نے کہا بیٹی وہ تو ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن مجوسی ہے ہمیں کیوں دعوت دیتا یہ باتیں ہو رہی

ہیں اور مجھے نیند آ گئی صبح مجھے احساس ہوا کہ میں نے یہ اچھا نہیں کیا۔

لہٰذا میں نے کھانے کا اہتمام کیا اور تینوں بچیوں اور ان کی ماں کے لئے بہترین جوڑے منگوائے اور ان کو بھیج دیئے۔ اب میں خاص طور پر ان کی باتیں سننے اوپر گیا۔ ماں اور بچیاں میرے تحائف دیکھ کر بہت خوش ہوئیں لیکن بچیاں ماں سے کہنے لگیں ہم یہ کھانا تو نہیں کھ سکتے کہ اس کا بھیجنے والا تو مجوسی ہمارے نانا جان کا دشمن ہے۔ ماں نے کہا کھالو یہ تو اللہ کا رزق ہے جو ہمارے مقدر کا ہے اسی لیے اللہ نے ہمیں بھیجا ہے۔ بچیوں نے کہا تو پہلے ہم اپنے نانا جان سے اس کی شفاعت کی سفارش کریں اور دعا کریں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔

یہی وہ دعا تھی جس کی قبولیت کا مژدہ لے کر آپ آئے ہیں اور آج مجھے مشرف باسلام ہونے کا اعزاز نصیب ہوا ہے۔ میں اپنی ساری دولت کا نصف حصہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو میں نے شادی کے موقع پر اپنے بیٹے اور بیٹی کے نام کیا تھا۔

(یاایھا الذین آمنوا/۲۱ ۴۳۶-۴۳۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ہے قابل فخر.........ضیافت رسول کی

صلوٰۃ وسلام ایک ایسا نور ہے جو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے.....اور دل کو بغض وکینہ سے پاک کر دیتا ہے.....لوگوں سے محبت کرنے کی رغبت ہو جاتی ہے...... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نیند کی حالت میں نصیب ہوتی ہے... درود غیبت سے بچاتا ہے.....اسے اگر سب سے زیادہ مبارک اور فضیلت والا فعل کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا.....اس کا نفع دین ودنیا میں تمام ذخائر سے بڑھ کر ہے اور اس کا پھل وہ میٹھا میوہ ہے جو تمام دوسرے ذائقوں سے بے نیاز کر دیتا ہے...... دوسرے اعمال میں سے کوئی عمل بھی اتنا عظیم تر نہیں کہ جس کے بارے میں اتنے اقوال ذکر ہوئے ہوں۔

''حضرت ابوالخیر اقطع روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ فاقہ کشی سے میری بری حالت تھی۔ پانچ دن اسی طرح گزر گئے کہ میں نے ایک دانہ بھی منہ میں نہ ڈالا۔ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار کے قریب گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کا شرف نصیب ہوا۔ میں نے عرض کیا:

اَنَا ضَیْفُكَ اللَّیْلَةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!

یارسول اللہ! آج رات میں حضور کا مہمان ہوں۔

پھر منبر شریف کے پیچھے سو گیا۔ میں خواب میں اللہ تعالیٰ کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور کے دائیں

جانب اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور کی بائیں جانب تھے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حضور کے سامنے تھے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے مجھے حرکت دی۔ فرمایا: اے ابوالخیر! اٹھو اللہ تعالٰی کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

وَقَبَّلْتُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی۔ جس کا نصف میں نے کھایا پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میرے سامنے وہ آدھی بقیہ روٹی موجود تھی۔

(القول البدیع، ص ۲۴۷)

درود و سلام کی برکت...... جانور بھی حمایتی نکلے

جو درود و سلام پڑھے	اس پر اللہ کی رحمت کی برسات ہوتی ہے
جو درود و سلام پڑھے	وہ اللہ عزوجل کے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے
جو درود و سلام پڑھے	اس پر ہر گھڑی اللہ عزوجل کا کرم ہوتا ہے
جو درود و سلام پڑھے	اللہ کا فضل ہر وقت اس کا متلاشی ہوتا ہے
جو درود و سلام پڑھے	وہ خوش قسمت قیامت کے دن بخشا جائے گا
جو درود و سلام پڑھے	اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہے
جو درود و سلام پڑھے	اس کو جنت میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند آواز والا یعنی دیہاتی ہدوا اپنی سرخ اونٹنی کے ساتھ ادھر آیا اس نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے کے سامنے بٹھائی اور خود آ کر

ہمارے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر جب اس نے اپنا واویلا ختم کر لیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹنی جو دیہاتی کے قبضہ میں ہے' یہ چوری کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کوئی دلیل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر اس اعرابی پر چوری کی گواہی مل جاتی ہے تو اس سے اللہ کا حق لو (یعنی اس پر چوری کی حد جاری کرو) اور اگر چوری کی شہادت نہیں ملتی تو اس کو میری طرف لوٹا دو۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اعرابی نے کچھ دیر کے لئے اپنا سر جھکایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی اللہ کے حکم کی پیروی کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ وگرنہ میں تمہاری حجت سے دلیل پکڑ لوں گا بس اسی اثناء میں دروازے کے پیچھے سے اونٹنی بول پڑی اور کہنے لگی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا نہ تو اس شخص نے مجھے چوری کیا ہے اور نہ ہی اس کے سوا میرا کوئی مالک ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے اس اونٹنی کو تیرا عذر بیان کرنے کی قوت گویائی بخشی۔ اے اعرابی یہ بتا تو نے سر جھکا کر کیا کہا تھا۔

اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کہا اللہ تو ایسا خدا نہیں ہے جسے ہم نے پیدا کیا ہو اور نہ ہی تیرے ساتھ کوئی اور الہ اور رب ہے کہ ہم تیری ربوبیت میں شک کریں تو ہمارا رب ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں اور کہنے والوں کے کہنے سے بھی بہت بلند ہے۔ پس اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور یہ کہ مجھے میرے الزام سے بری کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس رب کی قسم! جس نے مجھے عزت کے ساتھ مبعوث کیا اے اعرابی میں نے دیکھا کہ فرشتے تمہاری بات کو لکھنے میں جلدی کر رہے ہیں۔ پس تو کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کر۔ (مستدرک حاکم ۲/۶۷۶' الرقم: ۴۲۳۶)

ساری جائیداد لے لو...... یہ بال مبارک مجھے دے دو

بلخ میں ایک دولت مند تاجر رہتا تھا اس کے دو لڑکے تھے۔ یہ بڑا ہی خوش نصیب تھا کہ مال و دولت کے علاوہ اس کے پاس ایک عظیم نعمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مبارک بالوں کا خادم و مالک تھا جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کے دونوں لڑکوں نے اس کا مال و دولت اور سب ساز و سامان آپس میں تقسیم کیا جب مقدس بالوں کی باری آئی تو دو بال تو دونوں لڑکوں نے لے لیے اور تیسرے پر جھگڑا ہو گیا۔ بڑے بھائی نے کہا اس بال کے دو حصے کیے جائیں اور آدھا آدھا لے لیا جائے۔ چھوٹے بھائی نے کہا قسم خدا کی میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا کون ظالم ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو توڑ دے۔

بڑے نے جب چھوٹے کی عقیدت و محبت دیکھی تو کہا کہ اچھا تم یہ تینوں بال لے لو اور اپنی جائیداد کا ایک حصہ دے دو۔ چھوٹا عاشق رسول تھا اپنے بڑے بھائی کے اس فیصلہ پر اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی اور فوراً راضی ہو گیا۔ دولت قربان کی اور تینوں موئے مبارک لے لیے (مومن کامل کے لئے یہ سب سے بڑی دولت ہے) اس نے ان مقدس بالوں کو نہایت احترام سے رکھا۔ جب عشق غالب ہوتا تو ان کی زیارت کرتا اور خوب جھوم جھوم کر درود شریف پڑھتا۔ بڑا بھائی اپنی دولت کو بھی نہ سنبھال سکا چند دن بعد ہی کنگال ہو گیا اور اسے اللہ نے بڑی برکت دی۔ اس کی دولت بڑھتی رہی اور یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ دولت مند ہو گیا۔ لوگوں میں اسے عزت بھی حاصل ہوئی کیونکہ وہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں تحفہ درود پیش کرتا تھا۔

(یاایہا الذین آمنو ۹ ۲/۲۲۳ مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، حکایات صحابہ، ص ۷۸۳)

امام شافعی پر پھولوں کی بارش کیوں کی گئی؟

حضرت عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ کو دیکھا۔ پوچھا فرمایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

رَحِمَنِیْ وَغَفَرَلِیْ وَزَفَّنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ وَنَثَرَ عَلَیَّ کَمَا یُنْثَرُ عَلَی الْعُرُوْسِ

''میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا۔ مجھے بخش دیا۔ مجھے دلہن کی طرح آراستہ کر کے جنت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنت کے پھول نچھاور کیے گئے جس طرح دلہن پر درہم و دینار نچھاور کیے جاتے ہیں''۔

میں نے اس عزت افزائی کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اپنی کتاب ''الرسالۃ'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے جو درود لکھا ہے۔ اس کا یہ اجر ہے۔

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں۔ میں نے امام سے پوچھا: وہ خاص درود شریف کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ میں نے وہاں یہ درود شریف لکھا ہے:

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

میں بیدار ہوا اور کتاب الرسالہ کو کھولا تو وہاں بعینہ اسی طرح درود شریف لکھا ہوا تھا۔ (ضیاء النبی ۵/۹۲۰، حکایات صحابہ ص ۲۷۷، تبیان القرآن ۹/۵۴۱)

یَا فَوْزَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ
یَحْوِی الْاَمَانِیَ بِالنَّعِیْمِ السَّرْمَدِیْ

کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس لیے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی اور نعمت والی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

اِنْ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَۃِ تَھْتَدِیْ
صَلِّ عَلَی الْھَادِی النَّبِیِّ مُحَمَّدٖ

اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔

سرکار کا سلام آ گیا...... درود جب کام آ گیا

ایک آدمی جس کا نام محمد بن مالک تھا۔ بیان کرتا ہے کہ میں بغداد میں حضرت ابوبکر بن مجاہد المقری سے قرأت سیکھنے کے لئے حاضر ہوا۔ ایک روز ہم سب ان کی خدمت میں قرأت کی مشق کر رہے تھے کہ ان کے پاس ایک بزرگ داخل ہوئے جنہوں نے پرانا عمامہ اور بوسیدہ قمیص پہنی ہوئی تھی اور ایک پرانی سی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

شیخ ابوبکر اپنی مسند سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس شیخ کو اپنی مسند پر بٹھایا ان سے ان کے احوال دریافت کیے۔ ان کے بچوں کی خیریت دریافت کی۔ اس بزرگ نے بتایا آج رات میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ اہل خانہ نے مجھے کہا ہے کہ گھی اور شہد لاؤں لیکن میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔

شیخ ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں سو گیا میرا دل سخت پریشان تھا۔ میں نے حضور کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور نے پوچھا: اے ابوبکر! تم اتنے غمزدہ کیوں ہو۔ اٹھو اور علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اسے سلام پہنچاؤ اور اسے اپنا تعارف کراؤ اور یہ نشانی بتاؤ کہ تیرا یہ معمول ہے کہ تو ہر جمعہ کی رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔ گزشتہ جمعہ کی رات کو تو نے سات سو مرتبہ درود پاک پڑھا۔ اس کے بعد خلیفہ کا قاصد تمہیں بلانے کے لئے آیا تم اس کے ساتھ چلے گئے۔ وہاں سے واپس آ کر تم اپنی جگہ پر بیٹھے اور بقیہ تین سو پڑھا یہاں تک کہ ایک ہزار مکمل ہو گیا (اگر اس نشانی کے بارے میں تمہیں علم ہے) تو اس بچے کے باپ کو ایک سو دینار عطا کر دینا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر سکے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوبکر بن مجاہد مقری اس بچے کے باپ کو ہمراہ لے کر اٹھے

اور وزیر کے گھر گئے۔ حضرت ابو بکر نے وزیر کو کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ جب وزیر نے یہ بات سنی تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اپنی مسند پر انہیں بٹھایا اور ان کے حالات دریافت کیے۔ وزیر کی مسرت کی حد نہ رہی۔ اپنے خادم کو حکم دیا کہ فوراً تھیلی اٹھا کر لاؤ جس میں دنانیر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ تھیلی لایا اس میں سے اس نے سو دینار گنے اور اس بزرگ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ پھر اتنی مقدار میں گنے تاکہ شیخ ابو بکر کی خدمت میں پیش کرے لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

وزیر نے عرض کی کہ یہ میری طرف سے ہدیہ قبول کرو۔ یہ اس سچی بشارت کے عوض میں ہے جو تو نے مجھے سنائی ہے۔ یہ چیز میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز تھی۔ اور تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوشخبری سنانے والے ہو۔ پھر ایک سو دینار وزن کیے اور عرض کی کہ یہ اس بشارت کے صدقے قبول کر لو جو تو نے مجھے سنائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے درود شریف کو جانتے ہیں۔ پھر ایک سو دینار گنے اور عرض کی یہ اس زحمت برداشت کرنے کے بدلہ میں قبول کرو جو یہاں آنے تک آپ کو اٹھانا پڑی۔ پھر ایک سو دینار وزن کرتا رہا یہاں تک کہ ایک ہزار دینار ہو گئے لیکن اس بزرگ نے اتنا فرمایا کہ میں ایک سو دینار ہی لوں گا جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے کا حکم فرمایا ہے۔ (القول البدیع، ص ۲۳۸)

ایسے خوش بخت لوگوں کے بارے میں ہی کہا جاتا ہے کہ

؎ جو نبی کے قریب ہوتے ہیں
آدمی خوش نصیب ہوتے ہیں
جن میں حُبِّ رسول ہو
دل کسی کو نصیب ہوتے ہیں

درودِ پاک نہ پڑھنے کی وعیدیں

درود پاک پڑھنے کے بے شمار فضائل ہیں مگر ساتھ ہی جو درود پاک نہیں پڑھتا اس کے لئے وعیدیں بھی احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

اپنی مجلس کو وبال نہ بنایئے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا وَّلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ مَجْلِسِهِمْ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُمْ

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ مجلس جس میں لوگ جمع ہوں اور اس میں نہ تو اللہ کا ذکر کریں اور نہ ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لئے وبال ہو گی اور پھر اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو معاف فرما دے۔

(ترمذی، ۵/۴۶۱، الرقم: ۳۳۸۰، مسند احمد بن حنبل ۲/۴۶۳، الرقم: ۹۹۰۷، سنن کبریٰ ۳/۲۱۰، الرقم: ۵۵۶۴)

عبرت کا پیغام

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: آمین آمین آمین عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین آمین آمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جبرائیل امین میرے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور اس کی بخشش نہ ہو اور وہ دوزخ میں

داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے (حضرت جبرائیل نے مجھ سے کہا) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہیے'' پس میں نے آمین کہا۔

اور جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آیا اور جہنم کی آگ میں داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں آمین۔

اور وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور وہ جہنم کی آگ میں داخل ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں آمین تو میں نے کہا آمین۔

(مستدرک حاکم ۱/۵۴۹، الترغیب والترہیب ۲/۳۳۱، الرقم ۲۵۹۵)

درود پڑھ کر......دعا کی قبولیت کا اہتمام کیجئے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دُعاء آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس میں سے کوئی بھی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک تو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔

(جامع ترمذی ۲/۳۵۶، الرقم: ۴۸۶)

سب سے بڑا بخیل کون ہے؟

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

''حضرت حسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(جامع ترمذی ۵/۵۵۱، الرقم: ۳۵۴۶، سنن کبریٰ ۶/۲۰، الرقم: ۹۸۸۵)

جنت کا راستہ بھول جائے گا

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے ساتھ میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے تو قیامت کے روز وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ (شعب الایمان ۲/۲۱۵، الرقم ۱۵۷۳، الترغیب والترہیب ۲/۳۳۲، الرقم ۲۵۹۹)

؎ دل دے محل وچ گونج درود دی اے
ہوٹاں اُتے سلام حضور دے نیں

غیراں کدوں پریم دے جام پیتے
اپنیاں لئی اے جام حضور دے نیں

☆......یہی وہ عمل ہے......... جو سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود و سلام کے پھول نچھاور کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یہی گلدستہ پیش کرتے ہیں۔

قابلِ قدر بہنو!

☆......یہی وہ واحد عمل ہے......... جس کے مردود و مسترد ہونے یا نامقبول

ہونے کا شائبہ تک نہیں کیا جا سکتا۔

☆......یہی وہ واحد عمل ہے.........جس کے کرنے والوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی نظر کرم فرماتے ہیں۔

☆......یہی وہ واحد عمل ہے.........جو کوثر سے سیرابی کا وسیلہ اور میزان کا ثقیلہ اور پل صراط سے بسہولت گزرنے کا ذریعہ ہے۔

☆......یہی وہ واحد عمل ہے.........جس کے ایک مرتبہ کرنے سے اللہ عزوجل کی طرف سے دس مرتبہ جواب ملتا ہے۔

☆......یہی وہ واحد عمل ہے.........جو رفع درجات اور اللہ ورسول سے قرب کا ذریعہ ہے۔

☆......یہی وہ واحد عمل ہے.........جس سے جنت وسیع اور قریب ہوتی ہے اور جہنم تنگ اور اس کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہریار ارم تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب وزینت پر عرشی درود
فرش کی طیب و زینت پہ لاکھوں سلام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمُ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

بَلَغَ الْعُلٰی بِكَمَالِهٖ

كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

نعت رسول مقبول ﷺ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

یہ جو مہرو ماہ پر ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

ابتدائیہ

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم رحیم و کریم پروردگار اللہ عزوجل کی ان تمام صفات الٰہیہ کے مظہر اتم ہیں جو صفات مخلوق کے اندر جلوہ گر ہو سکتی ہیں۔

اللہ عزوجل کی تخلیقی قوت کی پہلی جامع تجلی نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام کائنات کے لئے سرچشمۂ حیات ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل و کرم فرمایا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا تو تمام مخلوق کو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بھی حیات ملی۔

جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے صدقے ہی تمام کائنات کو حیات کا لطیف تمغہ نصیب ہوا۔ تو پھر اللہ عزوجل اور اس کی مخلوق کے درمیان نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ابدی واسطہ ٹھہرا۔ پھر اس بات کی حقیقت اور عظمت کو سلام کرتے ہوئے یہ مان لینا چاہئے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی نعمت و برکت یا رحمت نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وسیلے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے
مکہ میں نور ہے مدینہ میں نور ہے گنبد خضریٰ میں نور ہے
چاند میں نور ہے ستاروں میں نور ہے سورج بھی نور سے معمور ہے

نور نبوت کے زمین پر طلوع ہوتے ہی اس کی نورانی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اندھیرا دور ہو گیا...... بت کدے خاک میں مل گئے...... خشک سالیاں اور محرومیاں ختم ہو گئیں۔ کائنات خوشبو سے مہک اٹھی۔ غنچے چٹخنے لگے...... کلیاں مسکرانے لگیں......

ویران آبادیاں دل کو بھانے لگیں...... پھول کھلنے لگے...... اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ مسرت سے جھومنے لگا۔

ملائکہ نے اس نورازلی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثناء کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی اور مشک وعنبر میں بسی ہوئی زبان سے کی۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی رم جھم سے ساری زمیں سرسبز وشاداب ہوگئی۔

نور مصطفیٰ......(قرآن کریم کی روشنی میں)

(i) آ گیا وہ نور والا......جس کا سارا نور ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لیے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے۔ کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی۔ سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔ (پ۶ المآئدۃ ۱۵-۱۶)

یہاں دو نوروں کا ذکر ہے جنہیں خدائے عظیم نے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے کائنات میں بھیجا۔ ایک نور مجسم سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری کتاب الٰہی جس کے سراپا ہدایت ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں تو

کیا یہ نور عرب سے آیا؟	نہیں
کیا یہ نور مکہ سے آیا؟	نہیں
کیا یہ نور مدینے سے آیا؟	نہیں
کیا یہ نور زمین سے آیا؟	نہیں
کیا یہ نور آسمان سے آیا؟	نہیں
کیا یہ نور چاند سے آیا؟	نہیں
کیا یہ نور مریخ سے آیا؟	نہیں

بلکہ یہ نور اللہ کی طرف سے آیا

ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور

(پ۶ آ۱۶ ک۱۵)

تمہارے پاس آنے والا

یہ نور عربی	نہیں ہے
یہ نور عجمی	نہیں ہے
یہ نور مکی	نہیں ہے
یہ نور مدنی	نہیں ہے
یہ نور مطلبی	نہیں ہے

بلکہ یہ نور تو عالم قدس سے آیا ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور	ازلی ہے
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور	ابدی ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور اول ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور کامل ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور حقیقت ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور محبت ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور لامکان ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور رحمٰن ہے

فائدہ

غور کیجئے

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور

کیا آیا نور آیا

کہاں سے آیا اللہ کی طرف سے آیا

نور کا معنی کیا ہے؟ نور کا معنی روشنی ہے اور روشنی اپنے مبداء اور مرکز کی خبر دیتی ہے۔

دھوپ سورج کی خبر دیتی ہے

چراغ کی روشنی چراغ کی خبر دیتی ہے

بلب کی روشنی بلب کی خبر دیتی ہے

یعنی ہر روشنی اپنے مرکز کی خبر دیتی ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روشنی ہیں اور یہ روشنی اپنے مرکز رب کائنات

(ii) اس نور سے مراد..... نور مصطفیٰ ہی ہے (ایک غلط فہمی کا ازالہ)

بعض لوگ اس آیت میں نور کے لفظ سے قرآن مجید مراد لیتے ہیں جبکہ اللہ کریم نے اسی آیت میں قرآن کا ذکر الگ کیا ہے۔ اس آیت میں نور سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جمہور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ نور سے حضور سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس (صحابی) رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" رَسُوْلٌ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ (تفسیر ابن عباس، ص ۹۷، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، ملتان)

(iii) نورِ خدا کا کمال

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نور علیٰ نور ہیں۔

خدا کا نور ۔۔۔ محمد عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
کیف وسرور ۔۔۔ محمد عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
حق کی تنویر ۔۔۔ محمد عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
سراج منیر ۔۔۔ محمد عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
خدا کا جمال ۔۔۔ محمد عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
بے مثل و بے مثال ۔۔۔ محمد عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

؎ منادی ہو گئی کہ ہے کریم ابن کریم آیا
جو تھا قربت میں خالق کی وہی نور عظیم آیا

(iv) مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد بھی نورِ محمدی ہے

مدینے کے چراغ کی حقیقت سنئے!!

بزم کونین کو خالق نے سجا رکھا ہے
آنے والا ہے جو دلدار بنا رکھا ہے
ساری دنیا کے چراغ اس کو سلامی دیں گے
جو دیا خالق نے مدینے میں جلا رکھا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق۔ ہو اس میں چراغ ہو وہ چراغ شیشہ کے (ایک فانوس) میں ہو وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے جو روشن کیا گیا ہے برکت والے زیتون کے درخت سے۔ جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے۔ قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے (یہ) نور ہی نور ہے۔ پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں (کی ہدایت) کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (پ۱۸ النور ۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب سے کہا کہ آپ مجھے ارشاد باری تعالیٰ "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ" کے متعلق بتایئے۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محترم و مکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان فرمائی ہے۔ پس "مشکاۃ" (طاق) آپ کا سینہ مبارک ہے اور "زجاجۃ" (قندیل) آپ کا قلب اطہر ہے اور "مصباح" (بڑا روشن چراغ) آپ کی نبوت ہے۔ قریب ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک اور آپ کی نبوت مقدسہ لوگوں پر خود بخود واضح ہو جائے۔ اگرچہ آپ بیان نہ بھی فرمائیں کہ میں نبی ہوں۔ (تفسیر مظہری ۶/۵۲۲)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یہ لکھتے ہیں کہ

> "نورہ" میں ضمیر سید عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے اور اس کو ایک پوری جماعت نے حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضرت کعب احبار سے بیان کیا ہے۔

(تفسیر روح المعانی ۱۸/۵۶۶ تفسیر خازن ۳/۳۵۳ تفسیر کبیر ۶/۲۸۱)

(۷) حضور نور بھی ہیں ...... اور ...... نور گر بھی ہیں

کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم صرف نور ہی نہیں بلکہ نور گر بھی ہیں کیونکہ ......!!

دونوں جہاں میں یا نبی کوئی نہیں تیرا جواب
تو ہے رسول مجتبیٰ ﷺ تو ہے خدا کا انتخاب
گلشن کائنات کو تجھ سے ملا ہے رنگ و نور
چہرۂ آفتاب کو تجھ سے ملی ہے آب و تاب
ہے تیری ذات پاک کا سرور انبیاء لقب
حق سے عطا ہوا تجھے رحمت عالمین کا خطاب

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتے ہوئے آپ کے حسن و جمال کو روشن چراغ سے بھی تعبیر کیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝

اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور ہر وقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا۔ (پ۲۲ الاحزاب ۴۵-۴۶)

فائدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سراپا کو سراج منیر قرار دینا ایک قرآنی استعارہ ہے۔ ''سراج'' لغت میں آفتاب یا چراغ کو کہتے ہیں اور ''منیر'' اسے کہتے ہیں جو دوسروں کو روشن کر دے۔

اس طرح ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایسے چراغ کی مانند ہے جو ہمہ وقت صرف خود ہی روشن نہیں بلکہ چاروں طرف روشنی بانٹ بھی رہا ہے اور نہ صرف خود نور ہے بلکہ ظلمت کدۂ عالم کو بھی بقعۂ نور بنا رہا ہے۔

(۷۱) چاند بھی حسن کی خیرات...... حضور سے لیتا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی شان یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبیں اقدس نور ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ والضحیٰ نور ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک نور ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گال مبارک نور ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک نور ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک نور ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک　　نور ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک　　نور ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذقن مبارک　　نور ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک　　نور ہے

اور کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام سرتا پا نور بلکہ نور ''علیٰ نور'' ہیں۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

''اے حسن و جمال والے! اے نسل انسانی کے سردار! آپ کے نور برساتے چہرے سے چاند کو نور عطا ہوا ہے''۔

(iii) سرکار کے نور کا صدقہ......انبیاء مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　انبیاء مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　اصفیاء مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　مفسرین مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　صالحین مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　عجمی مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　عربی مانگ رہے ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا صدقہ　　قدسی مانگ رہے ہیں

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ایمان تازہ کیا ہے یہ فرما کر

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے معرفت اور رحمت کی بارش سے ایک چلو یا ایک قطرہ حاصل کرنے کی التماس کرتے ہیں۔

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صورت اور کردار کے اعتبار سے تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں اور کوئی دوسرا بھی آپ کے مقام اور علم پر نہیں پہنچ سکا۔

(viii) چھڑیاں روشن ہو گئیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بعض معاملات میں گفتگو کرتے ہوئے دیر ہو گئی۔ رات سخت اندھیری تھی جب دونوں گھر کو روانہ ہوئے تو ان کے ہاتھوں میں جو عصا تھے ان میں سے ایک کا عصا روشن ہو گیا جس کی روشنی میں فاصلہ طے کیا۔ حتیٰ کہ وہ مقام آ گیا جہاں ان دونوں نے جدا ہونا تھا۔

حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ

جب راستہ الگ الگ ہونے لگے تو دوسرے کا عصا بھی روشن ہو گیا لہٰذا ہر ایک اپنے اپنے عصا کی روشنی سے اپنے اہل و عیال تک پہنچ گیا۔

(الخصائص الکبریٰ ۲/۱۸۹، مشکوٰۃ، ص ۵۴۴)

درسِ ہدایت

آج کچھ لوگ اس کشمکش میں رہتے ہیں کہ چھڑیاں کیسے روشن ہو سکتی ہیں جب کہ روشنی کے لئے ایسی چیز کا ہونا ضروری ہے جو روشن کر دے مگر وہ چھڑیاں جن کو نور والا نبی

مس کردے۔ نور والے نبی سے جن کو نسبت ہو جائے۔ ان کے روشن ہونے کا یقین صرف ان کو آتا ہے جو عقل والے اور عشق والے ہوتے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

؎ عاقل نوں اک نکتہ کافی لوڑ نہیں دفتر دی
بے عقلاں تے اثر نہ کردی پند نبی سرور دی

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: اے قتادہ رضی اللہ عنہ جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا میں تمہیں حکم دوں گا تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا: اسے لے لو یہ تمہارے لیے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گی۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۱۹۰)

فائدہ

میرے نبی علیہ السلام کے نور سے — لاٹھیاں روشن ہو گئیں
میرے نبی علیہ السلام کے نور سے — راستے روشن ہو گئے
میرے نبی علیہ السلام کے نور سے — اندھیری رات روشن ہو گئی
میرے نبی علیہ السلام کے نور سے — انگلیاں روشن ہو گئیں
میرے نبی علیہ السلام کے نور سے — ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو گئی

نور وہ ہوتا ہے جو خود بھی روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کر دے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ میرے آقا علیہ السلام خود بھی روشن ہیں۔ سراج منیر ہیں اور دوسروں کو بھی روشنی کی خیرات تقسیم فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

ابوبکر صدیق آئے تو — روشن ہو گئے

فاروق اعظم آئے تو — روشن ہو گئے
عثمان غنی آئے تو — روشن ہو گئے
مولا علی آئے تو — روشن ہو گئے
بلال حبشی آئے تو — روشن ہو گئے
انس بن مالک آئے تو — روشن ہو گئے
زید بن حارثہ آئے تو — روشن ہو گئے

تو پھر ہم کیوں نہ کہیں

؎ جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرّے سامنے آئے ستارے ہو گئے

میرے نبی کے نور کا کمال یہ ہے کہ

؎ تو نے قطروں کو دیکھا گوہر کر دیا' تو نے ذروں کو دیکھا تو ذر کر دیا
تو نے حبشی کو رشک قمر کر دیا' الٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

(ب) نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ...... (حدیث کی روشنی میں)

(ا) سب سے پہلے نور مصطفیٰ کی تخلیق

کائنات میں سب سے پہلے میرے نبی کا نور تخلیق کیا گیا۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ

زمین سے پہلے	میرے نبی کا نور
آسمان سے پہلے	میرے نبی کا نور
سورج سے پہلے	میرے نبی کا نور
چاند سے پہلے	میرے نبی کا نور
جمادات سے پہلے	میرے نبی کا نور
نباتات سے پہلے	میرے نبی کا نور
حیوانات سے پہلے	میرے نبی کا نور
معدنیات سے پہلے	میرے نبی کا نور
انبیاء سے پہلے	میرے نبی کا نور

الغرض ساری کائنات سے پہلے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور رب کائنات نے تخلیق فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللہِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ؟ قَالَ یَاجَابِرُ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ

نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ ۔
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔

(مصنف عبدالرزاق ۱/۶۳، الرقم ۶۳، المواہب اللدنیۃ ۱/۷۱)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

(ii) عطائے نبوت......سب سے پہلے

قابل قدر بہنو!

شمس و قمر سے پہلے	شجر و حجر سے پہلے
بحر و بر سے پہلے	خشک و تر سے پہلے
افلاک و فلک سے پہلے	حور و ملک سے پہلے

رب کائنات نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ نبوت سے سرفراز پایا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں اس وقت بھی نبی تھا) جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی روح اور جسم کے درمیان مرحلہ میں تھی (یعنی

روح اور جسم کا باہمی تعلق بھی ابھی قائم نہ ہوا تھا)

(سنن ترمذی ۵/۵۸۵،الرقم:۳۶۰۹،مسند احمد بن حنبل ۴/۶۶،۵/۵۹-۳۷۹،الرقم:۲۳۶۲۰،

مستدرک حاکم ۲/۶۶۵-۶۶۶،الرقم:۴۲۰۹-۴۲۱۰)

اس موقع پر شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

؎ نور نبی دا ظاہر ہویا اجے نہ آدم ہویا
اول آخر دوہیں پاسیں آپے مل کھلویا

اللہ کے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تو اس وقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا۔

نہ لوح تھی — نہ قلم تھا
نہ عرب تھا — نہ عجم تھا
نہ ملک تھے — نہ فلک تھا
نہ شمس تھا — نہ قمر تھا
نہ جن تھا — نہ بشر تھا
نہ برگ تھا — نہ ثمر تھا
نہ بر تھا — نہ بحر تھا
نہ خشک تھا — نہ تر تھا

بس ایک خدا تھا......اور دوسرا نور مصطفیٰ تھا

؎ نور نبی دا اوس ویلے دا اجے زمین اسمان وی نئیں سی
نہ سورج نہ چن نہ تارے اجے آن زمان وی نئیں سی

(ج) نورِ مصطفٰی...... (نگاہ صحابہ میں)

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے اور آپ کے ہر ایک جلوے کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چمکتے چہرۂ مبارک کو دیکھتے۔ آپ کے دندان مبارک کو دیکھتے۔ آپ کے ہر ہر عضو کو دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے نکلنے والی شعاعیں ان کو چاند سے بھی زیادہ حسین لگتی تھیں۔

(ا) چاند سے حسین...... میرے حضور ہیں

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلال عید ہے ابروئے حبیب!

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِيْ مِنَ الْقَمَرِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے لگا' آپ پر سرخ جوڑا تھا میری نظر میں حضور چاند سے زیادہ حسین تھے۔

(سنن دارمی ج اول الرقم ۵۷ المستدرک ۴/۱۸۶ المعجم الکبیر ج ۲ الرقم ۱۸۴۲)

منادی ہو گئی یہ آسمانوں اور زمینوں میں

یہ نورِ محمد ہے جو یکتا ہے حسینوں میں

نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

(ii) نورِ نبی پر......شیر خدا کی گواہی

شیر خدا حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ رُءِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ ثَنَايَاهُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے تو آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ (مواہب اللدنیہ ۱/۲۷۰)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا نور ہے۔

آپ کا دل مبارک نور ہے
آپ کا چہرۂ مبارک نور ہے
آپ کی نظر مبارک نور ہے
آپ کے ہونٹ مبارک نور ہیں
آپ کے قدم مبارک نور ہیں
آپ کے رخسار مبارک نور ہیں
آپ کی جان مبارک نور ہے
آپ کا پسینہ مبارک نور ہے
آپ کا جگر مبارک نور ہے
آپ کے ہونٹ مبارک نور ہیں
آپ کی حیا مبارک نور ہے

؎ کس کس کو گنا جائے گا الفاظ میں صائم

ہے میرے محمد ﷺ کی تو ہر ایک ادا نور

ذکر نور فکر نور سینہ نور پسینہ نور

والیل زلفیں اور چہرۂ والضحیٰ نور

(د) نور مصطفیٰ ﷺ ......(مفسرین کرام کی نظر میں)

لوگ اس آیت کریمہ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں عموماً اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میں نور سے مراد قرآن مجید ہے جبکہ اس نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کی تائید میں ہمارے وہ مفسرین کرام جو ہمارے لیے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ان کے نظریات درج ذیل ہیں۔

(i) علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" عَظِیْمٌ وَھُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِیُّ الْمُخْتَارُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَیْہِ ذَھَبَ قَتَادَۃُ وَاخْتَارَہُ الزُّجَاجُ

بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا یعنی عظیم نور جو تمام انوار کا نور ہے اور وہ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔قتادہ کا یہی مذہب ہے اور یہی زجاج کا مذہب ہے۔

نیز چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

وَلَا یَبْعُدُ عِنْدِیْ اَنْ یُّرَادَ بِالنُّوْرِ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور میرے نزدیک یہ بھی بعید نہیں ہے کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

(تفسیر مدارک ۱/۵۵۷، تفسیر روح المعانی، الجزء السادس، ص ۹۷)

(ii) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں:

هُوَ نُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مراد ہے۔ (تفسیر مدارک ۱/۵۵۸)

(iii) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"نور سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن ہے"۔ (تفسیر کبیر، ۳/۳۸۴)

(iv) علامہ احمد بن محمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ

عارف باللہ علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر جلالین" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

وَسُمِّيَ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيْهَا لِلرَّشَادِ وَلِاَنَّهٗ اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَّمَعْنَوِيٍّ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ لوگوں کے قلوب اور عقول کو روشن کرتے ہیں اور راہ راست کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس لیے کہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(تفسیر مدارک ۱/۵۵۸، تفسیر صاوی الجزء الاول مطبوعہ مصر)

(v) مزید مفسرین کرام

مذکورہ بالا مفسرین کرام کے علاوہ مزید مفسرین کرام نے بھی اس آیت کے بارے

میں اپنے تاثرات اور نظریات بیان کیے ہیں اور نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کیا ہے۔ اختصار کے ساتھ مزید مفسرین کے لئے درج ذیل تفاسیر کا مطالعہ کریں۔

(تفسیر کبیر ۳/۳۸۴، تفسیر خازن ۱/۴۷۷، تفسیر مظہری ۳/۶۸، تفسیر عثمانی، ص ۱۴۲، تفسیر روح البیان پارہ ۶، ص ۱۷۴، تفسیر المتقین، ص ۱۴۲، شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۵۴)

(ہ) نور مصطفیٰ کے بارے میں اہل محبت کے عقائد

(i) حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

غزوۂ تبوک سے فتح ونصرت اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد جب وارث کون و مکان، رسول انس و جان، سیاح لامکاں سید مرسلاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شان سراپا قدس میں اشعار کہنے کی اجازت طلب کی تو رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چچا جان کہیے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کے منہ کو سلامت رکھے تو حضرت عباس کے اشعار میں سے آخری دو اشعار جن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا تذکرہ کیا ہے۔ درج ذیل ہیں:

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ
اَلْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ!

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِی النُّوْرِ
وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی۔ آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے۔ سو ہم ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ۱/ ۹۷، سیرت النبویہ ص ۳۷، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۲)

جن کے آنے سے روشن زمانہ ہوا
ان آقا کی آمد پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

(ii) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِذَا ضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَلَأْلَأُ فِی الْجُدُرِ

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو دیواریں آپ کے نور مبارک سے چمک اٹھتیں۔ (مدارج النبوۃ فارسی' ص ۱۲' حجۃ اللہ علی العالمین' ص ۶۸۹)

(iii) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گواہی

حضور پرنور نور علی نور کے بڑے پیارے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ

جس دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کی نورانیت سے مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہوگئی۔

(ترمذی شریف ۲/۲۰۲' مشکوٰۃ المصابیح' ص ۵۴۷' ابن ماجہ شریف' ص ۱۱۹)

(iv) اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

سیدہ' طیبہ' طاہرہ' عابدہ' زاہدہ' عارفہ' ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کُنْتُ اُخِیْطُ فِی السَّحْرِ فَسَقَطَتِ الْاِبْرَۃُ فَطَلَبْتُھَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْھَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْھِہٖ

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی۔ بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی۔ اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ میں تشریف لائے تو ان کے چہرۂ مبارک کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

(خصائص الکبریٰ ۱/۱۵۶ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۸۸ القول البدیع ص ۱۴۷)

درسِ عبرت

معزز ماؤں اور بہنو!

حضرت سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جن کا آنا جانا بھی ہے۔ وہ تو فرمائیں کہ آپ نور ہیں...... امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ تو فرمائیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جنہیں آپ کے حرم شریف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کی ماں قرار دیا۔ وہ تو فرمائیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں...... اور صرف نور ہدایت ہی نہیں بلکہ نور حسی ہیں۔

ان سبھی حضرات کو آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کا علم تھا۔ اولاد کا ازدواج کا علم تھا۔ مگر عقیدہ یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں...... بلکہ نور علی نور ہیں۔

جس عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام علمی مسائل حل کراتے ہوں۔ وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا باوجود زوجہ محترمہ ہونے کے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور حسی ہیں تو پھر لوگ کیوں یہ اعتراض کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے اور ازدواج و اولاد ہونے کی وجہ سے صرف بشر ہیں ہم تو ان اہل محبت کی پیروی میں ان کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور علی نور مانتے ہیں۔

نور مصطفیٰ......(شعراء کی نظر میں)

(i) گھر گھر نور اجالا ہے

شاعر کے دل کے جذبات سنیئے اور جھوم جایئے۔

ایسا طالب کوئی نہیں جیسا حق تعالیٰ ہے
کوئی نہیں محبوب بھی ایسا جیسا کملی والا ہے

طٰہٰ کا تاج سجا دوش پہ نور کا ہالہ ہے
آنکھوں میں مازاغ کا کجلہ آپ خدا نے ڈالا ہے

جگ مگ جگ مگ ذرہ ذرہ روشن گوسہ گوشہ ہے
آمنہ بی بی کے چاند کا صدقہ گھر گھر نور اجالا ہے

اللہ رب العزت محبّ ہے تو کملی والا محبوب ہے۔ محبّ نے اپنے محبوب کی شان کو ایسے بلند کیا ہے کہ دیکھنے والا محبوب کے گن گاتا ہے اور اپنے محبوب کے نور سے کائنات کے ذرّے ذرّے کو ایسے روشن کر دیا ہے کہ ہر گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے نبی کے نور سے منور ہو رہے ہیں۔

(ii) انوار کا عالم کیا ہوگا

جب دل میں عشق مصطفیٰ کی تڑپ ہو تو زبان سے الفاظ کچھ یوں ادا ہوتے ہیں۔

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

جس وقت تھے خدمت میں ان کی ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا

شاعر نے کیا خوب کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی کی ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب دربار صحابہ میں تشریف آوری ہوتی ہوگی تو ہر طرف آپ کے نور کے جلوے بکھرتے ہوں گے وہ کیسا حسین منظر ہوگا جب آپ کے اطراف میں بیٹھے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی شعاعوں سے منور ہو رہے ہوں گے۔

(iii) دونوں عالم میں اجالا تیرا

ایک شاعر کے دل کی آواز یہ ہے کہ

؎ دونوں عالم میں ہے دن رات اُجالا تیرا
ذات ارفع ہے تیری ذکر ہے اعلیٰ تیرا
قبر میں آ کے نکیرین پلٹ جائیں گے
ان کو مل جائے گا جس وقت حوالہ تیرا

شاعر کہتا ہے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی روشنی سے ہی زمین وآسمان میں دن رات روشنی ہوتی ہے اور جب قبر میں نکیرین سوالات کے لئے آئیں گے تو میں اپنے آقا علیہ السلام کا حوالہ بتادوں گا جس سے مجھے رہائی مل جائے گی۔

(iv) یہ سماں کچھ نہ تھا

جب اللہ کریم نے اپنے نبی کے نور کو تخلیق فرمایا تو شاعر نے کیا خوب منظر کشی کی ہے کہ

؎ یہ چاند یہ تارے یہ سماں کچھ بھی نہیں تھا
سرکار سے پہلے یہ جہاں کچھ بھی نہیں تھا
جب نور محمد ہی ہوا اول تخلیق!
پھر اور کا یہاں ذکر کہاں؟ کچھ بھی نہیں تھا
ارواح نہ اجسام نہ یہ سانس کی ڈوری
یہ آگ یہ پانی یہ دھواں کچھ بھی نہیں تھا

شاعر نے اپنے الفاظ کے ذریعے منظر کشی کرتے ہوئے کہا کہ یہ چاند ستارے، زمین، آسمان، ارواح، اجسام، آگ، دھواں بلکہ کائنات کی کوئی چیز موجود نہیں تھی بلکہ کسی کا ذکر تک نہیں تھا جب اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا:

(۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَشَمْسُ النَّاسِ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرِیْ
وَشَمْسِیْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَآءِ

لوگوں کا سورج ساری رات منتظر رہتا ہے کب فجر آئے اور میں طلوع ہو جاؤں اور وہ بعد فجر کے طلوع ہوتا ہے مگر میرا سورج، یہ آفتاب نبوت تو عشاء کے بعد بھی طلوع ہی رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

اور چمکتا ہوا آفتاب (پ۲۲ الاحزاب ۴۶)

ایسا آفتاب جو خود بھی روشن ہے اور سارے عالم کو بھی روشن کر رہا ہے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی روشن آفتاب ہیں اور اپنے نور کی کرنوں سے ساری کائنات کو بھی روشنی پہنچا رہے ہیں۔

اس آفتاب نور کی کرنوں سے

کہیں صداقت کی روشنی ہے — کہیں سخاوت کی روشنی ہے
کہیں عبادت کی روشنی ہے — کہیں شہادت کی روشنی ہے
کہیں شجاعت کی روشنی ہے — کہیں عدالت کی روشنی ہے

یہ آفتاب اپنے نور سے کائنات کے ذرّے ذرّے کو چمکا رہا ہے۔ صبح و شام یہ

آفتاب طلوع ہی رہتا ہے اور تا قیامت بلکہ بعد از قیامت بھی یہ نور کا آفتاب طلوع رہے گا۔

فَجَآءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجًا مُّنِيْرًا
فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

(vi) محبوب کے سامنے سب کچھ بنا

اللہ کریم نے اپنے نبی کے نور کو تخلیق فرما کر اپنے نبی کے سامنے سب کچھ تخلیق فرمایا:

؎ سب تھیں اول حضور دا نور نبیاں لفظ کن ہی جدوں فرمایا گیا
اور اوہ ہی نور وچہ آدم دے رکھ متھے ہر اک ملک اوہدے اگے جھکایا گیا
رکھ کے عالم نعیب دے کول برساں اوہ نور لکھایا پڑھایا گیا
اسے آکھدے نیں اوہنوں غیب ناہیں جہدے سامنے سب کچھ بنایا گیا

شاعر حضور کے نور کی تخلیق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے اپنے محبوب کے نور کو بنایا۔ پھر اپنے محبوب کے سامنے ساری کائنات کو بنایا تو جب ہر چیز محبوب کے سامنے بنی ہے تو پھر اس کائنات کی خبر رکھنے پر اعتراض کیوں؟ جب کسی کے سامنے کوئی چیز بنائی جائے تو اسے اس چیز کے ایک ایک حصہ کی خبر ہوتی ہے اسی طرح کریم آقا علیہ السلام کو بھی اپنے رب کی عطا سے اس کائنات کے ذرّے ذرّے کی خبر ہے۔

؎ قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی ﷺ
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

نورِ مصطفیٰ کے کمالات

(i) ہر طرف نورانی شعاعیں......پھیل گئیں

اہل محبت جب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تڑپتے ہیں تو ان کے جذبات کچھ یوں ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے تھا ان کو بنایا گیا نورِ وحدت سے ان کو سجایا گیا
ایسی تصویر محبوب کی کھینچ دی خود خدا کو بنا کر سرور آ گیا

جب نورِ نبوت زمین پر طلوع ہوا تو ہر طرف نورانی شعاعیں پھیل گئیں۔

اندھیرا	دور ہو گیا
بت کدے	خاک میں مل گئے
خشک سالیاں	ختم ہو گئیں
محرومیاں	دور ہو گئیں
کائنات	خوشبو سے مہک اٹھی
غنچے	چٹکنے لگے
کلیاں	مسکرانے لگیں
ویران آبادیاں	دل کو بھانے لگیں
پھول	کھلنے لگے

اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ مسرت سے جھومنے لگا۔

حقیقت یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے توحید و رسالت کی وہ شمع فروزاں ہوئی جس کے نور سے جہالت اور کفر و شرک کے اندھیرے

چھٹ گئے۔ جہان تیرہ میں ہر سو اُجالا ہو گیا اور دلوں کے ظلمت کدے آپ کی نورانیت سے منور ہو گئے۔

ہر صدا آج ناصرِ دعا بن گئی! موت بھی ایک جینے کی راہ بن گئی
جب سے آئے ہیں وہ سرکار ﷺ اپنے جرموں پر ہم کو غرور آ گیا

(ii) سارا زمانہ ہی......زیر نگیں ہو گیا

سارے عالم میں پھیلا ہوا نور ہے جلوہ گر آج ماہ جبین ہو گیا
مثل خورشید ذرّے چمکنے لگے! کملی والا زمین کا مکیں ہو گیا
عرش اعظم سے آنے لگی یہ صدا سب فلک بھی کہنے لگے برملا
اپنا محبوب خالق نے تم کو دیا آج تم پر مکمل ہے دین ہو گیا
دو چلے نور تھے جانب لامکاں ہو گئی عرش پہ اک کی طاقت عیاں
ایک بے خوف آگے ہی بڑھتا رہا اک راہ میں ہی سدرہ نشیں ہو گیا
قدسیوں نے جو آدم کو سجدہ کیا ان کے ماتھے میں آقا ہی کا نور تھا
ان کا آنا تھا یارو! خدا کی قسم سب زمانہ ہی زیرِ نگیں ہو گیا

انگلی......روشنی کا مینار بن گئی

قابل احترام بہنو!
نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نور ہے جس نے

غریبوں اور مسکینوں — کوشاہی دے کر چمکا دیا
غلاموں کو — آقا اور محسن بنا کر چمکا دیا
بے آسروں کو — سہارا دے کر چمکا دیا
حقیقت کا جلوہ — انسانوں کو دکھا دیا
بھٹکے ہوؤں کو — صراط مستقیم تک پہنچا دیا

اس نورِ الٰہی نے ...... گدائی اور بادشاہی ...... رنج و راحت ...... حزن و مسرت ہر حالت ہر درجہ ہر مقام پر انسانیت کو ہدایت کا نور عطا کیا۔

؎ جگمگائے چاند تارے یہ زمین و آسماں
آپ ہی کے نور سے روشن ہوئے دونوں جہاں

آپ اگر نہ آتے دنیا میں تو دنیا میں کچھ نہ تھا
پھول گلشن میں نہ کھلتے ہر طرف ہوتی خزاں

ابو نعیم رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا اور لادلیا اور کوئی چیز ہم سے گم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیاں برابر روشنی دیتی رہیں۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۱۹۰)

کملی والیا محبوبا...... ایہہ سارا ای جانن تیرا اے

جس ہستی کے لئے اللہ عزوجل نے کارخانہ حیات موجودات کو پیدا فرمایا ہے اس محبوب کی اپنے مالک حقیقی کے ہاں کیا عظمت و شان ہوگی یہ تو ایک حقیقت سب کے سامنے سورج کی طرح چمک رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس کا مقام اتنا ہی بلند ہوگا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے جس کو بھی کوئی مقام و مرتبہ ملے گا تو صدقہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملے گا۔

؎ اگر دل میں احمد ﷺ کی الفت نہ ہوتی
خدا کی قسم! ہم پر رحمت نہ ہوتی

محمد ﷺ ہمارے عرش پر نہ جاتے
چمکتی ستاروں کی قسمت نہ ہوتی

چمن میں اگر ان کا جلوہ نہ ہوتا
تو پھولوں میں ایسی نزاکت نہ ہوتی
ہمارے نبی ﷺ نہ تشریف لاتے
جہاں کی کبھی یہ حقیقت نہ ہوتی
بھٹکتے ہی رہتے ہمارے مقدر
کہ جینے کی کوئی بھی صورت نہ ہوتی
سفینوں کو ایسے کنارے نہ ملتے
کہ موجوں کی ایسی حکایت نہ ہوتی

اللہ رب العزت نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

"یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ (کوئی) فرشتہ تھا نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھے اور نہ انسان"۔

(مصنف عبدالرزاق ۱/۶۳، الرقم: ۶۳، المواہب اللدنیۃ ۱/۷۱)

؎ کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

اس نور کے صدقے ...... لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں

حافظ ابو سعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب حضرت عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا اور وہ بالغ بھی ہو گئے ...... ایک دن وہ مقام حجر میں سو گئے پھر وہ خواب سے ایسے حال میں بیدار ہوئے کہ

☆......ان کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔

☆......سر میں تیل پڑا ہوا تھا۔

☆......انہیں حسن و جمال کا حلہ پہنایا گیا تھا۔

وہ اپنی ایسی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے......وہ نہیں جانتے کہ ان کی آنکھوں میں سرمہ کس نے لگایا اور سر میں تیل کس نے ڈالا ہے؟

حضرت عبدالمطلب کا ہاتھ ان کے باپ مطلب نے پکڑا اور انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا انہیں کہہ سنایا۔کاہنوں نے مطلب سے کہا:

''تم یہ جان لو کہ آسمان کے الٰہ نے اس لڑکے کو اجازت دی ہے کہ نکاح کرے''۔

مطلب نے عبدالمطلب کا نکاح قیلہ کے ساتھ کر دیا......قیلہ نے عبدالمطلب سے حارث کو جنم دیا۔پھر وہ وفات پا گئیں۔

قیلہ کے بعد ہند بنت عمرو سے عبدالمطلب کی شادی کرا دی...... عالم یہ تھا کہ عبدالمطلب کے جسم سے خالص مشک کی بو مہکتی تھی......اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔

قریش کی یہ حالت تھی کہ جب قحط سالی ہوتی تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو جبل ثبیر کی طرف لے جاتے اور ان کی ذات سے تقرب الی اللہ چاہتے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ ان کو بارش سے سیراب فرما......اللہ تعالیٰ ان کی فریاد رسی فرماتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو عظیم بارش سے سیراب فرماتا تھا......قریش نے عبدالمطلب کی آزمائش کر لی تھی کہ ان کی حاجتیں عبدالمطلب کے ہاتھ سے پوری ہوتی ہیں...... یہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے سبب سے تھی۔(سیرت محمدیہ ۱/۶۸)

؎ سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

درود اس پر کہ جو اللہ کا بہت پیارا ہے
درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

چراغ کیا ہیں......نور مصطفیٰ کے سامنے

مشہور محدث امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ فرمایا کرتی تھیں۔

"جن دنوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا کرتی ان دنوں مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی"۔

چنانچہ ایک دن حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا تم گھر میں رات کو آگ جلائے رکھتی ہو جس سے تمہارے گھر میں روشنی رہتی ہے۔ میں نے جواباً کہا:

"خدا کی قسم! آگ نہیں جلاتی بلکہ یہ روشنی نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی ہے"۔ (المیلاد النبوی ۵۴)

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ شمائل محمدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

"جس دن سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لائے اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔ جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی ہم آپ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی"۔ (المظہری ۶/۵۲۸)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ

''جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمام شہر کی ہر شے روشن ہوگئی''۔ (الترمذی، ۲/۲۰۳)

یہ ساری برکتیں نور مصطفیٰ کی ہیں۔

لوح وقلم میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

کوثر وزم زم میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

عرب وعجم میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

محبت ووادا میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

جزا اور بقا میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

کوثر وتسنیم میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

سارے جہاں میں برکتیں — نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت وبرکت کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

؎ اس باغ دے بوٹیاں کیہ پھلناں جس باغ دا مالی کوئی نہیں

مٹ جاندا نام ونشان اُوسدا جس ملک دا والی کوئی نہیں

اُوہدی یاد بناں تے گزر یا اک پل وی خالی کوئی نہیں

کائنات دے وچہ کوئی شے ناصر اوہدے نورتوں خالی کوئی نہیں

دیکھ کر نور تیرا...... میں قربان ہوگئی

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ خود بھی حسن وجمال میں بے مثال تھے۔ پھر نور محمدی نے ان کی جبیں اقدس کو اور بھی کمال عطا فرما دیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام رقیعہ تھا کہ سامنے گزرے۔ رقیعہ بنت نوفل خانہ کعبہ شریف کے قریب کھڑی تھی۔ اس نے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو آپ پر فریفتہ ہوگئی۔

کہنے لگی: اے شخص! ادھر آؤ حضرت عبداللہ قریب گئے۔ آپ کی نگاہ مبارک نیچی ہے۔ اس نے کہا آپ کا نام عبداللہ ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں

اس نے کہا! جو سو اونٹ آپ کا فدیہ دیا گیا ہے وہ میں پیش کرتی ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں یہ فرما کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے (سیرت محمدیہ ۱/ ۷۷)

فائدہ

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے اس نور کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے اور منافق و کافر لوگ اس نور کو ختم کرنے کی سازشیں بھی کرتے رہے مگر جس نور نبوت کی خاطر سارا زمانہ بنا ہو...... جس مقدس نور کے ہونے کی وجہ سے عالمین بنائے گئے ہوں...... جس نور مبارک کے صدقہ سے جہاں آباد ہوئے اس مبارک نور کو شیطان اور اس کے پیروکار کس طرح بجھا سکتے تھے اس نور کو کیسے ختم کیا جا سکتا تھا۔

؎ جو نبی دا دشمن ہووے اوہنوں کد کدی کجھ سجھدا

جس دیوے نوں اوہ آپ جلائے اوہ کد کسے توں بجھدا

اللہ کی تسبیح کرتا ہے...... پیارے نبی کا نور

امام ابوعبدالرحمٰن العقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الدلالات میں نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے اللہ عزوجل نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو اس کو اس امت سے زیادہ محبوب ہو اور نہ اس امت کے نبی سے زیادہ کوئی عزت والا پیدا کیا ہے اور ان کے بعد نبیوں کا مرتبہ ہے۔ پھر صدیقین کا اور پھر اولیاء کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا اور وہ نور عرش کے ستون کے سامنے اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتا رہا۔ پھر سیدنا محمد صلی

اللہ علیہ وسلم کے نور سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے نور سے باقی انبیاء علیہم السلام کے نور کو پیدا کیا۔ (تبیان القرآن ۳/۱۳۴)

؎ اس نور دی روشن لڑیاں نیں
ایدی عظمت تے شاناں بڑیاں نیں
اینہیں رب دیاں تسبیحاں پڑھیاں نیں
حق لآ الہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

نور مصطفیٰ......اور نشانیوں کا ظہور

عالمین میں	مصطفیٰ کا نور ہے
زمینوں میں	مصطفیٰ کا نور ہے
دریاؤں میں	مصطفیٰ کا نور ہے
آسمانوں میں	مصطفیٰ کا نور ہے
جنت میں	مصطفیٰ کا نور ہے
فرشتوں میں	مصطفیٰ کا نور ہے
انبیاء میں	مصطفیٰ کا نور ہے

؎ ذرّے ذرّے میں درخشاں مصطفیٰ کا نور ہے
چاند میں خورشید میں شمس الضحیٰ کا نور ہے
جگمگاتا ہے جو صائم مصطفیٰ کا آل میں
مصطفیٰ کا فاطمہ کا مرتضیٰ کا نور ہے

جب اللہ عزوجل نے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رفیع الشان صلبوں سے بلند رتبہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر کی طرف منتقل فرمایا تو اس منتقلی کے ساتھ ہی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ ساری مخلوق ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگی زمین و آسمان میں اعلان کر دیا گیا:

اے عرش!......وقار و سنجیدگی کا نقاب اوڑھ لے

اے کرسی!......فخر کی زرہ پہن لے

اے سدرۃ المنتہیٰ......خوشی سے جھوم جا

اے ہیبت اور رعب و دبدبہ کے انوار!......تم بھی خوب روشن ہو جاؤ

اے جنت!......خوب آراستہ و پیراستہ ہو جا

اے محلات کی حورو!......تم بھی بلندی سے دیکھو

اے رضوان (باغبان جنت)!...... جنت کے دروازے کھول دو اور حور و غلماں کو سامان زینت سے آراستہ کر کے کائنات کو خوشبوؤں سے معطر کر دے۔

اے مالک (داروغہ جہنم)! جہنم کے دروازے بند کر دے کیونکہ آج کی رات میری قدرت کے خزانوں میں چھپا ہوا نور اور راز عبداللہ سے جدا ہو کر آمنہ کے بطن میں منتقل ہونے والا ہے اور جس گھڑی یہ نور منتقل ہو گا اس لمحے میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل صورت دے دوں گا اور یہ لوگوں کے سامنے انسان کامل ظاہر ہو گا"۔ (الروض الفائق (مترجم) ص ۴۷۲)

یہی وجہ ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

صورت بھی کامل　　　　سیرت بھی کامل

اخلاق بھی کامل　　　　کلام بھی کامل

کردار بھی کامل　　　　گفتار بھی کامل

وقار بھی کامل　　　　پیار بھی کامل

حیا بھی کامل　　　　احسان بھی کامل

سخاوت بھی کامل　　　　رفاقت بھی کامل

صداقت بھی کامل　　　　عدالت بھی کامل

[illegible] بھی کامل　　　　شجاعت بھی کامل

شرافت بھی کامل　　سیادت بھی کامل

رسالت بھی کامل　　نبوت بھی کامل

؎ اوہ حبیب خدا سرور انبیاء جس دا صدیاں توں سی انتظار آ گیا
سکے ہوئے چمن وچ بہار آ گئی روندے ہوئے دلاں نوں قرار آ گیا
جس دی خاطر بچھایا گیا فرش نوں جس دی خاطر سجایا گیا عرش نوں
جس دی خاطر بنائے گئے دو جہاں بن کے لولاک دا تاجدار آ گیا

نور مصطفیٰ کو...... چوپائے بھی جان گئے

اللہ عزوجل نے یکم رجب المرجب شب جمعہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی منتقلی کا اعلان فرمایا جبکہ حضرت سیدنا امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جمادی الآخر کی پندرھویں رات تھی۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی منتقلی کی رات ہر گھر اور مکان میں نور داخل ہو گیا اور ہر چوپایہ محو کلام ہو گیا۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''حضرت سیّدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے حاملہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس رات قریش کے ہر چوپائے نے (بزبان فصیح) کلام کرتے ہوئے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں۔ رب کعبہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے امان اور اہل دنیا کے چراغ ہیں''۔

(رسائل میلاد مصطفیٰ، رسالہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن حجر مکی، ص ۱۹)

سبحان اللہ! کیا شان ہے نور مصطفیٰ کی......!!

میرے کریم آقا کا　　اٹھنا نور

میرے کریم آقا کا　　بیٹھنا نور

میرے کریم آقا کا　　کھانا نور

میرے کریم آقا کا — پسینا نور
میرے کریم آقا کا — آستانہ نور

دل نور نظر نور قدم نور دعا نور
ہے میرے محمد ﷺ کی تو ہر اک ادا نور

اے نور! محمد بن جانا

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''جب اللہ عزوجل نے موجودات کو پیدا فرمانے کا ارادہ کیا اور زمین کو بچھایا اور آسمان کو بلند فرمایا تو اپنے فیض ذات سے مٹھی بھر لے کر اس سے ارشاد فرمایا: ''اے نور! محمد بن جا''۔ اس نور نے ایک نوری ستون کی صورت اختیار کر لی اور اس قدر روشن ہوا کہ عظمت کے پردے تک جا پہنچا اور رب کائنات عزوجل کو سجدہ کیا اور کہا:

''الحمد للہ عزوجل! یعنی سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے تجھے اسی لیے پیدا فرمایا اور تیرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا ہے۔ تجھی سے اپنی مخلوق کی ابتداء کروں گا اور تجھی پر اپنی رسالت کا سلسلہ ختم کروں گا''۔

پھر اللہ عزوجل نے اس نور کے چار حصے کر کے ایک حصے سے لوح محفوظ اور دوسرے سے قلم کو پیدا فرمایا: پھر قلم سے ارشاد فرمایا:

''لکھ!'' تو قلم پر ایک ہزار سال تک ہیبت الٰہی عزوجل سے لرزہ طاری رہا۔ اس کے بعد قلم نے عرض کی:

''اے میرے رب عزوجل! کیا لکھوں؟''

ارشاد فرمایا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ''

پس قلم نے لکھا اور مخلوق کے متعلق علم الٰہی پر رسائی پالی۔

پھر اس نے یہ باتیں لکھیں۔

(۱)......حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں موجود اولاد کی تعداد

(۲)......جو اطاعت الٰہی عزوجل بجا لائے گا اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔

(۳)......اسی طرح حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام...... حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی امتوں کے متعلق بھی لکھا۔ یہاں تک کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق لکھا کہ جس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔ قلم یہ جملہ ''وہ اسے جہنم میں ڈالے گا'' ابھی لکھنا ہی چاہتا تھا کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئی:

''اے قلم! ذرا ادب سے''

تو وہ ہیبت وجلال الٰہی عزوجل سے شق ہو گیا پھر دست قدرت سے تراشا گیا۔ تب سے قلم میں یہ بات جاری ہو گئی کہ تراشے بغیر نہیں لکھتا۔

پھر اللہ عزوجل نے قلم سے ارشاد فرمایا:

''اس امت کے متعلق لکھ۔ ''یہ امت گنہگار ہے اور رب عزوجل غفار (بہت بخشنے والا) ہے''۔

پھر اللہ عزوجل نے تیسرے حصے سے عرش کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے حصے کے مزید چار حصے کر کے پہلے حصے سے عقل، دوسرے سے معرفت، تیسرے سے سورج، چاند اور آنکھوں کا نور اور دن کی روشنی پیدا فرمائی اور یہ سب حقیقۃً نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کی اصل ہیں۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے نور کی اس چوتھی قسم کے چوتھے حصے کو بطور امانت عرش کے نیچے رکھ دیا۔

(الروض الفائق (مترجم) ص ۳۹۸تا۳۹۹)

معلوم ہوا کہ

حضور کا نور پہلے بنا	حضرت آدم علیہ السلام بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	حضرت سلیمان علیہ السلام بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	فرشتے بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	انسان بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	عرش بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	کرسی بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	لوح وقلم بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	پانی بعد میں
حضور کا نور پہلے بنا	بساط کائنات بعد میں بچھائی گئی
حضور کا نور پہلے بنا	بزم کونین بعد میں سجائی گئی

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بزم کونین سجی میرے شہا! تیرے بعد
نور سارے ہیں بنے نور خدا تیرے بعد

جب الست کا تھا فرمان کیا خالق نے
سارے نبیوں نے بلیٰ آقا کہا تیرے بعد

روشنیوں کی کائنات

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا عَنْ نَّفْسِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبُشْرٰى عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَرَاَتْ اُمِّيْ حِيْنَ

وَضَعَتْنِیْ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ

حضرت خالد بن معدان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں اپنی ذات کی (حقیقت) کے بارے میں بتائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نے میری ہی بشارت دی تھی اور میری ولادت کے وقت میری والدہ محترمہ نے اپنے بدن سے ایسا نور نکلتے ہوئے دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات تک روشن ہوگئے تھے۔

(مستدرک حاکم ۲/۶۵۶، الرقم: ۴۱۷۴، تفسیر ابن کثیر ۴/۳۶۱) سیرت النبویہ ابن ہشام ۱/۲۰۳)

ہے تو سورج بھی نور
ہے تو چاند بھی نور
ہیں تو ستارے بھی نور
ہے تو جبرائیل بھی نور
مگر

سورج میرے نبی کے نور کا سوالی
چاند میرے نبی کے نور کا سوالی
ستارے میرے نبی کے نور کے سوالی
جبرائیل امین میرے نبی کے نور کے سوالی

؎ یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا
عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم و زر گردوں پہ سکہ نور کا

یہ نورِ نبی جو مصباح بھی ہے
یہ نورِ نبی جو مشکوٰۃ بھی ہے
یہ نورِ نبی جو زجاجہ بھی ہے
یہ نورِ نبی جو کوکب بھی ہے

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا
تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا سجدے سے سیما نور کا

یہ نور اماں آمنہ نے بھی دیکھا
یہ نور اماں حلیمہ نے بھی دیکھا
یہ نور حضرت عبدالمطلب نے بھی دیکھا
یہ نور اماں عائشہ نے بھی دیکھا
یہ نور اماں خدیجۃ الکبریٰ نے بھی دیکھا
یہ نور صحابہ نے بھی دیکھا
یہ نور ملائکہ نے بھی دیکھا

پھر تمہیں کیوں نظر نہیں آتا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق دیوانہ تو یوں صدائیں بلند کرتا ہے۔

جلوہ طور نظر آتا ہے
پاس اور دور نظر آتا ہے
جب تصور میں انہیں لاتا ہوں
نور ہی نور نظر آتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الرَّحْمَۃِ وَالْغُفْرَانِ ۔ فَاتِحِ بَابِ الرَّحْمَۃِ وَالرِّضْوَانِ ۔ یُنَوِّرُ الْقَلْبَ بِنُوْرِ الْعِرْفَانِ ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ٥

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ

وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ

کَنْزُ الْکَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ

ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ

نعت رسول مقبول ﷺ

سوہنے دے دردے ذرّے بدروہلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

جنہاں تے پیاں نظراں رب دے حبیب دیاں
مدنی کریم دیاں جگ دے طبیب دیاں

حضرت اویس بن گے حضرت بلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

مرسل غلام سارے میرے حضور دے نے
جگ دے نظارے سارے اوسے دے نوردے نے

کعبے دا نور اجالا جالی حضور دی اے
عرشاں توں ارفع و اعلیٰ جالی حضور دی اے

جالی نوں چمن والے غوث و ابدال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

طیبہ دی یاد آ کے سینہ جلائی جاوے
جھلی نہ میرے کولوں لمی جدائی جاوے

صائم جدائی اندر گھڑیاں دے سال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

ابتدائیہ

قومیں اور ملتیں جب انحطاط کا شکار ہوتی ہیں تو فضول مباحث میں وقت ضائع کرنا ان کی ملی زندگی کا خاصا بن جاتا ہے۔ اسی صورتحال سے آج ملت اسلامیہ دوچار ہے۔
آج اسی قسم کے مباحث میں مسلمان

اپنا وقت	برباد کر رہے ہیں
اپنا سرمایہ	برباد کر رہے ہیں
اپنا سکون	برباد کر رہے ہیں
اپنا اتحاد	برباد کر رہے ہیں

اور بدقسمتی سے ہم نے ان مباحث اور جنگ و جدل کا موضوع (Topic) اسی ہستی کو بنا رکھا ہے جس نے صحرائے عرب کے متحارب بدوؤں کو ایک دین کی لڑی میں پرو کر ایک ایسی قوت بنایا تھا جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے کا مسئلہ بھی انہی مسائل میں سے ہے جس کو بلاوجہ ہوا دے کر ہم نے اپنی ملت کا اتحاد اور سکون برباد کر رکھا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن اور سنت شاہد ہے اور اس حقیقت کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت (Reality) ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید البشر ہیں۔ بے مثل بشر ہیں۔ آپ بشریت کی زینت ہیں۔ آپ بشر ہو کر بھی نورانی مخلوقات کے آقا اور رسول ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کفر ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو اس سطح پر لے آنا جس سطح کے بشر ہم خود ہیں۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں، رفعتوں اور

کمالات کا انکار ہے اور یقیناً یہ بھی رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں ہے۔

بشریت مصطفیٰ اور عقیدۂ اہلسنت

اہل سنت و جماعت حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نور بھی ہے اور بشر بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بر باکت بشریت کی ابتداء سے بھی پہلے کی ہے مگر دنیا میں لباس بشری میں جلوہ افروزی فرمائی ہے لباس بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج

(اے پیکر رعنائی وزیبائی!) آپ فرمایئے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا خدا صرف اللہ وحدہ ہے۔

(پ۱۶' الکہف: ۱۱۰)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا نور لباس بشری میں بھی جلوہ افروز ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نور ہیں مگر سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس جب تشریف لاتے ہیں تو لباس بشری میں؛ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے یوں فرمایا ہے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝

پس اُس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (پ۱۶' مریم ۱۷)

حضرت جبرائیل علیہ السلام......حضور کی بارگاہ میں

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ

ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمارے پاس ایک آدمی آیا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ شخص کون تھا؟ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ

وہ جبریل تھے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۱ دار قطنی ص ۲۸۱)

درس عبرت

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آنے لباس بشری میں ظہور پذیر ہونے سے کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت جبرایل علیہ السلام کی نورانیت کا انکار کیا ہے؟ کہیں بھی ایسا نہیں ہوا۔ کسی ایک صحابی نے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کا انکار نہیں فرمایا۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام جو رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام خادم اور امتی ہے۔ وہ نور ہو کر لباس بشری میں آئے تو اس کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ ہی اس کی نورانیت کا انکار کیا جاتا ہے تو اس جبرائیل علیہ السلام کے بلکہ ساری کائنات کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر لباس بشری میں کائنات میں جلوہ افروز ہوں تو ان کی نورانیت میں کیسے فرق آئے گا اور کون مسلمان ان کی نورانیت کا انکار کرے گا۔

آیئے! اس بے مثال ہستی کے گلشن حیات سے کچھ پھول چنیں۔

ایسی کہاں خوشبو ہے...... کسی پھول میں

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ

ایک مرد نے چاہا کہ اپنی لڑکی کو خاوند کے گھر بھیجے مگر اس کے پاس خوشبو نہ تھی۔ سرور عالم شہنشاہ عرب وعجم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تا کہ کوئی شے عنایت فرمادیں کوئی چیز حاضر نہ تھی۔

پس ایک شیشی منگوائی اور اس میں خوشبو ڈالی۔ پھر اپنے جسم اطہر سے تھوڑا سا پسینہ مبارک شیشی میں ڈال کر فرمایا کہ اس شیشی میں خوشبو ملا دو اور اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ وہ اس سے خوشبو استعمال کرے۔

پس جب وہ اس سے خوشبو لگاتی تو تمام مدینہ شریف کے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ انہوں نے ان کے گھر کو خوشبو داروں کا گھر نام رکھا تھا۔

(مدارج النبوت ۱/۲۹، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۶۸۵)

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے
پھول تو پھول کانٹوں میں بھی حسن ہے
لطف جنت سے بڑھ کر مدینے میں ہے

وہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم جن کے پسینے کی خوشبو تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے ایسے عظیم نبی کو اپنے جیسا بشر کہنے والو ذرا غور کرو تم کہاں؟ اور وہ کہاں

کتھے خاک کتھے نور، کتھے ذرہ کتھے طور
کتھے دین توں وی دور، کتھے شارع آنحضور
کتھے ڑن توں محتاج...... کتھے صاحب معراج
کتھے دھرتیاں دا گند...... کتھے عرش توں بلند
کتھے قال کتھے حال...... کتھے روڑ کتھے لعل
کتھے شوہدا تے کنگال...... کتھے آمنہ دا لال

کتھے چور ڈاکو ٹھگ...... کتھے رحمت دو جگ
کتھے سینے وچ اگ...... کتھے چہرا جگمگ
کتھے ڈھٹھا ہویا ڈھارا...... کتھے عرش دا منارا
کتھے دنیا دا شرارا...... کتھے عرب دا ستارا
کتھے ہوس دا غلام...... کتھے جگ دا امام
کتھے خام توں وی خام...... کتھے سیدا نام
کتھے ٹرن توں لاچار...... کتھے عرش توں وی پار
کتھے پاپی گنہگار...... کتھے کل مختار
کتھے خاک دا دفینہ...... کتھے نور دا خزینہ
کتھے پاپی تے کمینہ...... کتھے مہکدا پسینہ
کتھے دھوکا تے سراب...... کتھے نورِ آفتاب
کتھے صورتوں قصاب...... کتھے طٰہٰ دا خطاب

ذرا بتاؤ!

میرے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں اور عام انسان میں کیا کوئی مقابلہ ہے؟ کیا کوئی برابری ہے؟...... کیا کوئی تقابل ہے؟ نہیں...... نہیں...... قطعاً نہیں۔

حضور ہیں خیر البشر

اے حضور کو اپنے جیسا بشر سمجھنے والے تو صرف بشر ہے۔ وہ خیر البشر ہیں۔ تیرے سے پہلے بہت کچھ تھا...... اُن سے پہلے خدا نے کچھ نہ بنایا

نہ ان سے پہلے شمس و قمر	نہ شجر و حجر
نہ جن و بشر	نہ فلاح و ظفر
نہ بادشاہ نہ تاجور	نہ ادھر نہ ادھر

نہ کوئی منزل نہ خبر	نہ جنت نہ سقر
نہ ناظر نہ نظر	نہ درخت نہ ثمر
نہ کوئی باپ نہ پسر	نہ صبح نہ دوپہر
نہ شام نہ سحر	نہ جنگل نہ بحر و بر
نہ دعا نہ اثر	نہ ہریالی نہ خشک وتر
نہ کوئی باسی نہ گھر	نہ بلبل نہ بال و پر

پھر کیا تھا؟

پہلے صرف وہ تھا جس کی شان ہے اللہ اکبر

پھر بنایا اُس نے خیرالبشر

حوالے ہیں کس قدر مان جا اے بے اثر

تو ہے صرف بشر اور وہ خیرالبشر

تو......اور......وہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہم کھاتے پیتے ہیں' وہ بھی کھاتے پیتے ہیں......ہم لباس پہنتے ہیں' وہ بھی لباس پہنتے ہیں......ہم چلتے پھرتے ہیں' وہ بھی چلتے پھرتے ہیں......ہم شادیاں کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی شادیاں کی ہیں تو اے نادان ذرا غور سے سن لے کہ تو کیا ہے اور وہ کیا ہیں۔

تو سراپا بغض وکیں ہے	وہ رحمۃ اللعالمین ہیں
تو پیکر مکرو دغا ہے	وہ مظہر صدق وصفا ہیں
تو خیر وشر میں یکساں ہے	وہ خیر البشر میں تنہا ہیں
تو خاک پر رینگتا ہے	وہ عرش پر گزرتا ہے

درسِ عبرت

اے ہٹ دھرم انسان تو طوق تکبر کو توڑ کر یہ مان لے کہ تو بشر ہے تو وہ خیر البشر ہے۔ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنے والے غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور اس فرق کو پہچان کر اپنے دل میں خود انصاف کر کہ وہ خواجۂ کون ومکان ہے اور بے نیاز این وآں ہے۔ وہ جلوۂ نور قدم ہے اور تیری یکساں بود وعدم ہے تو پھر اس حقیقت کو تسلیم کرلے کہ تو صرف بشر ہے اور وہ نورِ حق کے ساتھ خیر البشر ہے۔ ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جھوم کر یہ کہتے ہیں۔

گھٹا کملی والے دے جوڑیاں دا
سرمہ ناز فقیر دی اکھ دا اے۔
پیا ہو یا جو محبوب دی گلی اندر
او ککھ وی دوستو لکھ دا اے
تینوں بشر دسے مینوں نور دسے
فرق اپنی اپنی اکھ دا اے

حضور کا حسب...... سب سے اعلیٰ

حضرت عباس (بن عبد المطلب) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے گویا کہ انہوں نے کوئی بات (لوگوں کی چہ میگوئی) سنی تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ اکرام نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں رکھا۔ پھر ان مکانوں کی درجہ بندی کی تو مجھے بہتر مکان والا بنایا۔

فَاَنَا خَیْرُھُمْ بَیْتًا وَ خَیْرُھُمْ نَفْسًا

سو میں مکان کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہوں اور ذات کے لحاظ سے بھی۔ (سنن ترمذی ۵/۵۸۴، الرقم: ۳۶۰۸، مسند احمد بن حنبل: ۱/۲۱۰، الرقم: ۱۷۸۸)

پتہ چلا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گروہ	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوچ	سب سے اعلیٰ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام	سب سے اعلیٰ

برکت اور نفرت میں...... بہت فرق ہے

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھیں اور اپنی اوقات دیکھیں کہ ہماری تھوک سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک سے لوگ محبت کرتے ہیں...... ہمارے تھوک سے بیماری پھیلتی ہے...... جیسا کہ بازاروں، ریلوے سٹیشنوں اور ہسپتالوں میں لکھا ہوتا ہے کہ تھوکیے مت...... کہیں لکھا ہے تھوکنے سے بیماری پھیلتی

ہے......کہیں انگلش میں یہ لکھا ہے۔

"Do Not Spit Here."

نبی کریم کا تھوک مبارک......باعث شفاء ہے

ہمارے نبی پاک، صاحب لولاک، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک مبارک سے بیماری دور ہوتی ہے......شفا حاصل ہوتی ہے۔

خیبر کے دن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں شکایت ہوئی تو حدیث پاک میں آتا ہے۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو وہ یوں تندرست ہو گئے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی''۔

(صحیح البخاری، الرقم: ۴۲۱۰، صحیح مسلم ص: ۱۱۰۱، الرقم: ۶۲۲۳)

فخر دو عالم کے خون مبارک کی برکات

ہمارا خون ناپاک ہے مگر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پاک ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک صحابی نے پیا جیسا کہ روایت میں آتا ہے:

''جب (یوم احد کو) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے نے زخم کو چوس کر صاف کر دیا۔ وہ سفید نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ اس خون کو منہ سے پھینک دو۔ کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! اس کو اپنے منہ میں سے کبھی نہ پھینکوں گا۔ پھر انہوں نے خون مبارک کو پی لیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا

جو شخص جنتی مرد کو دیکھنا چاہے پس وہ اس کو دیکھ لے۔

(شفاء شریف، ص: ۴۱، مدارج النبوت: ۱/۳۰)

فائدہ

صحابی رسول کو یقیناً خون کے حرام ہونے کا علم تھا مگر صحابی رسول کا اس علم کے باوجود سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پی جانا اس حقیقت کی بین دلیل ہے کہ صحابی کے نزدیک رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت دنیا بھر کے انسانوں کی بشریت سے بے مثل ہے۔

درس ہدایت

ہم چاہے جتنی عبادت کر لیں ہمیں اپنے جنتی ہونے کا یقین نہیں' نہ اپنے آپ کو جنتی کہنے کا اختیار ہے...... ہمیں اپنے اور اپنے دوست واحباب کے انجام کا علم نہیں ہے کیونکہ ہم ہوئے جو محتاج بشر...... ادھر کائنات کے سرور حضرت عبداللہ کے دلبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اپنے بھی جنتی ہونے کا علم ہے اور اپنے عاشق صادق کے جنتی ہونے کا بھی۔ کیونکہ آپ ہوئے جو خیر البشر (سبحان اللہ)

سرکار کی زبان سے...... اللہ کریم نے بشریت کا اعلان کیوں کروایا

قرآن مجید میں کہیں یہ مذکور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشر کہا ہو نہ کسی حدیث میں یہ ہے کہ کسی صحابی نے آپ کو صرف بشر کہا ہو۔ سورۃ کہف میں جو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(اے پیکر رعنائی وزیبائی) آپ فرمائیے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا خدا صرف اللہ وحدہ ہے۔

(پ۱۶'الکہف:۱۱۰)

اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشر نہیں کہا بلکہ یہ فرمایا ہے آپ کہیے کہ میں محض تمہاری طرح بشر ہوں (خدا نہیں ہوں) اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام نے علم اور قدرت کے چند معجزات دکھائے مثلاً یہ بتایا کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور گھر میں کیا رکھ کر آئے ہو اور چند مردے زندہ کیے اور مٹی سے پرندے بنا کر اڑا دیے تو لوگوں نے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ماکان وما یکون کی خبریں دی تھیں اور آپ کی توجہ سے درخت میں جان پڑ گئی اور اس نے آپ کے پاس آ کر آپ کی رسالت کی گواہی دی...... اور کھجور کا ستون آپ کے فراق میں رویا...... اور مکہ کے ایک پتھر نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ...... اور گواہ اور ہرنی نے آپ کا کلمہ پڑھا...... اونٹ نے آپ سے کلام کیا اس طرح کے بے حد و بے حساب معجزات ہیں۔ اس لئے خطرہ یہ تھا کہ فرط عقیدت میں آپ کی امت بھی آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہہ دے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنی جان سے خود کہہ دو کہ میں تو صرف تمہاری مثل بشر ہوں (خدا نہیں ہوں) اور اس کے بعد فرمایا: یُوْحٰی اِلَیَّ ۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی نفس بشریت میں عموم اور اشتراک ہے لیکن آپ پر اللہ کی وحی کی جاتی ہے۔ آپ اس وصف کے لحاظ سے عالم بشریت میں ممتاز اور ممیز ہیں۔

اللہ کریم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بشریت کا اعلان کروایا۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ بشریت میں ایک دوسرے کو مساوی سمجھتے تھے اور علوم و معارف اور غیر معمولی صلاحیتوں اور قابل تحسین کاموں کی وجہ سے ایک کی دوسرے پر فضیلت سمجھتے تھے اس لیے پہلے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

پھر فرمایا:

يُوْحٰى اِلَيَّ

یعنی پہلے فرمایا: میں بشر ہونے میں تمہارے مساوی ہوں اور میری فضیلت اور تخصیص یہ ہے کہ مجھ پر وحی کی جاتی ہے اور میں وحی الٰہی کی وجہ سے تم سے

ممیز اور ممتاز ہوں۔ (تبیان القرآن ۳/۲۳۱-۲۲۳)

سرکارِ دو جہاں کا بشر ہونا......ہم پر اللہ کریم کا احسان ہے

انسانوں کے لئے انسان کو رسول بنا کر بھیجنا ان کے لئے زیادہ مفید ہے اور اس سے استفادہ کے لئے زیادہ سہل اور آسان ہے کیونکہ اگر فرشتہ، جن یا کسی اور جنس سے ان کے لئے رسول بھیجا جاتا تو وہ اس کو دیکھ سکتے نہ اس کی بات سن سکتے۔ نہ اس کے اعمال کی اتباع اور اقتداء کر سکتے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا امتنان اور احسان ہے کہ اس نے انسانوں کے لئے ان کی جنس سے انسان کو رسول بنا کر بھیجا اس لیے فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

بے شک اللہ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ میں نے ان میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا۔ (پ:۴ آل عمران:۱۶۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کی تھی کہ اہل مکہ میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج دیا جائے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اے ہمارے رب! ان میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیج دے۔

(پ:۱ البقرہ:۱۲۹)

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ (پ:۱۲ یوسف:۱۰۹)

نبیوں کو بشر کہنا......کفار کا وطیرہ ہے

کفار انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ کو کم اور پست کرنے کے لئے انہیں بشر کہتے

اِنْ ھٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ

یہ صرف بشر کا قول ہے۔ (پ:۲۹، المدثر:۲۵)

اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ

کیا ہم اپنوں میں سے ایک بشر کی پیروی کریں۔ (پ:۲۷، القمر:۲۴)

مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ

تم محض ہماری طرح بشر ہو۔ (پ:۲۲، یٰسین:۱۵)

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا

کیا ہم اپنی طرح دو بشروں پر ایمان لے آئیں۔ (پ:۱۸، المومنون:۴۷)

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا

کافروں نے کہا کیا بشر ہم کو ہدایت دے گا۔ (پ:۲۸، التغابن:۶)

حضور اکرم ﷺ کیلئے "بشر بشر" کی رٹ لگانا......

ہمارے لیے جائز نہیں

سرکار کو بشر کے لفظ سے یاد نہ کرنا چاہئے (دلائل)

(الف) نقلی دلائل

(i) مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بشر کہنا......مناسب نہ سمجھا

مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا:

حَاشَ لِلّٰهِ مَا ھٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ○

ماشاء اللہ! یہ بشر نہیں ہیں، یہ معزز فرشتہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (پ:۱۲، یوسف:۳۱)

ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرتے ہوئے

کہا یہ اس سے بلند اور برتر ہیں کہ یہ کوئی انسان ہوں۔ ان کی حقیقت اور جوہر ذات بشر ہونے سے منزہ ہے۔ (تبیان القرآن ۳/۲۲۳-۲۲۴)

(ii) بشر بشر کی رٹ لگانے میں توہین کا پہلو ہے

قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اس آیت کریمہ کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نبی صرف بشر ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط

ہر وہ جاندار جو زمین پر چلتا ہے اور ہر وہ پرندہ جو اپنے پروں کے ساتھ اڑتا ہے وہ تمہاری ہی مثل گروہ ہیں۔ (پ:۷ الانعام:۳۸)

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ زمین اور فضا کے تمام جاندار اور تمام پرندے انسانوں کی مثل ہیں تو اس طریقہ سے کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ انسان گدھ، چیل اور بندر اور خنزیر کی مثل ہے تو کیا یہ انسان کی توہین نہیں ہے۔ لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے مساوی اور ان کی مثل ہیں تو یہ بھی آپ کی توہین ہے۔

(تبیان القرآن:۳/۲۲۹-۲۳۰)

(iii) کسی عظیم شخصیت کو...... اس کے خصائص سے یاد کرنا چاہئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ا

بے شک ہم تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو

دیکھیں۔صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ

تم میرے صحابہ ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔

(صحیح مسلم،الرقم:۲۴۹،سنن ابن ماجہ،الرقم:۴۳۰۶،سنن ابوداؤد،الرقم:۸۷۱۸،مسند احمد:۱۱۹/۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔اس سے آپ کی مراد دینی بھائی تھے اور دینی بھائی تو صحابی بھی تھے۔پھر کیا وجہ ہے کہ جب صحابی نے کہا کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ دینی بھائی ہونے میں صحابی کا کوئی امتیاز اور ان کی کوئی خصوصیت نہیں تھی کیونکہ قیامت کے تمام مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی بھائی ہیں۔صحابہ کرام علیہم الرضوان کا امتیاز اور ان کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ آپ کے اصحاب ہیں۔اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس وصف کے ساتھ ذکر پسند نہیں کیا جو ان میں اور دوسرے مسلمانوں میں بھی مشترک تھا جس وصف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔(تبیان القرآن:۲۳۰/۳)

(iv) خیال رہے!......کہیں اعمال برباد نہ ہو جائیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کے لفظ سے یاد نہ کرنے کی ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط ......
وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ —

رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور

ان سے بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تم کو خبر نہ ہو۔(پ:۲۶'الحجرات:۲)

یعنی جیسے تم

ایک دوسرے کو بشر کہتے ہو

ایک دوسرے سے چلا کر بات کرتے ہو

ایک دوسرے کی توہین کرتے ہو

ایک دوسرے پر آوازیں کستے ہو

ایسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارو...... نہ توہین آمیز گفتگو کرو...... نہ چلا کر بات کرو...... نہ آپس کے القابات سے پکارو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔

(۵) انبیاء کرام کی شان گھٹانا......طریقہ ابلیس ہے

یہ ابلیس کا طریقہ کار ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرتا اور ان کے مرتبے کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔جیسا کہ اس نے کہا:

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ○

خدایا تو نے مجھے آگ سے اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔(پ:۲۳'ص:۷۶)

مطلب یہ ہے کہ میں ان سے افضل ہوں۔اسی طرح جو یہ کہتے ہیں کہ ہم میں اور پیغمبروں میں کیا فرق ہے۔ہم بھی بشر ہیں وہ بھی بشر ہیں بلکہ ہم زندہ وہ مردے یہ سب ابلیسی کام ہیں۔

(۶) بعض الفاظ......انبیاء کے لئے خاص ہیں

بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو پیغمبر اپنے لیے استعمال (use) فرما سکتے ہیں اور وہ ان کا کمال ہے مگر دوسرا کوئی ان کی شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے۔دیکھو حضرت آدم

علیہ السلام نے عرض کیا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا

حضرت یونس علیہ السلام نے رب عزوجل سے عرض کیا:

اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا:

فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ

لیکن کوئی دوسرا اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے تو ایمان سے خارج ہوگا۔ اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے آپ کو بشر کہا:

اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

لیکن اگر کوئی دوسرا آپ کو اس طرح اپنے مساوی بشر کہے گا تو وہ گستاخی کے زمرے میں آئے گا۔

(ب) عقلی دلائل

(i) کسی عظیم شخصیت کو عام الفاظ میں یاد کرنا...... اخلاق کے بھی منافی ہے

جس کسی معزز اور اہم شخص کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے عام اوصاف کا ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ان خصوصی اوصاف کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممیز اور ممتاز ہے مثلاً آپ ملک کے صدر اور وزیراعظم کا ذکر کریں تو یوں نہیں کہیں گے کہ یہ انسان اور بشر ہیں یا مرد ہیں۔ آپ یوں نہیں کہیں گے کہ یہ ایک پاکستانی ہیں بلکہ آپ کہیں گے یہ ملک کے صدر ہیں یا ملک کے وزیراعظم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا کس طرح درست ہوگا کہ آپ انسان اور بشر ہیں یا مرد ہیں کیونکہ ان الفاظ میں آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ انسان اور بشر ہونے میں مسلمانوں کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے یہ اوصاف تو مومن' کافر' مرتد سب میں مشترک ہیں۔

(ii) برابری کے کلمات سے یاد کرنا بھی...... اخلاق کے منافی ہے

دنیاوی عظمت والوں کو بھی ان کا نام لے کر نہیں پکارا جاتا۔ ماں کو والدہ صاحبہ' باپ کو والد صاحب' بھائی کو بھائی صاحب جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اگر کوئی اپنی ماں کو باپ کی بیوی یا باپ کو ماں کا شوہر کہے یا اس کا نام لے کر پکارے یا اس کو بھیا وغیرہ کہے تو اگرچہ بات تو سچی ہے مگر اسے بے ادب گستاخ کہا جائے گا کہ برابری کے کلمات سے کیوں یاد کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں ان کو نام سے پکارنا یا بھائی وغیرہ کہنا یقیناً حرام ہے۔ گھر میں بہن' ماں' بیوی' بیٹی سب ہی عورتیں ہیں مگر ان کے نام و کام و احکام جداگانہ۔ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے اور

جوان سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے ایسے ہی جو نبی کو امتی یا امتی کو نبی کی طرح سمجھے وہ ملعون ہے۔

(iii) قرآن کے الفاظ تعظیم سے......ادب نبی سیکھو

خود پروردگار عالم نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا اخا مومنین کہہ کر نہ پکارا بلکہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ...... یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ...... یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ...... یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ وغیرہ پیارے القاب سے پکارا حالانکہ وہ رب ہے تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ ان کو بشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔

(iv) ہماری بشریت......اور محبوب کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں

اللہ تعالیٰ ہماری طرح سمیع وبصیر ہے کیونکہ کلمہ موجود وعلیم ہر جگہ بولا جاتا ہے۔ جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں۔

(v)......اس فرقِ عظیم کو سمجھو

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایمان‘ عبادات‘ معاملات‘ غرضیکہ کسی شے میں ہم جیسے نہیں ہر بات میں فرق عظیم ہے۔

i......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہے: اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ (میں اللہ کا رسول ہوں) اگر ہم یہ کہیں تو کافر ہو جائیں۔

ii......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان دیکھی ہوئی چیزوں پر کہ رب کو‘ جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمالیا۔ ہمارا ایمان سنی ہوئی چیزوں پر ہے۔

iii......ہمارے لیے ارکان اسلام پانچ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار یعنی آپ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

iv......ہم پر پانچ نمازیں فرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چھ یعنی تہجد بھی فرض

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ
اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی قرآن کے ساتھ شب خیزی کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں۔ (پ:۱۵'الاسراء:۷۹)

v..... ہمیں چار بیویوں کی اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی پابندی نہیں جس قدر چاہیں۔

vi..... ہماری بیویاں ہمارے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرسکتی ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک سب مسلمانوں کی مائیں وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا
اور نہ یہ (جائز) ہے کہ تم ان کے بعد ابد تک ان کی ازواج (مطہرات) سے نکاح کرو۔ (پ:۲۲'الاحزاب:۵۳)

vii..... ہمارے بعد ہماری میراث تقسیم ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث نہ بٹے۔

viii..... ہمارا پیشاب پاخانہ ناپاک۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ امت کے لئے پاک۔

(vi) انجام میں بہت بڑا فرق ہے

کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر بشر ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے سے وابستہ ہیں۔ اندھوں نے یہ نہ جانا کہ انجام میں بہت بڑا فرق ہے۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہے مگر اس سے زہر اور اس سے شہد بنتا ہے۔ دونوں ہرن ایک ہی دانہ پانی کھاتے پیتے ہیں مگر ایک سے پاخانہ دوسرے سے مشک بنتا ہے۔ یہ جو کھاتا ہے اس سے پلیدی بنتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے سے نور بنتا ہے۔

جیسے کوئی کہے کہ میری کتاب اور قرآن یکساں ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشنائی سے ایک کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں۔ ایک ہی قسم کے حروف تہجی سے دونوں بنیں ایک ہی پریس میں چھپیں۔ ایک ہی جلد ساز نے جلد باندھی ایک ہی الماری میں رکھی گئیں۔ پھر ان میں فرق ہی کیا ہے مگر کوئی بیوقوف بھی نہیں کہے گا کہ ان ظاہری باتوں سے ہماری کتاب قرآن کی طرح ہوگئی تو ہم صاحب قرآن کی مثل کس طرح ہو سکتے ہیں؟

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرْ
يَاقُوْتٌ حَجَرٌ لَا كَالْحَجَرْ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں عام بشر نہیں یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھر نہیں۔

تیری کوئی مثل نہ...... مثال کملی والیا

ہمارا موقف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن ہماری بشریت میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ کا فرق ہے۔ آپ سید البشر ہیں...... آپ بے مثال بشر ہیں...... آپ خیر البشر ہیں جس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مَرَّتَيْنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ اہل مکہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو مرتبہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔

(صحیح البخاری ۳/ ۱۳۳۰ ' الرقم: ۳۴۳۷- ۳۴۳۹ ' صحیح مسلم: ۴/ ۲۱۵۸- ۲۱۵۹ ' الرقم: ۲۸۰۰- ۲۸۰۱ ' سنن ترمذی: ۵/ ۳۹۸ ' الرقم: ۳۲۸۵- ۳۲۸۹)

کیا کمال ہے...... نظرِ رسول میں

حضرت عقبہ (بن عامر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہدائے احد پر ایسی ہی نماز پڑھی جیسی آپ میت کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ پھر آپ لوٹ کر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

میں (عالم آخرت میں تمہارے معاملات کا اہتمام کرنے کے لئے) تم سے پہلے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں، میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا فرمایا: مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے۔ البتہ مجھے یہ خوف ہے کہ (میرے بعد) تم دنیا کے حصول کے لئے باہم مسابقت کرنے لگو گے۔

(صحیح بخاری ۲/۵۸۵)

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہو رہی ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

کوئی کہتا ہے　　میری گاڑی سب سے اعلیٰ ہو
کوئی کہتا ہے　　میرا مکان سب سے اعلیٰ ہو
کوئی کہتا ہے　　میری جائیداد سب سے زیادہ ہو
کوئی کہتا ہے　　میرا بینک بیلنس سب سے زیادہ ہو

حالانکہ شریعت میں اس بات کی اجازت نہیں۔

ایک اور جگہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی آیا اور صف کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے یہ کلمات کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

"ہر قسم کی حمد (تعریف) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ایسی حمد جو کثیر ہے، پاکیزہ

ہے اور بابرکت ہے"۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: کون شخص ہے جس نے اپنی زبان سے یہ کلمات ادا کیے ہیں؟ لوگ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے اس شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آیا تو میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ سو یہ کلمات میں نے کہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کو وصول کرنے کے لئے باہم مسابقت کر رہے تھے۔ (صحیح مسلم ۱/۲۱۹)

پتہ چلا کہ اگر مسابقت کرنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہے تو

اللہ کی حمد وثناء میں آگے بڑھو
رسول خدا کی تعریف میں آگے بڑھو
رسول خدا کی تعظیم میں آگے بڑھو
رسول خدا کی اتباع میں آگے بڑھو
پاکیزہ کردار میں آگے بڑھو
برکت کے حصول میں آگے بڑھو

تاکہ اللہ کریم کی تجھ پر رحمت ہو اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت کے مستحق بنو۔

عقیدہ جبریل علیہ السلام

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَرَ بَیْتًا اَفْضَلَ مِنْ بَیْتِ بَنِیْ هَاشِمٍ

''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: میں نے تمام زمین کے اطراف واکناف اور گوشہ گوشہ کو چھان مارا' مگر نہ تو میں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی کو پایا اور نہ ہی میں نے بنو ہاشم کے گھر سے بڑھ کر بہتر کوئی گھر دیکھا''۔

(المعجم الاوسط ۶/ ۲۳۷' الرقم: ۶۲۸۵' مجمع الزوائد: ۸/ ۲۱۷)

اللہ کی بے مثال عطائیں......رسول بے مثال کے لئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی۔ انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج کھلا ہے اور آج کے علاوہ کبھی نہیں کھلا۔

اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: یہ فرشتہ آج زمین پر اترا ہے اور اس کے علاوہ یہ کبھی زمین پر نہیں اترا۔ اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا: آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو عطا ہوئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آیات۔ آپ ان میں سے ایک حرف بھی پڑھیں گے تو اس کے ساتھ جو چیز مانگی گئی ہے وہ آپ کو عطا کر دی جائے گی۔ (صحیح مسلم ۱/ ۲۷۱)

ذرا غور کیجئے

فرشتے ہمیں نظر نہیں آتے
آسمان کے دروازے ہمیں نظر نہیں آتے
جنت ہمیں نظر نہیں آتی

دوزخ ہمیں — نظر نہیں آتی
فرشتوں کی تعداد ہمیں — معلوم نہیں
ستاروں کی تعداد ہمیں — معلوم نہیں

لیکن کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خیر البشر ہیں کہ اللہ کریم کی عطائیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بے مثال ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کو بھی — دیکھتے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کو بھی — دیکھتے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کو بھی — دیکھتے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستاروں کی تعداد بھی — جانتے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی تعداد بھی — جانتے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی نیکیوں کو بھی — جانتے ہیں

یارسول اللہ! آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے کی طرف توجہ تو کی لیکن آپ کے بلاوے کا جواب نہ دیا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی اور اسے مختصر کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَعَلَیْکَ السَّلَامُ

اے ابی! جب میں نے تمہیں بلایا تھا تو کس چیز نے تمہیں میرے بلاوے کا جواب دینے سے باز رکھا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں (حالت) نماز

میں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جو کلام مجھ پر وحی فرمایا ہے' کیا اس کلام میں تمہیں یہ حکم نہیں ملا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہاری (روحانی) زندگی کا باعث ہے تو حاضر ہو جایا کرو؟ انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ یہ حکم ملا ہے۔ میں یہ غلطی انشاء اللہ آئندہ کبھی نہیں کروں گا۔ (صحیح بخاری ۲/۹۵۱)

اگر ہم نماز میں ہوں تو

ہمارا باپ	ہمیں نہیں بلاسکتا
ہماری ماں	ہمیں نہیں بلاسکتی
ہماری بہن	ہمیں نہیں بلاسکتی
ہمارا بھائی	ہمیں نہیں بلاسکتا
ہمارے استاد	ہمیں نہیں بلاسکتے
اگر جائیں گے تو	اللہ ناراض ہوگا
اگر جائیں گے تو	حکم رسول کی خلاف ورزی ہوگی
اگر جائیں گے تو	نماز ٹوٹ جائے گی
اگر جائیں گے تو	گنہگار ہوں گے

مگر میرے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بے مثال بشر ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر نماز توڑ کر حاضر ہونے کا حکم ہے۔

حضور کے حکم پر جانے سے	نماز نہیں ٹوٹتی
حضور کے حکم پر جانے سے	بندہ گنہگار نہیں ہوتا
حضور کے حکم پر جانے سے	اللہ ناراض نہیں ہوتا

حضور کے حکم پر جانے سے حکم رسول کی خلاف ورزی نہیں ہوتی

بے مثال شخصیت...... بے مثال عبادت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ حدیث سنائی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے نمازی کو نصف نماز کا ثواب ملتا ہے۔ راوی کہتے ہیں:

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز ادا فرمارہے ہیں۔ میں نے (بوجہ حیرت) اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف نماز کا ثواب ملتا ہے جبکہ آپ بیٹھ کر نماز ادا فرمارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! یہ ٹھیک ہے لیکن میں تم میں سے کسی کی مثل تو نہیں ہوں۔ (یعنی میرے ثواب کا حکم مختلف ہے) (صحیح مسلم ۱/۲۵۳)

اس بے مثال شخصیت کی

عبادت بے مثال ہے
زمانہ بے مثال ہے
تقویٰ بے مثال ہے
اخلاق بے مثال ہے
کردار بے مثال ہے
گفتگو بے مثال ہے
چال ڈھال بے مثال ہے

؎ تیری کوئی مثل نہ مثال کملی والیا
بے مثل و بے مثال تیری آل کملی والیا

جس دن تسیں آئے اوہ دن بے مثال اے
نالے اوہ مہینہ نالے سال کملی والیا

مقامِ مصطفیٰ پر......غیروں کی گواہی

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ عروہ بن مسعود (جب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کفار کا وکیل بن کر آیا تو) صحابہ کرام علیہم الرضوان (کے معمولات تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتا رہا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب دہن پھینکتے تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا تھا جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی تھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے (اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ یہ پانی میں حاصل کروں)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام اپنی آوازوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے تھے اور انتہائی تعظیم کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر جما کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا:

اے قوم! اللہ رب العزت کی قسم! میں (بڑے بڑے عظیم الشان) بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم! میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔

خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی شخص کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے۔ جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کے باعث وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے۔

(صحیح بخاری '۲/۹۷۴' الرقم: ۲۵۸۱ 'مسند احمد بن حنبل: ۴/۳۲۹)

درسِ ہدایت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے اور اپنے برابر سمجھنے والے ذرا سوچو تو سہی جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے ان کی تعظیم کرتے اور ان کا ادب واحترام کرتے ہیں کیا کبھی

تمہارے بیٹوں نے تمہارا ایسا احترام کیا

تمہارے دوستوں نے تمہارا ایسا احترام کیا

تمہارے عزیز واقارب نے تمہارا ایسا احترام کیا

تمہاری بیوی نے تمہارا ایسا احترام کیا

تمہاری بیٹیوں نے تمہارا ایسا احترام کیا

نہیں ناں!

تو پھر ایسی گستاخی کرنے کی جرات تم نے کیسے کر لی کہ جو سیدالانبیاء ہے...... جو سرور کائنات ہے...... جو خیرالبشر ہے...... جو نور خدا ہے...... جو محبوب رب العلیٰ ہے...... جو وجہ تخلیق کائنات ہے اس عظیم وکریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم اپنے جیسا بشر کہو کہنا تو یوں چاہئے۔

؎ دنیا تے آیا کوئی تیری نہ مثال دا
لبھ کے لیاواں کتھوں تیرے نال دا

چہرہ تیرا نور ونڈے ساری کائنات نوں
دو جگ ہویا قیدی تیری زلفاں دے جال دا

جب......شام کے محلات روشن ہو گئے

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بھی عام لوگوں کی نسبت بے مثل و بے مثال تھی۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں اس وقت بھی خاتم الانبیاء تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

میں تمہیں تاویل بتاتا ہوں اپنی والدہ محترمہ کے خواب کے بارے میں جبکہ انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ

اَنَّهَا وَضَعَتْ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ

انہوں نے ایک ایسے نور کو جنم دیا جس سے شام کے محلات بھی روشن ہو گئے۔ (المعجم الکبیر ۱۸/۲۵۳، مستدرک حاکم ۲/۶۵۶، الرقم: ۴۱۷۴)

درس ہدایت

آج کون سی ایسی ماں ہے جس کو اپنے بچے کی پیدائش پر شام کے محلات نظر آئے

ہوں بلکہ کسی کو اپنا محلہ روشن ہوتا نظر آیا ہو تو بتائے...... کسی کو اپنا ملک نظر آیا ہو تو بتائے...... کسی کو اپنا گھر نظر آیا ہو تو بتائے اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر یہ مان لو کہ نبی اور اُمتی میں فرق ہوتا ہے۔ نبی نور ہے اور بے مثل و بے مثال ہے۔

درس فکر

قرآن کریم میں جو یہ آیت کریمہ ہے کہ ''آپ فرما دیجئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں''۔ بعض لوگ اس مسئلہ میں تفریط کا شکار ہیں۔ بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ حضور ہم جیسے تھے۔

کوئی کہتا ہے — کیا حضور کے دو ہاتھ نہ تھے

کوئی کہتا ہے — کیا حضور کی دو آنکھیں نہ تھیں

کوئی کہتا ہے — کیا حضور کے دو کان نہ تھے

ارے ظالمو!

تم دو ہاتھ تو دکھا دو گے مگر ہاتھوں میں وہ قوت کہاں سے لاؤ گے کہ اشارہ کریں تو چاند شق ہو جائے...... کنکریاں پھینکیں تو کفار کے چہرے بگڑ جائیں...... تمہاری دو آنکھیں تو ہیں لیکن ان آنکھوں میں وہ طاقت کہاں سے لاؤ گے کہ بے حجاب اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکو...... کان تو دو دکھا دو گے لیکن کانوں میں وہ شکتی کہاں سے لاؤ گے کہ جنات اور ملائکہ کا کلام سن سکو بلکہ خود خدائے لم یزل کا کلام سن سکو۔

کہاں ہم اور کہاں حضور!

کوئی ہمیں نماز میں سلام کرے تو اس کی نماز غارت ہو جائے اور حضور کو سلام کیے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی...... ہم کسی نمازی کو حالت نماز میں بلائیں تو نہ جانا واجب اور سرکار کسی نمازی کو حالت نماز میں بلائیں تو اس کا جانا واجب...... ہم قبلہ کے محتاج' ان کا خود قبلہ محتاج...... ہم کسی سے نماز میں بات کریں تو نماز ٹوٹ جائے اور سرکار کسی نمازی سے نماز میں بات کریں تو نماز قائم بلکہ کامل رہے......

ہم کیا اور ہماری حیثیت کیا ہے۔انبیاء علیہم السلام بھی ان جیسے نہیں۔میدان حشر میں دنیا دیکھے گی کہ جب اللہ عزوجل جلال میں ہوگا کسی نبی کو اللہ تعالیٰ سے یارائے سخن نہیں ہوگا کوئی زبان شفاعت نہیں کھولے گا۔

اس وقت اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت کرے گا تو وہ صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

نور آنکھوں میں چہروں پہ اجالے ہوں گے
مصطفیٰ والوں کے انداز نرالے ہوں گے
حشر میں سرکار کی شفاعت کے حوالے ہوں گے
ہم گنہگاروں کو سرکار سنبھالے ہوں گے

ایک امتیازی اعزاز......صرف میرے نبی کے پاس

میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اعزازات ہیں وہ کسی اور کے پاس نہیں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کردار میں یکتا
میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گفتار میں یکتا
میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتار میں یکتا
میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اطوار میں یکتا
میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اطہار میں یکتا
میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار میں یکتا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰی حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلا شخص میں ہوں جس کی زمین (یعنی قبر) شق ہوگی۔ پھر مجھے ہی جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا' پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا' اس مقام پر مخلوقات میں سے میرے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا''۔ (سنن ترمذی: ۵/۵۸۵' رقم: ۳۶۱۱)

وہ نبی ﷺ کی شان رسالت کا معجزہ ہے یہی
مثال ڈھونڈو گے مگر مثال نہیں کوئی

سب حسینوں سے حسیں چہرۂ والضحیٰ
چہرے پہ جمال ایسا کہ کسی کا وہ جمال نہیں کوئی

امتیازی حوض ہے......میرے کریم آقا کے پاس

اے نبی ﷺ! میرے خیال نے جتنے بھی لفظ سوچے ہیں
آپ ﷺ کی مثال آپ کی عظمتوں سے چھوٹے ہیں

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حوض ہے اور وہ اس بات پر باہم تفاخر کریں گے کہ ان میں کس کے حوض پر زیادہ لوگ (پانی پینے کے لئے) جمع ہوتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہ شان مجھے ہی عطا ہوگی کہ میرے حوض پر آنیوالوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو۔ (جامع ترمذی: ۲/ ۶۷)

جنت ہے......نظر رسول میں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح کے بشر ہیں کیونکہ وہ کھاتے پیتے' سوتے اور جاگتے ہیں۔ انہوں نے شادیاں کی ہیں' بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں وغیرہ

ارے نادانو!

یہ سارے کام تو انہوں نے تمہاری بھلائی کے لئے کیے ہیں۔

آپ نے کھایا اس لیے کہ تمہیں کھانے کا سلیقہ آ جائے
آپ سوتے جاگتے تھے اس لیے کہ تمہیں سونے جاگنے کا ڈھنگ آ جائے
آپ غزوات میں لڑے اس لیے کہ تمہیں جہاد کرنا بھی آ جائے
آپ نے شادیاں کیں اس لیے کہ تمہیں شادی کرنا بھی آ جائے
آپ نے آہ وزاری بھی کی اس لیے کہ تمہیں اللہ کے حضور آنسو بہانا بھی آ جائے
آپ سجدہ ریز ہوئے اس لیے کہ تمہیں اللہ کو سجدہ کرنا آ جائے
آپ نے پیٹ پر پتھر باندھے اس لیے کہ تمہیں صبر کرنا آ جائے

اے لوگو!

تم رسول کو کھاتے پیتے دیکھتے ہو کنکروں کو کلمہ پڑھاتے ہوئے کیوں نہیں دیکھا
تم رسول کو سوتے جاگتے دیکھتے ہو معراج پر جاتے اور آتے کیوں نہیں دیکھا
تم رسول کو بازار میں چلتے پھرتے دیکھتے ہو اشاروں سے بادل بناتے ہوئے کیوں نہ دیکھا
تم رسول کو تجارت کرتے ہوئے دیکھتے ہو چاند کو دو ٹکڑے کرتے ہوئے کیوں نہ دیکھا
تم رسول کو پیٹ پر پتھر باندھتے ہوئے دیکھتے ہو پتھروں سے درود پڑھواتے ہوئے کیوں نہ دیکھا

ذرا توجہ فرمایئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادیاں کیوں کیں؟...... گلی بازاروں میں کیوں چلے؟...... پیٹ پر پتھر کیوں باندھے؟...... نیند کی حالت میں معراج پر کیوں گئے؟

اس لیے کہ

☆...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات دیکھ کر آپ کی امت نے انہیں خدا کا بیٹا کہہ ڈالا۔

☆...... حضرت عزیر علیہ السلام کے کمالات دیکھ کر ان کی امت نے انہیں خدا کا

بیٹا کہہ ڈالا۔

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات تو سب نبیوں سے زیادہ تھے۔

اللہ کریم نے

آپ کو اس لیے بشر کہا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

آمنہ کی گود میں بھیجا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

حلیمہ کی گود میں رکھا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

مکہ میں پیدا کیا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

عبداللہ کا بیٹا بنایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

زمین پر چلایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

مکہ سے سفر کرایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

کبھی بھوکا رکھوایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

کبھی راتوں کو جگایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

کبھی پانی پلوایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

کبھی کھانا کھلایا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

کبھی سونے کو کہا کہ کوئی آپ کو — خدا نہ کہہ دے

؎ شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیا کہیے
محبت کا تقاضا ہے محبوب خدا کہیے

غریب کہتے ہیں کہ غریبوں کا آسرا کہیے
عاشق کہتے ہیں کہ اس کی شان سب سے جدا کہیے

میں پیچھے بھی دیکھتا ہوں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: یَا فُلَانُ اَلَا تُحْسِنُ

صَلَاتَكَ؟ اَلا یَنْظُرُ الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلّٰی کَیْفَ یُصَلِّیْ؟ فَاِنَّمَا یُصَلِّیْ لِنَفْسِہٖ اِنِّیْ وَاللّٰہِ! لَاُبْصِرُ مِنْ وَّرَائِیْ کَمَا اُبْصِرُ مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں جماعت کرانے کے بعد رخ انور پھیرا۔ پھر ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے شخص! تم نے نماز اچھی طرح کیوں نہیں ادا کی؟ کیا نمازی نماز ادا کرتے وقت یہ غور نہیں کرتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ وہ محض اپنے لیے نماز پڑھتا ہے۔ خدا کی قسم! میں تمہیں اپنی پشت پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں''۔

(صحیح مسلم: ۱/ ۳۱۹، الرقم: ۴۲۳، سنن نسائی: ۲/ ۱۱۸، الرقم: ۸۷۲، سنن کبریٰ: ۱/ ۳۰۳، الرقم: ۹۴۴، الترغیب والترہیب: ۱/ ۲۰۲، الرقم: ۷۶۸)

جس پانی نے لیے ...... بوسے حضور کے

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے پانی کا برتن پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ لوگوں نے آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو لے کر اسے اپنے جسموں پر ملنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ظہر پڑھی۔ پھر دو رکعت نماز عصر پڑھی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (کھڑا کیا گیا) تھا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں پانی تھا۔ آپ نے اس میں اپنا چہرہ اور اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی اپنے منہ میں ڈال کر اسے پیالے میں ڈال دیا۔ پھر (خدمت میں حاضر دو صحابہ سے) فرمایا: تم دونوں اس پانی کو اپنے چہروں اور سینوں پر بہا دو۔ (صحیح بخاری ۱/ ۳۱)

جس شہر میں حضور آئیں — اس میں برکت آ جائے
جو کلام حضور کریں — اس کلام میں برکت آ جائے
جو کام حضور کریں — اس کام میں برکت آ جائے
جس جگہ حضور ٹھہریں — اس جگہ میں برکت آ جائے
جس چیز کو حضور ہاتھ لگائیں — اس چیز میں برکت آ جائے

جس چیز کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے جس پانی سے آپ وضو فرمائیں اس میں برکت آ جائے۔

اسی لیے تو اللہ کا — یہ فیصلہ ہے
صحابہ کا — یہ فیصلہ ہے
اہل بیت کا — یہ فیصلہ ہے
جبرائیل امین کا — یہ فیصلہ ہے
تابعین کا — یہ فیصلہ ہے
تبع تابعین کا — یہ فیصلہ ہے
اولیاء اللہ کا — یہ فیصلہ ہے
بلکہ سارے سنیوں کا — یہ فیصلہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ

حضور رحمۃ اللعالمین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں
حضور سید صادقین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں
حضور اشرف العالمین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں
حضور سید الاولین والآخرین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں
حضور وجہ فلاح دارین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں۔
حضور قبلہ قبلتین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں۔

حضورآ فتاب مرسلین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں
حضورفخر دارین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں
حضورشفیع المذنبین ہیں — ان کی کوئی مثال نہیں

؎ دیکھا نہیں شاہا تجھ سا زمانے میں حسین کوئی
نہ تجھ سا دلنشین کوئی نہ تجھ سا مہ جبین کوئی
کیا تھا آخری یہ فیصلہ جبریل نے صائم!
محمد ﷺ سا حسین ہرگز دو عالم میں نہیں کوئی

محمد سر وحدت ہیں......کوئی حقیقت ان کی کیا جانے

نیند ایک نعمت ہے...... بیداری ایک نعمت ہے......سونا ہماری مجبوری ہے......
کیونکہ یہ صحت کے لئے ضروری ہے۔ یہ بھی یادر ہے کہ

ہم سو جائیں — تو — بے خبر ہو جاتے ہیں
ہم سو جائیں — تو — بے اثر ہو جاتے ہیں
ہم سو جائیں — تو — بے عمل ہو جاتے ہیں
ہم سو جائیں — تو — ہمارا وضو ٹوٹ جاتا ہے

لیکن......!!!

کیا شان ہے — میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
کیا شان ہے — بے مثل نور کی
کیا شان ہے — بے مثال بشر کی
کیا شان ہے — خیر البشر کی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں — تو دل بیدار رہتا ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں — تو وضو برقرار رہتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں ۔۔۔۔۔ تو باخبر ہوتے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں ۔۔۔۔۔ تو باعمل ہوتے ہیں
کیوں......!!
کیونکہ آپ صرف بشر نہیں بلکہ خیر البشر ہیں۔
آیئے سنیئے حدیث پاک

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پلٹے اور عبداللہ بن مسعود (راوی) کا ہاتھ پکڑا اور بطحائے مکہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں (یعنی عبداللہ بن مسعود) کو بٹھایا اور ان کے گرد لکیر کھینچ دی اور فرمایا: اپنی اس لکیر سے باہر نہ جانا۔ کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے تم ان سے گفتگو نہ کرنا وہ بھی تمہارے ساتھ بات نہیں کریں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادھر تشریف لے گئے جدھر جانے کا آپ کا ارادہ تھا۔ میں اپنی لکیر کے اندر بیٹھا تھا کہ میرے پاس کچھ لوگ آئے۔ وہ لوگ گویا زطی نسل کے تھے۔ ان کے بال اور جسم انہی کی طرح تھے۔ مجھے نہ ان کی پردہ گاہ نظر آرہی تھی اور نہ ان کے جسموں پر لباس نظر آرہا تھا۔

وہ میرے پاس آتے لیکن لکیر سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جاتے جب رات کا آخری پہر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: میں رات بھر اپنے آپ کو اسی کیفیت میں دیکھتا رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس لکیر کے اندر تشریف لے آئے۔ آپ نے میری ران کو تکیہ بنایا اور سو گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے۔ جب میں بیٹھا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران کو تکیہ بنایا ہوا تھا کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان کا حسن و جمال اتنا زیادہ تھا کہ اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ میرے پاس آئے ان میں سے کچھ لوگ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے پاس بیٹھے۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: اس نبی (معظم) صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں وہ کسی بندے کو عطا نہیں ہوئیں۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگ رہا ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی:۱/۱۰۹)

آپ کی شان تو بیان ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ کہہ کر عاجزی کا اظہار کر سکتے ہیں۔

محمد سر وحدت ہیں کوئی حقیقت ان کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے

وہ قاسم نعمت ہیں انہیں آتا ہے عطا کرنا
وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا محبوب خدا جانے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

نعت رسول مقبول ﷺ

سوہنے دے در دے ذرّے براد ہلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے

جہاں تے پیاں نظراں رب دے حبیب دیاں
مدنی کریم دیاں جگ دے طبیب دیاں
حضرت اویس بن گئے حضرت بلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے

مرسل غلام سارے میرے حضور دے نے
جگ دے نظارے سارے اوسے دے نور دے نے
بدو صحابی اوہدیاں نظراں دے نال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے

کعبے دا نور اجالا جالی حضور دی اے
عرشاں تو ارفع اعلیٰ جالی حضور دی اے
جالی نوں چمن والے غوث و ابدال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے

طیبہ دی یاد آ کے سینہ جلائی جاوے
جھلی نہ میرے کولوں لمبی جدائی جاوے
صائم جدائی اندر گھڑیاں دے سال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے

ابتدائیہ

اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اس لیے مبعوث نہیں فرمایا کہ آپ قرآن حکیم کو اپنی امت تک پہنچا دیں اور بس۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کے اس سمندر میں چھپے ہوئے موتیوں سے اپنی امت کے دامنوں کو بھرنے کے لئے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تا کہ لوگوں کو بتائیں کہ اس قرآن حکیم میں جو کچھ ہے اس سے پروردگار عالم کی مراد کیا ہے...... آپ لوگوں کے تزکیہ قلوب کے لئے تشریف لائے ہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تا کہ جو چیز آپ کے الہامی علم کے مطابق حرام قرار دیے جانے کے قابل ہے اسے حرام قرار دیں اور جو چیز حلال قرار دیے جانے کے قابل ہے اسے حلال قرار دیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے قول کو یہ کہہ کر غلطی اور خطا سے محفوظ قرار دیا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے تو بولتے ہی نہیں۔ جو کچھ آپ کی زبان پر آتا ہے وہ رب کریم کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کا حکم دیں، امت پر اس کی غیر مشروط تعمیل لازمی ہے۔ کسی کو قول رسول کے مقابلے میں اپنا فلسفہ جھاڑنے کی اجازت نہیں۔

اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جناب سے جن اختیارات سے نوازا ہے ان پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عطا کردہ اختیارات کو استعمال کرتے ہیں۔

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ......(قرآن کی روشنی میں)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو اللہ کریم نے بے شمار کمالات اور اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات پر قرآن کی روشنی میں چند دلائل درج ذیل ہیں۔

(i) بے انتہا کثرت...... حضور کے اختیار میں ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

بیشک ہم نے آپ کو (ہر خیر وفضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے۔

(پ:۳۰' الکوثر:۱)

امام فخر الدین رازی نے اس آیت مبارکہ کے تحت کوثر کے چند معانی لکھے ہیں۔

(الف) اَلْخَيْرُ الْكَثِيْرُ فِى الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ

یعنی دین و دنیا کی سب خوبیاں آپ کو عطا کر دی گئی ہیں۔

(ب) هٰذَا اللَّفْظُ يَتَنَاوَلُ خَيْرَاتِ الدُّنْيَا وَ خَيْرَاتِ الْاٰخِرَةِ

یہ کوثر کا لفظ دنیا اور آخرت کی تمام خوبیوں پر مشتمل ہے۔

(ج) اَعْطَاكَ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَيْرَاتِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

یعنی زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے نے آپ کو دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرما دیں۔

(د)امام رازی پندرھویں قول کے تحت لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ مِنَ الْکَوْثَرِ جَمِیْعُ نِعَمِ اللّٰہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ الْمَنْقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

یعنی کوثر سے مراد اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں ہیں جو اس نے (سرور انبیاء حضرت) محمد (مصطفیٰ) علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا فرمادیں اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے''۔ (تفسیر کبیر ۸/۴۹۵-۵۰۱)

(ii) اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے کا اختیار

ارشادِ خداوندی ہے:

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِo

الف لام را (حقیقی معنی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں) یہ (عظیم) کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کے) نور کی جانب لے آئیں (مزید یہ کہ) ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف (لائیں) جو غلبہ والا سب خوبیوں والا ہے۔ (پ:۱۳، ابراہیم:۱)

میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت عمر کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے سے
شیبہ بن عثمان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے سے
یہودی کے بیٹے کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے سے
عکرمہ بن ابی جہل کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے سے
حضرت ابوالدرداء کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے سے

بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ثابت ہوتا ہے۔

(iii) ہواؤں اور جنوں پر اختیار

اللہ کریم عزوجل نے جب ہواؤں اور جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں دے دیا تو ارشاد فرمایا:

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

یہ ہماری عطا ہے (خواہ دوسروں پر) احسان کر دیا (اپنے تک) روکے رکھو (دونوں حالتوں میں) کوئی حساب نہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیارات اور تصرفات سے نوازا ہے۔ جو ان اختیارات وتصرفات کا منکر ہے وہ دراصل اللہ کی عطا کا منکر ہے کہ اللہ کسی کو کچھ دے ہی نہیں سکتا۔ یہ منکرین شاید یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کچھ دے دیا تو اس کے خزانوں میں کمی آ جائے گی۔ یہ محض جہالت کی باتیں ہیں کہ اللہ کے خزانوں کو دنیاوی خزانوں پر قیاس کرنا سراسر گمراہی ہے۔

(iv) جنت کا وارث بنانے کا اختیار...... حضور کے پاس

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا۝

یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اسے وارث بنائیں گے جو متقی ہوگا۔ (پ:۱۶، مریم:۶۳)

انبیاء جنت کے وارث	وہ اپنے مطیع امتیوں کو جنت میں لے کے جائیں گے
صحابی جنت کے وارث	وہ اپنے غلاموں کو جنت میں لے کے جائیں گے
اہل بیت جنت کے وارث	وہ اپنے محبین کو جنت میں لے کے جائیں گے
اولیاء عظام جنت کے وارث	وہ اپنے مریدوں کو جنت میں لے کے جائیں گے

شہداء جنت کے وارث	وہ اپنے عزیزوں کو جنت میں لے کے جائیں گے
باعمل حفاظ جنت کے وارث	وہ اپنے والدین کو جنت میں لے کے جائیں گے
باعمل حاجی جنت کے وارث	وہ اپنے پیاروں کو جنت میں لے کے جائیں گے

جب ان ہستیوں کو اللہ جل جلالہ نے بااختیار بنادیا تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا عالم کیا ہوگا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات کا عالم کیا ہوگا۔

(۷) ہر فیصلہ کرنے کا اختیار...... حضور کے پاس

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

پس (اے حبیب!) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرمادیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔ (پ:۵ النسآء: ۶۵)

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صادر فرمائے ہوئے فیصلے کو تسلیم کریں۔

قابلِ عبرت واقعہ:

"ایک منافق اور ایک یہودی کا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا میرے اور تمہارے درمیان ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں گے اور منافق نے کہا میرے اور تمہارے درمیان کعب بن اشرف فیصلہ کریں گے کیونکہ کعب بن اشرف بہت رشوت خور تھا اور اس مقدمہ میں یہودی حق پر تھا اور منافق باطل پر تھا۔ اس وجہ سے یہودی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس یہ مقدمہ لے جانا چاہتا تھا اور منافق کعب بن اشرف کے پاس یہ مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔

جب یہودی نے اپنی بات پر اصرار کیا تو وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ منافق اس فیصلہ سے راضی نہیں ہوا اور کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت عمر فیصلہ کریں گے۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

یہودی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق اور اس منافق کے خلاف فیصلہ کر چکے ہیں لیکن یہ مانتا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا: کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں۔ گھر گئے تلوار لے کر آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا۔

پھر اس منافق کے گھر والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے پوری تفصیل معلوم کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے آپ کے فیصلہ کو مسترد کر دیا تھا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: ''عمر فاروق'' ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔

(تفسیر کبیر، ۳/ ۲۴۹-۲۴۸، الجامع لاحکام القرآن ۵/ ۲۶۵-۲۶۴)

درسِ عبرت

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہ ماننے والا مومن نہیں ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک فیصلہ کو بظاہر مان لیتا ہے، لیکن دل سے قبول نہیں کرتا اس لیے فرمایا کہ وہ آپ کے کیے ہوئے فیصلے کیخلاف دل میں بھی تنگی نہ پائیں۔ بعض اوقات ایک عدالت سے فیصلہ کے بعد اس سے اوپر کی عدالت میں اس

فیصلہ کیخلاف رٹ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ جیسے ہائیکورٹ کے فیصلے کیخلاف سپریم کورٹ میں رٹ کی جاسکتی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کرنے کے بعد پھر کسی عدالت میں اس فیصلہ کے خلاف رٹ نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے بعد میں فرمایا: اس فیصلہ کو خوشی سے مان لو۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کریں وہ خطا سے مامون اور محفوظ بلکہ معصوم ہوتا ہے۔ یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے اگر کوئی شخص کتنا ہی عبادت گزار ہو لیکن اس کے دل میں یہ خیال آئے کہ اگر حضور ایسا نہ کرتے اور ایسا کر لیتے تو وہ مومن نہ رہے گا۔

(vi) اعلیٰ نعمتیں بانٹنے کا اختیار...... حضور کے پاس

اللہ کریم نے انسان کو دیئے جانے والے اختیار کے بارے میں فرمایا:

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىٕبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۝

اور اس نے تمہارے لیے کشتیوں کو مسخر کر دیا تا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی رہیں اور اس نے تمہارے لیے دریاؤں کو (بھی) مسخر کر دیا اور اس نے تمہارے فائدے کے لئے سورج اور چاند کو (باقاعدہ ایک نظام کا) مطیع بنا دیا جو ہمیشہ (اپنے اپنے مدار میں) گردش کرتے رہتے ہیں اور تمہارے (نظام حیات کے) لیے رات اور دن کو بھی (ایک نظام کے) تابع کر دیا۔

(پ:۱۳، ابراہیم:۳۲-۳۳)

اللہ رب العزت نے انسان کو جو کچھ عطا کیا اختیار بھی دے دیا۔ مثلاً

آنکھیں اللہ کی عطا ہیں — اختیار ہمارے پاس

کان اللہ کی عطا ہیں	اختیار ہمارے پاس
زبان اللہ کی عطا ہے	اختیار ہمارے پاس
مال اللہ کی عطا ہے	اختیار ہمارے پاس
اولاد اللہ کی عطا ہے	اختیار ہمارے پاس

اللہ کریم نے اس سے بھی اعلیٰ نعمتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں...... پھر بانٹنے کا اختیار بھی عطا فرمایا...... جسے چاہیں...... جو چاہیں (آپ عطا کر سکتے ہیں۔

(vii) اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰـهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج

اور کسی چیز کو ناپسند نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔ (پ:۱۰ التوبہ:۷۴)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ اپنے بندوں کو اپنے فضل سے غنی کر دیتا ہے اسی طرح اللہ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کے عطا کیے ہوئے خزانوں میں سے جسے چاہیں غنی کر دیں۔

(viii) حضور...... سب کے حاکم ہیں

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؁

اور نہ کسی مومن مرد کو اور نہ کسی مومن عورت کو (یہ) حق حاصل ہے کہ جب

اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لئے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بھٹک گیا۔ (پ:۲۲، الاحزاب:۳۶)

جو محبوب دو جہاں نے فیصلہ کر دیا...... وہ مجھے منظور ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی کا نام جلیبیب تھا۔ جلیبیب ایک انصاری صحابی تھے جو مالدار تھے۔ خوبصورت، کسی بڑے قبیلے سے تعلق تھا نہ ہی کسی منصب پر فائز تھے۔ مگر ان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے۔

ایک دن رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ساتھی کی طرف شفقت بھری نظروں سے دیکھا۔ مسکراتے ہوئے فرمایا:

یَا جُلَیْبِیْبُ اَلَا تَتَزَوَّجُ!

''جلیبیب! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟''

جلیبیب جواب میں عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول! مجھ جیسے شخص سے اپنی بیٹی کی شادی کون کرے گا؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات کو پھر دہرایا۔

''جلیبیب! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟''

وہ پھر عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول! بھلا میرے ساتھ شادی کون کرے گا؟ مال و دولت نہ حسن و جمال اور جاہ و منصب! مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان کے دنیاوی معیار پر نہیں بلکہ ان کی دینداری اور للٰہیت پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ بھی وہی الفاظ دہرا رہے ہیں:

''جلیبیب! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟''

وہ پھر اپنا وہی عذر پیش کرتے ہیں: اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ میرے پاس مال و دولت نہیں۔ میرا خاندان کوئی معروف اور بڑا خاندان نہیں۔ میں خوبصورت بھی نہیں ہوں' نہ میرے پاس کوئی منصب ہے۔

تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی کی مایوسی کو خوشی میں تبدیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جلیبیب! فکر نہ کرو' تمہاری شادی میں خود کروں گا''۔ وہ پھر عرض کر رہے ہیں: مجھ بے وسیلہ سے تعلق قائم کر کے کون خوش ہوگا۔ اللہ کے رسول؟

''نہیں جلیبیب! تم اللہ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو۔ تمہاری قدر و منزلت وہاں بہت زیادہ ہے''۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے تسلی دے رہے ہیں۔

چند دن گزرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جلیبیب! فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور اسے کہو: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں: اپنی بیٹی کی شادی مجھ جلیبیب سے کر دو''۔

جلیبیب خوشی خوشی اس انصاری کے گھر پہنچ جاتے ہیں۔ دروازے پر دستک دیتے ہیں' گھر والے اندر سے پوچھتے ہیں: کون؟

جواب دیا: جلیبیب۔ گھر والے کہتے ہیں۔ کون جلیبیب؟

ہم تو ایسے کسی شخص کو نہیں جانتے۔ گھر کے مالک انصاری صحابی باہر نکلے اور پوچھا: کیا چاہتے ہو۔ کہاں سے اور کس مقصد سے آئے ہو؟ جلیبیب جواباً عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو سلام بھیجا ہے۔ انصاری صحابی فرط مسرت سے کہتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام بھیجا ہے...... یہ تو میرے لیے بہت بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ عالم سرشاری و سرور میں انہوں نے گھر والوں کو بتایا۔ پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

پھر جلیبیب نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کے ساتھ یہ بھی

فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ جلیبیب سے کردو۔

صاحب خانہ نے یہ بات سنی تو سناٹے میں آ گئے۔ یہ شخص میرا داماد بنے گا؟ انہوں نے سوچا: نہ مال و دولت نہ خوبصورتی نہ بڑا خاندان' کہنے لگے: ذرا ٹھہرو! میں اپنے گھر والوں سے مشورہ کرلوں۔

وہ انصاری صحابی گھر کے اندر گئے' اہلیہ کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اپنی بیٹی کی شادی جلیبیب سے کردو''

ماں گویا ہوئی: جلیبیب کے ساتھ شادی کیسے کردوں؟ اپنی بیٹی ایک ایسے شخص کے سپرد کیسے کردوں جو خوبصورت بھی نہیں' مالدار بھی نہیں اور بڑا خاندان بھی نہیں۔ ہم نے تو فلاں فلاں خاندانوں کی طرف سے آنے والے رشتوں کو مسترد کردیا تھا۔ میاں بیوی آپس میں گفتگو کررہے ہیں۔

ادھر ان کی عفت مآب اور سعادت مند بیٹی بھی پردے کے پیچھے کھڑی یہ ساری گفتگو سن رہی ہے۔ لڑکی نے معاملے کی نزاکت کو بروقت بھانپتے ہوئے جھکی ہوئی نگاہوں سے والدین سے مخاطب ہوکر آہستہ سے کہنا شروع کیا:

اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَرُدُّوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَمْرَہٗ

''کیا آپ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ٹالنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟''

اس بچی کی سوچ' فکر اور محبت رسول کے جذبے کی ہزار مرتبہ داد دیجئے۔

کہنے لگی:

اِدْفَعُوْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیں جہاں چاہیں وہ اپنی مرضی سے میری شادی کردیں''۔

فَاِنَّہٗ لَنْ یُّضَیِّعَنِیْ

"کیونکہ وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کریں گے"۔

بچی کو یہ حقیقت معلوم تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی فیصلہ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اسی میں برکت عطا فرما دے گا۔

والدین نے بھی اللہ کے رسول کے حکم کے سامنے سر جھکا دیا۔ بیٹی کے اس خوبصورت اور عمدہ فیصلے سے پہلے ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اس رشتے کو قبول نہ کرنے کی صورت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نظر انداز کرنے والے بن جائیں گے۔ وہ اپنی بیٹی کی عقل و دانش اور عمدہ سوچ پر مطمئن ہیں۔

جلیبیب اللہ کے رسول کا پیغام پہنچا کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس ذہین و فطین اور سمجھدار بچی کا والد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کا پیغام ملا۔ آپ کا حکم' آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر۔ میں راضی ہوں۔ میری بیٹی بھی۔ میرے گھر والے۔ سبھی آپ کے فیصلے سے راضی اور خوش ہیں۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بچی کے جذبات اور سمع و طاعت پر مبنی جواب کا علم ہو چکا تھا۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بچی کو ایک عظیم تحفہ عطا فرماتے ہیں۔ اپنے مبارک ہاتھوں کو اللہ کی بارگاہ میں اٹھایا اور دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ صُبَّ الْخَيْرَ عَلَيْهِمَا صَبًّا

"اے اللہ! ان دونوں پر خیر و برکت کے دروازے کھول دے"۔

وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهُمَا كَدًّا

"اور ان کی زندگی کو مشقت اور پریشانی سے دور رکھنا"۔

(مسند احمد ۴/ ۴۲۵' مجمع الزوائد ۹/ ۳۷۰)

درسِ عمل

صحابہ و صحابیات سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل مانتے تھے اور اپنا تن من

دھن قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اللہ کریم اس کا ان کو صلہ بھی عطا فرماتا تھا جو کہ مذکورہ واقعہ سے ثابت ہے کہ

''اس بچی کی شادی جلیبیب سے ہو گئی۔ مدینہ طیبہ میں ایک اور گھر آباد ہو گیا۔ وہ جلیبیب جو کبھی مفلس اور قلاش تھے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان پر رزق کے دروازے کھل گئے۔ یہ گھرانہ بڑا مبارک اور بابرکت ثابت ہوا۔ ان کے مالی حالات بہتر ہوتے چلے گئے۔ اس گھرانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا صلہ یہ ملا:

فَكَانَتْ مِنْ اَكْثَرِ الْاَنْصَارِ نَفَقَةً وَّمَالًا

''انصاری گھرانوں کی عورتوں میں سب سے خرچیلا گھرانہ اسی لڑکی کا تھا''۔ (مسند احمد' ۴/۴۲۲' الرقم: ۱۹۷۹۹)

(ix) حضور......مختار کل ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

اور بے شک آپ ہی صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

(پ: ۲۵' الشوریٰ: ۵۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کا ثبوت اس آیت کریمہ سے ملتا ہے کہ

بتوں کو سجدہ کرنے والوں کو سیدھی راہ کس نے دکھائی — میرے نبی نے
مشرکین کو سیدھی راہ کس نے دکھائی — میرے نبی نے
منکرین خدا کو سیدھی راہ کس نے دکھائی — میرے نبی نے
برائی کی اجازت مانگنے والوں کو سیدھی راہ کس نے دکھائی — میرے نبی نے

جھوٹ بولنے والوں کو سیدھی راہ کس نے دکھائی میرے نبی نے
بیٹیوں کو زندہ دفن کرنیوالوں کو سیدھی راہ کس نے دکھائی میرے نبی نے

اس لیے تو ہم کہتے ہیں

تم ساقیٔ کوثر ہو، تم شافع محشر ہو
منگتوں کو عطا کرنا یہ کام تمہارا ہے

میری قبر اندھیری میں سرکار بھی آئیں گے
دیدار نبی ہو گا یہ ایمان ہمارا ہے

میری قبر اندھیری میں نکیرین کے آنے پر
فرمان نبی ہو گا یہ غلام ہمارا ہے

اختیاراتِ مصطفٰی.....(حدیث کی روشنی میں)

اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا اختیارات عطا فرمائے جن کا واضح ثبوت احادیث مبارکہ میں بھی ملتا ہے۔ اختیارات مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر احادیث کی روشنی میں چند دلائل درج ذیل ہیں۔

(i) عورتوں کے لئے ریشمی لباس اور سونا.....حضور نے حلال کیا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِیْرِ وَالذَّهَبُ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ وَاُحِلَّ لِاَنَاثِهِمْ

ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے اور میری امت کی عورتوں پر (یہ دونوں چیزیں) حلال کر دی گئی ہیں۔

(ترمذی الرقم: ۱۷۲۰ مشکاۃ الرقم: ۴۳۴۱)

فائدہ

ریشمی لباس اور سونے کی حرمت قرآن میں موجود نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خداداد اختیار سے ان دونوں کو مردوں کے لئے حرام فرما دیا اور عورتوں کے لئے حلال فرما دیا۔

(ii) حج.....ہر سال فرض کیوں نہیں ہوا

اللہ کے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے سب سے بڑے

خیر خواہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شفیق نبی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتوں کے ثبوت میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○

بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔(اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب وآرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔(پ:۱۱،التوبۃ:۱۲۸)

اس آیت کریمہ میں رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق ورحیم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔اور آپ کی شفقتوں کا ایک ثبوت یہ ہے کہ

ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔پس حج کیا کرو۔ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ تین مرتبہ اس نے یہی سوال کیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ، نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (تم پر ہر سال حج) فرض ہوجاتا اور پھر تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔پھر فرمایا: میری اتنی ہی بات پر اکتفا کیا کرو جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں۔

اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ زیادہ سوال کرنے اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی بنا پر ہلاک ہوئے تھے۔لہٰذا جب میں تمہیں کسی شے کا حکم دوں تو بقدر استطاعت

اسے بجالایا کرواور جب کسی شے سے منع کروں تو اسے چھوڑ دیا کرو۔

(صحیح مسلم ۲/۹۷۵‘الرقم:۱۳۳۷‘سنن ترمذی ۳/۱۷۸‘الرقم:۸۱۴‘سنن نسائی ۵/۱۱۰‘الرقم:۲۶۱۹)

؎ رحمت دوجہاں‘ حامی بیکساں‘ صدقہ حسنین کا کچھ عطا کیجئے

ہم گنہگار ہیں آپ مختار ہیں‘ ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھا لیجئے!

اے حبیب خدا‘ احمد مجتبیٰ‘ سرور انبیاء مصطفیٰ مرتضیٰ

ہم بڑے پرخطا آپ جود وعطا‘ عاصیوں کو گلے سے لگا لیجئے

(iii) مسواک فرض کرنے کا اختیار......حضور کے پاس تھا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کومسواک بہت پسند تھی۔ مسواک کے بے شمار فوائد ہیں۔ یہ انسان کی ذہنی اور جسمانی صحت پر فوری طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے مسواک کا استعمال کرتے تھے اور اپنی امت کے لئے اسے مفید کیا۔ لیکن مسواک کی جیسی پابندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہمارے لیے مشکل تھی۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امت کے لئے فرض نہ کیا‘ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ . اَوْ عَلَی النَّاسِ . لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض کر دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔ (بخاری: الرقم:۸۸۷‘مسلم الرقم:۲۵۲‘مشکوۃ الرقم:۳۷۶)

فائدہ

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مسواک فرض کرنے کا اختیار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امت کے لئے شفقت تھی کہ آپ

نے مشقت کے سبب سے مسواک کو فرض نہ کیا۔

(iv) خود عطا کریں...... خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا: میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: تمہارے پاس (بطور کفارہ) آزاد کرنے کے لئے ایک گردن (یعنی غلام) ہے۔ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دو مہینوں کے متواتر روزے رکھ سکتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یہ بھی نہیں کر سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے (راوی بیان کرتے ہیں کہ) اور ہم بھی وہیں موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن (عرق) پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ (عرق ایک پیمانہ ہے) فرمایا: سائل کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں لے جا کر خیرات کر دو۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اپنے سے (بھی) زیادہ غریب پر؟ خدا کی قسم! ان دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان (یعنی مدینہ منورہ میں) کوئی گھر ایسا نہ تھا جو میرے گھرانے سے زیادہ غریب ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ یہاں تک کہ پچھلے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو (تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا)

(اخرجہ البخاری فی الصحیح۔ کتاب الصوم ۲/۶۸۴، الرقم: ۱۸۳۴، ومسلم فی الصحیح کتاب الصیام: ۲/۷۸۱، الرقم: ۱۱۱۱، ابوداؤد فی السنن۔ کتاب الصوم: ۲/۳۱۳، الرقم: ۲۳۹۰)

نکتہ

یعنی اپنا یہ کفارہ تو خود بھی کھالے اور گھر والوں کو بھی کھلا دے۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ یہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار خداداد' کہ مجرم کے لئے اس کا کفارہ اس کے لئے انعام بنا دیا ورنہ کوئی شخص اپنا کفارہ اپنی زکوٰۃ نہ تو خود کھا سکتا ہے نہ اس کے بیوی بچے' مگر یہاں اس کا اپنا ہی کفارہ ہے اور خود ہی کھا رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے۔ ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ

تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔

(پ:۱۹' الفرقان:۷۰)

کی خلافت کبریٰ ہے ان کی ایک نگاہ کرم کباڑ کو حسنات کر دیتی ہے۔ جبھی تو ارحم الرحمین نے گناہگاروں خطاواروں تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

کہ گنہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہ خاص اسی شخص کے لئے رخصت اور (اجازت) تھی اور اگر آج کوئی شخص ایسا کرے تو اسے کفارہ سے چارہ نہیں۔

غریبوں کا لجا بننے والی — میرے حضور کی ذات
بھوکوں کو کھلانے والی — میرے حضور کی ذات
دلوں کو سکون دینے والی — میرے حضور کی ذات
باطن کو روشن کرنے والی — میرے حضور کی ذات
سابقین کی خبر دینے والی — میرے حضور کی ذات

خالق کی نعمتوں کا ذکر کرنے والی — میرے حضور کی ذات
بے ایمان کو دولت ایمانی دینے والی — میرے حضور کی ذات
ہر طرح کے کفر و فسق کو مٹا دینے والی — میرے حضور کی ذات

(۷) ایسے شفیق کی شفقت پہ...... لاکھوں سلام

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطاب فرماتے تو کھڑے ہو کر فرماتے' دوران خطاب کبھی قیام طویل ہو جاتا تو یہ طوالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مقدسہ پر گراں گزرتی۔ تب ایک گڑھا کھود کر کھجور کا خشک تنا گاڑ دیا گیا۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام طویل اور تھکا دینے والا ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کھجور کے تنے کا سہارا لے لیتے اور اس کے ساتھ ٹیک لگا لیتے۔ پھر ایک شخص نے جو (کہیں سے) مدینہ منورہ آیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کھجور کے تنے کے پہلو میں کھڑے دیکھا تو اس نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری اس چیز کو پسند فرمائیں گے جو آپ کے لئے آرام دہ ہوگی تو میں ان کے لئے ایک ایسی مسند تیار کر دوں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی دیر چاہیں تشریف فرما ہو جائیں اور چاہیں تو کھڑے ہو جائیں۔

یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس لے آؤ۔ صحابہ کرام اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے تو اس شخص کو حکم دیا گیا کہ وہ تین یا چار پائیدان والا منبر تیار کرے۔ یہ آج بھی منبر المدینہ میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں راحت محسوس کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور کے تنے سے جدائی اختیار کی اور اپنے لیے بنائے گئے اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو خشک لکڑی کا وہ تنا غمناک ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق اور غم میں اس طرح رونے لگا جیسے اونٹنی اپنے (گمشدہ) بچے کے لئے

روتی ہے۔

(اخرجہ الدارمی فی السنن، المقدمۃ: ۱/۲۹، الرقم: ۰۳۲۔ وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء، ۹/۱۱۶، والبیہقی فی الاعتقاد: ۱/۲۷۱)

اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے اختیارات سے نوازا ہے کہ

درخت کو چپ کرانے کا اختیار — میرے لجپال کے پاس

درخت کی بات سننے کا اختیار — میرے لجپال کے پاس

درخت کو اپنی بات سنانے کا اختیار — میرے لجپال کے پاس

روتے ہوئے درخت کو ہنسانے کا اختیار — میرے لجپال کے پاس

سوکھے کو ہرا کرنے کا اختیار — میرے لجپال کے پاس

درخت کو جنت میں لگانے کا اختیار — میرے لجپال کے پاس

یہ اعزازات صرف کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی ہیں۔

ذرا سوچو!

کیا ہم درخت کی بات سن سکتے ہیں؟ — نہیں

کیا ہم درخت سے بات کر سکتے ہیں؟ — نہیں

کیا ہم درخت کی بات سمجھ سکتے ہیں؟ — نہیں

ہم سے اپنے بچے چپ نہیں ہوتے...... ہم چھوٹے بچے کی بات کو نہیں سمجھ سکتے تو درخت کی بات کیسے سنیں گے تو پتہ چلا کہ نبی اور امتی کا اختیار برابر نہیں ہو سکتا۔

(vi) آنے والے کو...... جنت کی بشارت دے دو

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت پر مامور فرمایا: پس ایک آدمی نے آ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنہ تھے۔

پھر دوسرے شخص نے آ کر اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو ان مصائب و مشکلات کے ساتھ جو اسے پہنچیں گی۔ دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحیح بخاری ۳/۱۳۵۱٬ الرقم: ۳۴۹۲)

دعوتِ عمل

ہم اندر بیٹھے ہوں...... باہر سے آنے والے کا کیا پتہ کہ وہ کون ہے؟ اور اس کا کردار کیسا ہے؟...... اس کے مصائب و مشکلات کیا ہیں؟...... مگر یہ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے...... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خداداد اختیار ہے کہ آپ اندر بیٹھے ہوں...... تو باہر دیکھ سکتے ہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ اپنے امتیوں میں سے جسے چاہیں جنت کی خوشخبری سنا سکتے ہیں...... اس کے مصائب و آلام کی خبر دے سکتے ہیں۔

(vii) جنت بانٹنے کا اختیار...... میرے نبی کے پاس

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی کام کے متعلق سوال کیا جاتا۔ اگر آپ کا ارادہ اسے کرنے کا ہوتا تو فرماتے' ہاں! اور اگر آپ کا ارادہ نہ کرنے کا ہوتا تو آپ خاموش رہتے اور آپ کسی کام کے متعلق ''نہ'' نہیں فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کچھ سوال کیا' آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر سوال کیا' آپ خاموش رہے۔ پھر اس نے تیسری بار سوال کیا

تو آپ نے اسے گویا جھڑ کنے کے انداز میں فرمایا: اے اعرابی مانگ کیا چاہتا ہے؟

ہمیں اس پر رشک آیا اور ہم نے گمان کیا کہ اب وہ جنت کا سوال کرے گا۔ اس نے کہا میں آپ سے ایک سواری کا سوال کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں مل جائے گی۔ پھر فرمایا: سوال کرو۔ اس نے کہا: میں اس کے پالان کا سوال کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں مل جائے گا۔

پھر فرمایا: سوال کرو' اس نے کہا: میں آپ سے سفر خرچ کا سوال کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں مل جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اس پر بہت تعجب ہوا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اعرابی نے جن چیزوں کا سوال کیا وہ اس کو دے دو پھر اس کو وہ چیزیں دے دی گئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اعرابی کے سوال میں اور بنی اسرائیل کی بڑھیا کے سوال میں کتنا فرق ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر پار جانے کا حکم ہوا تو آپ کے پاس سواری کے لئے جانور لائے گئے وہ جانور سمندر کے کنارے تک پہنچے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ پھیر دیئے اور خود بخود پلٹ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! یہ کیا ماجرا ہے؟ حکم ہوا کہ تم یوسف کی قبر کے پاس جاؤ اس کی نعش کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وہ قبر ہموار ہو چکی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ نہیں تھا کہ وہ قبر کہاں ہے؟

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے سوال کیا کہ تم میں سے کسی کو پتہ ہے' وہ قبر کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: اگر کوئی جاننے والا ہے تو وہ بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ وہ قبر کہاں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بڑھیا کو بلوایا۔ جب وہ پہنچ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا تم کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم ہے؟

اس نے کہا: ہاں! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں بتاؤ۔ اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! جب تک تم میرا سوال پورا نہیں کرو گے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بتاؤ تمہارا کیا سوال ہے؟ اس بڑھیا نے کہا: میں یہ سوال کرتی ہوں کہ جنت کے جس درجہ میں تم رہو گے۔ اسی درجہ میں میں رہوں! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: صرف جنت کا سوال کرو۔ اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ میں تمہارے ساتھ جنت میں تمہارے درجہ میں نہ رہوں!

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو ٹالتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اس کو وہ درجہ دے دو۔ اس سے تم کو کوئی کمی نہیں ہوگی! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو جنت کا وہ درجہ دے دیا۔ اس نے قبر بتائی اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش لے کر سمندر کے پار گئے۔ (المعجم الاوسط ۷/۳۷۵ الرقم: ۷۷۶۷ مجمع الزوائد ۱۰/۱۷۱)

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ جس شخص کو جو چاہیں عطا کر دیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مانگ اے اعرابی جو چاہتا ہے اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا سوال کرنے کی ترغیب دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں اور بنی اسرائیل کی بڑھیا میں کتنا فرق ہے؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی اس پیرزن کو جنت میں اپنا درجہ عطا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جنت عطا کرنے کی نسبت فرمائی۔

اور صحابہ کرام کا یہ اعتقاد تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت تک عطا کرنے کا اختیار تھا۔ اسی طرح اس بنی اسرائیل کی پیرزن کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اپنا درجہ بھی عطا فرما سکتے ہیں اور یہ کہ دنیا اور آخرت کی نعمتیں خواہ جنت ہو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا شرک نہیں ہے۔

(viii) خوش قسمتی کا شہباز لڑکا

ایک یہودی غلام جس کا نام ''اسلم'' تھا۔ اس کے یہودی مالک کا نام عامر تھا۔ یہ اسکی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اسلم نے اہل خیبر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو پوچھا: یہ آپ کس کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں؟ یہودی کہنے لگا کہ ہم اس شخص سے جنگ کرر ہے ہیں جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے۔

اسلم نے اس بات کو اپنے ذہن میں رکھ لیا۔ وہ حق کا متلاشی تھا۔ اس نے سوچا وہ کیوں نہ اس شخصیت سے ملے جو اپنے آپ کو نبی سمجھتے ہیں۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے علاقے میں پڑاؤ ڈالا تو یہ حبشی غلام اپنی بکریاں ہانکتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ میں حاضر ہو گیا۔ آپ سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حبشی غلام کو ملاقات کی اجازت دے دی۔ اس نے ملاقات کے دوران میں آپ سے پوچھا: آپ کیا کہتے اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت سے اس سے فرمایا:

اَدْعُوْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا تَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

''میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرو''۔

غلام نے پوچھا: اگر میں اللہ پر ایمان لے آؤں اور یہی گواہی دینے لگوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَكَ الْجَنَّةُ اِنْ مِّتَّ عَلٰى ذٰلِكَ

''اگر تمہیں اسلام پر موت آئی تو تمہارے لیے جنت ہے''۔

اسلم کہنے لگا: میں ایک سیاہ فام، قبیح چہرے والا، عام سا انسان ہوں، میرے جسم سے ناگوار بو آتی ہے۔ میرے پاس کوئی مال و دولت بھی نہیں۔ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ لڑتا ہوا قتل ہو جاؤں تو کیا میں جنت میں جاؤں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں، اگر تمہیں اس عقیدے پر موت آ جائے تو تمہارے لیے جنت ہے''۔ حبشی غلام وہیں مسلمان ہو گیا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق اسلم نے پوچھا: کہ اگر میں ایمان لے آؤں، کلمہ پڑھ لوں اور میری موت ایمان پر ہو تو کیا مجھے جنت ملے گی؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ''ہاں کیوں نہیں؟'' اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اسلم کہنے لگا: اللہ کے رسول! یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں ان کے بارے میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بکریوں کو فوجی کیمپ سے باہر نکالو۔ پھر انہیں ہانک دو۔ انہیں کنکریاں مارو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے یہ امانت ادا کر دے گا''۔

اسلم اسی وقت کھڑا ہوا۔ زمین سے کنکریاں لیں اور انہیں بکریوں کی طرف پھینکتے ہوئے کہنے لگا: اپنے مالک کی طرف واپس چلی جاؤ۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا۔ وہ بکریاں اکٹھی ہو کر چل پڑی اور تھوڑی دیر میں قلعہ میں داخل ہو گئیں۔ جب چرواہے کے بغیر بکریاں یہودی مالک کے پاس پہنچیں تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

اس دوران میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وعظ فرمایا: انہیں جہاد کی ترغیب دلائی۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہودیوں سے لڑنے کے لئے جھنڈا اٹھا کر نکلے تو یہی حبشی اسلم بھی ان کے پیچھے پیچھے یہود سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔ دشمن کے ساتھ جنگ ہوئی تو اس دوران میں وہ شہید ہو گیا۔ اسلم کی میت کو اٹھا کر پیچھے لایا گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی میت کے پاس

تشریف لائے اور اسے دیکھ کر صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهُ هٰذَا الْعَبْدَ وَسَاقَهٗ اِلٰى خَيْبَرَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عِنْدَ رَاْسِهٖ اثْنَتَيْنِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ لِلّٰهِ سَجْدَةً قَطُّ

اس غلام کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے۔ اسے خیبر کی طرف لایا۔ میں نے اس کے سر کے پاس دو خوبصورت آنکھوں والی حوریں دیکھی ہیں حالانکہ اس نے ابھی تک اللہ کی بارگاہ میں ایک سجدہ بھی نہ کیا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ۱/۴۲۵)

اس حبشی اسلم کی قسمت پر رشک کرتے ہوئے یوں کہنا چاہئے کہ

جس طرف چشم محمد ﷺ کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرّے سامنے آئے وہ ستارے ہو گئے

جب کبھی عشق محمد ﷺ کی عنایت ہو گی
میرے آنسو کوثر و زمزم کے دھارے ہو گئے

یا محمد ﷺ! آپ کی نظروں کا یہ اعجاز ہے
جس طرف نظریں اٹھیں سب تمہارے ہو گئے

اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس طرح اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اسلم حبشی کے لئے وسیلہ جنت بنے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی لڑکے کو بھی دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ یہ آپ کا خداداد اختیار تھا جس کے تحت آپ نہ صرف مسلمانوں کے لئے شفیق اور مہربان تھے بلکہ ان لوگوں کے لیے بھی آپ کی شفقتیں بے شمار تھیں جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔

ایک یہودی لڑکا جس کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب ہی تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ یہودی لڑکا بیمار ہو گیا اور کئی روز

تک آپ کی خدمت کے لئے نہ آسکا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ لڑکا جو صبح وشام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ چند دنوں سے نظر نہیں آ رہا۔ اس کے بارے میں معلوم کروایا کہ وہ کہاں ہے؟ آپ کو بتایا گیا وہ تو بیمار ہے۔ اپنے گھر میں بستر پر ہے۔ کائنات کی مصروف ترین ہستی کو جب معلوم ہوا کہ ان کا چھوٹا سا خادم بیمار ہے تو اس کے یہودی ہونے کے باوجود تیمارداری کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر پہنچے تو اس یہودی لڑکے کا باپ بھی گھر میں موجود تھا۔ اس بچے کی خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ چارپائی پر لیٹا ہوا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں۔ اسے شفقت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس کا حال پوچھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ اس بچے کا آخری وقت آ چکا ہے۔ اس پر نزع کا عالم طاری ہے۔ ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں سے محبت اور خیر خواہی ملاحظہ کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ لڑکا دنیا سے جا رہا ہے۔ ہو سکے تو اسے عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ اس کی زندگی کا چراغ گل ہونے سے قبل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو مخاطب کیا اور فرمایا:

يَا فُلَانُ قُلْ: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

''اے بچے! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو''۔

اس لڑکے نے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آنکھیں کھول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو دیکھا۔ آپ اس سے فرما رہے ہیں: کہو:

تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اس لڑکے نے [illegible] سے پہلے اپنے چہرے کو اپنے قریب کھڑے والد کی طرف

کیا اور سوالیہ نظروں سے والد کی طرف دیکھنے لگا۔ اجازت طلب کرنے لگا۔ اس کا باپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ یہ سچے نبی ہیں' اپنے بیٹے سے کہنے لگا:

اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ

''ابوالقاسم کی بات مان لو''۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہہ رہے ہیں اس پر عمل کرو۔ اس کے باپ نے جیسے ہی اجازت دی لڑکے کے ہونٹوں سے آواز آنے لگی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اس لڑکے نے اپنی کروٹ بدلی' اپنے چہرے کو اپنے قریب کھڑے والد کی طرف کیا اور سوالیہ نظروں سے والد کی طرف دیکھنے لگا۔ اجازت طلب کرنے لگا۔ اس کا باپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ یہ سچے نبی ہیں۔ اپنے بیٹے سے کہنے لگا:

اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ

''ابوالقاسم کی بات مانو''۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہہ رہے ہیں اس پر عمل کرو۔ اس کے باپ نے جیسے ہی اجازت دی۔ لڑکے کے ہونٹوں سے آواز آنے لگی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

ادھر اس کی زبان سے یہ کلمات نکلے اور ادھر اس کی زندگی کے بقیہ لمحات تیزی سے ختم ہونے لگے۔ اس نے چند آخری سانسیں لیں اور اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ آپ مطمئن

ہیں۔ آپ اللہ کا شکر۔ اللہ کی حمد اور تعریف بیان کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ بِیْ مِنَ النَّارِ

''اس اللہ کا شکر ہے جس نے میری وجہ سے اس لڑکے کو جہنم کی آگ سے بچالیا ہے''۔

(صحیح بخاری الرقم: ۱۳۵۶' سنن ابی داؤد الرقم: ۳۰۹۵' مسند احمد ۳/ ۲۶۰' سنن نسائی ۴/ ۳۵۶-۷/ ۵۵)

پتہ چلا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
باعث عزت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
قرینہ عظمت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
ذریعۂ رحمت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
باعث سعادت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
غلاموں کی شان ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
دیوانوں کی پہچان ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
ایمان کی جان ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
اصل ایمان ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
انسان کی زینت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
وسیلہ جنت ہے

(ix) جس کو چاہوں گا...... یہ چابی عطا کروں گا

بیت اللہ کی چابی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد سردار قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار کے حوالے کی تھی۔ چنانچہ بنو عبدالدار ہی کنجی بردار چلے آ رہے تھے۔ وہ جسے چاہتے کعبہ کے اندر جانے کی اجازت دیتے' جسے چاہتے انکار کر دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے قیام مکہ مکرمہ کے زمانے میں کلید بردار عبدالدار ہی کے ایک فرد عثمان بن طلحہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے

ہیں: ”عثمان! ذرا مجھے بیت اللہ کی چابی دینا میں بیت اللہ کے اندر جانا چاہتا ہوں“۔
عثمان نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان سے فرمایا تھا:

یَا عُثْمَانُ لَعَلَّکَ تَرٰی ھٰذَا الْمِفْتَاحَ یَوْمًا بِیَدِیْ اَضَعُہٗ حَیْثُ شِئْتُ

”سنو عثمان! ایک روز یہ چابی میرے پاس ہوگی' تب میں جس کو چاہوں گا یہ چابی عطا کروں گا“۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب مکہ مکرمہ میں قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمن تھے۔ عثمان بن طلحہ اور اس کا گھرانہ بنو عبدالدار اسلام کے شدید دشمنوں میں سے تھے۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ایک دن مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا۔ اس لیے عثمان نے اس روز بڑی غلیظ زبان استعمال کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بردباری سے کام لیا۔

عثمان کا کہنا تھا:

لَقَدْ ھَلَکَتْ قُرَیْشٌ یَوْمَئِذٍ اِذًا وَذَلَّتْ

”اس کا مطلب ہے کہ قریش اس دن تباہ و برباد اور ذلیل و رسوا ہو چکے ہوں گے“۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا تھا:

بَلْ عَزَّتْ وَ عَمُرَتْ یَوْمَئِذٍ یَا عُثْمَانُ

”ایسا نہیں ہوگا اے عثمان! بلکہ اس وقت تو پھر قریش کی زبردست عزت و تکریم اور آبادکاری ہوگی“۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ آٹھ ہجری کا سال جلد ہی آ جاتا ہے اور مکہ مکرمہ فتح ہو جاتا ہے۔ یہی وہ دن ہے جس کی پیش گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دس سال

پہلے کی تھی۔ فتح مکہ مکرمہ سے پہلے عثمان بن طلحہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سیدھے بیت اللہ شریف میں گئے۔ اس کا طواف کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''عثمان! جاؤ چابی لا کر مجھے دو''۔

چابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ کے پاس تھی۔ جب عثمان نے چابی مانگی تو والدہ نے لیت و لعل سے کام لیا مگر بیٹے نے اپنی ماں سے بڑے حسن و تدبر سے چابی حاصل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔

بیت اللہ کا کلید بردار ہونا غیر معمولی عزت کی بات ہے۔ اس وقت خیال کیا جا رہا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے کہ چابی کسی اور کو عطا کر دیں۔ بنو عبد الدار کے جرائم بہت زیادہ تھے۔ اس روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہتے یہ اعزاز بخش دیتے اور چابی اسے مل جاتی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس چابی کو حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کر دیا۔

ادھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر رہے ہیں کہ ہمیں حجاج کو پانی پلانے کے اعزاز کے ساتھ ساتھ خانہ کعبہ کی کلید برداری کا اعزاز بھی دے دیجئے۔ سیدنا علی کی جو عزت و لحاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا وہ کسی سے مخفی نہیں مگر یہ موقع حق داروں کو ان کا حق دینے کے لئے بہت مناسب تھا۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (پ:۵ النساء ۵۸)

ادھر یہ آیات نازل ہو رہی ہیں ادھر کائنات کے سب سے اعلیٰ اخلاق والے سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز فضا میں گونجی ہے۔

اَیْنَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ

''عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟''

عثمان بن طلحہ حاضر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کعبۃ اللہ کی چابی ہے۔ لوگ آپ کے مبارک ہاتھوں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ یہ اعزاز کسے ملتا ہے؟ کسے چابی دی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هَاكَ مِفْتَاحَكَ يَا عُثْمَانُ

''عثمان! اپنی چابی سنبھال لو''۔

اَلْيَوْمُ يَوْمُ بِرٍّ وَّوَفَاءٍ خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً

''آج نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے۔ یہ چابی تم لوگ ہمیشہ کے لئے لے لو''۔

لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ

''کوئی ظالم ہی اسے تمہارے خاندان سے چھیننے کی جرات کرے گا''۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۴/۵۴-۵۵)

میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ

صدیق کو صداقت کا تاجدار — حضور نے بنایا
عمر فاروق کو عدالت کا علمبردار — حضور نے بنایا
عثمان غنی کو سخاوت کا تاجدار — حضور نے بنایا
علی کو شجاعت کا تاجدار — حضور نے بنایا
حضرت امام حسین کو جنت کا تاجدار — حضور نے بنایا
حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو جنت کا تاجدار — حضور نے بنایا
حضرت عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی چابی کا وارث — حضور نے بنایا

(X) اے ثابت! تم عزت و آبرو سے زندگی بسر کرو گے

جب قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر (پ۲۶ الحجرات:۲)

تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ پر گویا بجلی گری جس نے ان کو بے چین کر دیا۔ ان کی آواز قدرتی طور پر اونچی تھی' اس اندیشہ سے کہ میں بھی اسی آیت کا کہیں مصداق نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ میرے سارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ آپ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا گھر چلے گئے۔ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور اندر سے کنڈی لگالی۔ انہیں دن رات رونے سے کام تھا۔ کھانا پینا سونا سب ترک کر دیا اور ہر وقت روتے رہتے اور نماز بھی اس کمرے میں ادا کرتے۔ تین دن تک مسجد نبوی میں حاضر نہ ہوئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ثابت بن قیس کہاں ہے؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت سے اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر رکھا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے صرف رونے سے کام ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر انہیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا:

يَا ثَابِتُ اَلاَ تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَ تُقْتَلَ شَهِيْدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ

"کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم عزت و آبرو سے زندگی بسر کرو تمہیں شہادت کا شرف بخشا جائے اور تم قیامت کے دن جنت میں داخل ہو"۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے رب کی ان عطاؤں پر بڑا خوش ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ کے بعد جتنی مدت اس دار فانی میں بسر کی لوگ ان کی بڑی عزت و تکریم کیا کرتے اور جب اس عالم فانی سے کوچ کا وقت آیا تو مسیلمہ کذاب کے لشکر سے جہاد کرتے ہوئے شہادت کا جام نصیب ہوا اور یقیناً اسی طرح روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے گا۔ (ضیاء النبی:۵/۸۷۰)

اللہ کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیارات سے نوازا ہے اسی لیے تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس کو عزت وتکریم والا بنا دیا اور جنتی ہونے کی بشارت بھی سنادی اور پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ

قرآن کی آیات میں	میرے نبی کا فیض
ایمان کی چاشنی میں	میرے نبی کا فیض
ایقان کی حقیقت میں	میرے نبی کا فیض
دونوں جہان میں	میرے نبی کا فیض
شمس وقمر میں	میرے نبی کا فیض
خشک وتر میں	میرے نبی کا فیض
بحر وبر میں	میرے نبی کا فیض
شجر وحجر میں	میرے نبی کا فیض
حضرت ثابت بن قیس کی زندگی میں برکت	میرے نبی کا فیض
ہماری زندگی میں حرکت	میرے نبی کا فیض

ایسے فیض والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ

؎ اصل ہر بودو بہبود تخم وجود
قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(xi) حضرت علی کو نکاح کی اجازت نہ ملی

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

”بے شک بنو ہشام بن مغیرہ نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کرنے کی مجھ سے اجازت طلب کی ہے۔ پس میں اجازت نہیں دیتا۔ پھر میں

اجازت نہیں دیتا' پھر میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے۔ یقیناً وہ میرے (جسم کا) ٹکڑا ہے جو چیز اسے پریشان کرتی ہے' وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو چیز اسے دکھ پہنچائے۔ وہ میرے لیے دکھ رساں ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب النکاح' ۹/ ۳۲۷' الرقم: ۵۲۳۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ردعمل معلوم ہونے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رشتہ کے طلب کرنے سے دستبردار ہو گئے۔

صحیح بخاری میں ہے:

فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ

''پس علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ کے طلب کرنے کو چھوڑ دیا''۔

اہم نکتہ

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ

فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں' دو دو اور تین تین اور چار چار (پ:۴' النساء: ۳)

اس آیت کریمہ میں اللہ کریم نے ہر کسی کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے لیکن رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خداداد اختیار کر استعمال کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسری شادی کی اجازت نہ دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو دل وجان سے قبول کرتے ہوئے کوئی اعتراض نہ کیا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو با اختیار تسلیم کرتے تھے۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت لوگوں کے سروں پر ہی نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر بھی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ جو انعام کے لالچ میں آپ کا پیچھا کر رہے تھے۔

آپ کے متبع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے ہیں۔ کفار قریش نے آپ کا خون مباح قرار دے دیا ہے۔ سو سرخ اونٹوں کا انعام کوئی معمولی نہ تھا۔ جرائم پیشہ لوگوں کے لئے تو یہ نہایت خطیر رقم تھی۔ معاذ اللہ ان سے کہا گیا کہ وہ زندہ یا مردہ آپ کو پیش کریں۔ پھر کتنے تھے جنہوں نے آپ کا پیچھا کیا؟ انعام کے لالچ میں آپ کا پیچھا کرنے والا ایک شخص بریدہ اسلمی بھی تھا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ ستر ساتھیوں سمیت **کراع الضمیم** کے علاقے میں ملتا ہے۔ یہ جگہ مکہ مکرمہ سے کم و بیش ۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

قریش نے جس بڑے انعام کا اعلان کر رکھا تھا' یہ بھی اس انعام کے لالچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلا تھا۔

جب یہ شخص قافلۂ حق کے قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' کہنے لگا: میں بریدہ ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فال نہیں نکالتے تھے مگر بعض الفاظ سے اچھا تفاؤل لے لیا کرتے تھے۔ عربی زبان میں برد کے معنی ٹھنڈک کے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

يَا اَبَا بَكْرٍ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلُحَ

''ابو بکر! ہمارا کام ٹھنڈا اور درست ہوا''۔

پھر ارشاد فرمایا:

مِمَّنْ اَنْتَ؟

''تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟''

اس نے عرض کیا: قبیلہ اسلم سے ہوں۔ اسلم چونکہ سلامتی سے ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہم سلامت رہے''

پھر سوال کیا:

''قبیلہ اسلم کی کس شاخ سے ہو؟''

بریدہ کہنے لگا: بنو سہم سے۔ سہم کے معنی حصہ کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تیرا حصہ نکل آیا یعنی تجھ کو اسلام سے حصہ ملے گا''۔

اب بریدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کون ہیں؟

ارشاد فرمایا: ''محمد بن عبداللہ' اللہ کا رسول ہوں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف کرایا تو بریدہ نہایت متاثر ہوا اور اپنی قوم کے ستر یا اسی آدمیوں سمیت مسلمان ہوگیا۔ (السیرۃ النبویۃ' ص: ۲۸۳' ۲۸۴)

مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو قبیلہ بنو اسلم کے دو چوروں سے ملاقات ہوئی' لوگ ان کو ذلیل پیشے کی بدولت ''مہانان'' بدنام زمانہ' ذلیل آدمی کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو دونوں نے اسلام قبول کرلیا۔ جب آپ نے ان کے نام دریافت کیے تو کہنے لگے: ہمارا نام تو ''مہانان'' ہے یعنی ہم ذلیل لوگ ہیں کہ لوگوں کو لوٹتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملامت نہیں کی بلکہ اپنے خداداد اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے فرمایا: ''تم ذلیل نہیں''۔

بَلْ اَنْتُمَا الْمُكْرَمَانِ

''بلکہ تمہارا نام مکرمان یعنی ''عزت والے'' ہے۔

آپ نے ان کو مدینہ شریف آنے کی دعوت دی۔

(مسند احمد' ۴/ ۷۴' السیرۃ النبویۃ ۱/ ۴۶۵-۴۶۶)

مکہ مکرمہ کے باسی ۱۵ سالہ ابو محذورہ کا اصل نام اوس بن ربیعہ تھا۔ اپنے ساتھیوں کی معیت میں مکہ مکرمہ کے گردونواح میں بکریاں چرانا اس کے روزمرہ کے معمولات میں شامل تھا۔ ایک دن وہ وادی حنین کے قریب جعرانہ کے پہاڑوں میں اپنے

دوستوں کے ساتھ بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے اذان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ ان دل نشین کلمات کی طرف متوجہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد حسنین کا رخ کیا تھا۔ وہاں سے واپسی پر آپ جعرانہ میں مقیم تھے۔ ظہر کا وقت ہوا تو سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے اپنی خوبصورت آواز میں اذان دینا شروع کی۔ فضا کو چیرتی ہوئی یہ صدا ابو محذورہ اور اس کے ساتھیوں نے بھی سنی۔ یہ نوجوان خوش مزاج تھے۔ ابو محذورہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اتارنا شروع کر دی۔ انہوں نے مذاق ہی مذاق میں اذان کہنا شروع کر دی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ

ابو محذورہ نے بھی کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے کیمپ میں اذان دے رہے تھے۔ ابو محذورہ اپنی بکریوں میں کھڑا ان کلمات کو اسی انداز میں دہراتا جا رہا تھا۔ ابو محذورہ کی آواز بڑی خوبصورت اور صاف تھی۔ خوش قسمتی اس کی راہ دیکھ رہی تھی۔ ہوا یہ کہ اس کی اذان کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی جا پہنچی۔

جب اس نے اذان ختم کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کو حکم دیا: ”جس لڑکے نے ابھی ابھی اذان دی ہے اسے میرے پاس بلا کر لاؤ“۔ وہ وادی کی دوسری طرف گئے اور بکریاں چرانے والے ان لڑکوں کو لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکوں سے پوچھا: ”ابھی ابھی تم میں سے کس نوجوان نے اذان کے کلمات دہرائے تھے؟

لڑکے خجالت اور حیا کے مارے خاموش رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت اور محبت دیکھیں کہ آپ نے انہیں ڈانٹنے کے بجائے ایک سے کہا: ”تم اذان سناؤ“ اس نے اذان دینا شروع کی مگر اس کی آواز اچھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے سے کہا: ”اب تم اذان دو“۔ یہ آواز اس کی بھی

نہ تھی جس کی سماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

اب آپ نے تیسرے لڑکے سے فرمایا: ''تم اذان دو'' اس نے اذان دینا شروع کی اس کی آواز بڑی خوبصورت تھی۔ اس کی کنیت ابومحذورہ تھی۔ اسی نے پہلے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اتاری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے استفسار فرمایا:

''ابھی ابھی تمہی نے اذان دی تھی؟''

ابومحذورہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کہنے لگا: جی ہاں! وہ میں ہی تھا۔

ابومحذورہ کے دوسرے ساتھی تو بھاگ گئے مگر ابومحذورہ کو بیٹھے رہنے کا حکم ہوا یہ ابھی تک مسلمان نہ ہوا تھا۔ اسے یہ خوف تھا کہ کہیں میرے قتل کا حکم جاری نہ ہو جائے کیونکہ اس نے مذاق میں بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اتاری تھی مگر رحیم وشفیق اور کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومحذورہ کی طرف اپنے مبارک ہاتھ کو بڑھاتے ہوئے اس کا عمامہ اتارا اور اس کے لیے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاهْدِهٖ اِلَى الْاِسْلَامِ

''اے اللہ! اسے برکت عطا فرما اور اسے اسلام کی ہدایت عطا فرما''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ابومحذورہ کے سر پر پھیرا اور ایک بار پھر وہی دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاهْدِهٖ اِلَى الْاِسْلَامِ

ادھر ابومحذورہ آپ کی محبت اور آپ کی دعا سے اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت کہنے لگا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کی بدولت وہ چند ہی منٹوں میں کفر اور شرک کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے نورانی راستے کا راہی بن گیا۔ کہاں اس کو یہ خوف اور ڈر تھا کہ کہیں اسے سزا نہ دی جائے کیونکہ اس نے اذان کا مذاق اڑایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا تھا کہ آپ جس سے جو

چاہتے کام لے سکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوبی تھی کہ آپ نے ہر شخص سے وہی کام لیا جس کا وہ اہل تھا۔ جسے وہ بآسانی انجام دے سکتا تھا۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز بڑی خوبصورت تھی۔ مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ حرم مکی میں خوبصورت اذان دینے والے شخص کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ابومحذورہ اس ذمہ داری کو بڑی خوبی سے پورا کر سکتے ہیں تو ان کا انتخاب کر لیا اور ابومحذورہ سے ارشاد فرمایا:

اِذْهَبْ مُؤَذِّنًا فِیْ اَهْلِ مَكَّةَ اَنْتَ مُؤَذِّنُ اَهْلِ مَكَّةَ

''جاؤ تم اہل مکہ کے مؤذن ہو۔ تمہیں مکہ والوں کے لئے مؤذن مقرر کیا جاتا ہے''۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف میں مؤذن کی ذمہ داری سنبھال لی۔ مکہ مکرمہ کے گورنر سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بطور مؤذن تقرر کے احکامات مل چکے تھے۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اب مؤذن حرم مکی تھے۔

ان کے لئے یہ فخر اور اعزاز کی بات تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بالوں پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا تھا۔ انہوں نے مسرت وشادمانی کے احساس سے سرشار ہو کر یہ ذمہ داری سنبھال لی اور زندگی کے آخری سانس تک مؤذن حرم مکی رہے۔ کہاں ایک معمولی چرواہا اور کہاں اللہ کے عزت وحرمت والے گھر میں پانچوں نمازوں کے لئے اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے کا منصب جلیل! یہ شرف وفضیلت ان کی وفات کے بعد نسل در نسل چلتی رہی اور ان کی اولاد تین سو سال تک حرم مکی میں مؤذن رہی۔

(الاصابہ ۷/۳۰۳، صحیح مسلم الرقم: ۳۷۶)

سینے کو علم کا سمندر بنانے کا اختیار

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ احادیث روایت کرتا ہے۔ اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ (دیگر)

مہاجرین اور انصار کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس مقدار میں روایت نہیں کرتے جتنی احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں (جبکہ بات یہ ہے کہ) میرے مہاجر بھائی بازار میں خرید وفروخت میں مصروف رہتے ہیں جبکہ میں صرف پیٹ بھر کھانے پر قناعت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ جب وہ بارگاہ رسالت سے دور ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا اور میں یاد رکھتا تھا۔ جب وہ بھول جاتے تھے اور میرے انصاری بھائی اپنی زمینوں پر کام کاج میں مصروف ہوتے تھے اور میں صفہ کے مسکینوں میں سے ایک مسکین شخص تھا۔ جب وہ بھولتے تھے تو میں یاد رکھتا تھا۔

ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا: جو شخص میری اس گفتگو کے ختم ہونے تک اپنا کپڑا بچھائے رکھے گا۔ پھر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگائے گا' اسے میری حدیث یاد رہے گی۔ سو میں نے چمڑے کا وہ کپڑا بچھا دیا جو میرے اوپر تھا۔ حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو ختم کی تو میں نے اس کپڑے کو اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد مجھے کچھ نہیں بھولا''۔ (صحیح بخاری ۱/۵-۷۴-۶۷)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والے غلام کو

کوئی وظیفہ بتایا — نہیں
کوئی دوائی دی — نہیں
کوئی علاج کیا — نہیں
کوئی پرہیز بتایا — نہیں
کچھ سوچنے کا موقع مانگا — نہیں
صرف چلو بھر چادر پہ ڈالا — اس چلو میں کیا تھا؟
کوئی بادام — نہیں تھے

کوئی معجون	نہیں تھی
کوئی خوراک	نہیں تھی
کوئی کشتہ	نہیں تھا
کوئی طاقت والا شربت	نہیں تھا

تو پھر کیا تھا؟

یہ صرف رب کی رحمت بانٹنے کا اختیار ہی تھا جو آپ نے استعمال کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قوت حافظہ سے مالا مال کر دیا۔

اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں

ہاتھ جس طرف اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی طاقت پہ لاکھوں سلام

استعانتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

ابتدائیہ

وسیلہ انسان کی ضرورت ہے	ہر انسان وسیلے کا محتاج ہوتا ہے
بچہ اپنی تعلیم و تربیت کے لئے	والدین کے وسیلے کا محتاج ہوتا ہے
ہر کمزور	طاقتور کے وسیلے کا محتاج ہوتا ہے
غریب	امیر کے لئے وسیلہ ہوتا ہے
امیر	غریب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے
مرد	عورت کے لئے وسیلہ ہوتا ہے
جانور	انسان کے لئے وسیلہ ہوتے ہیں

غرضیکہ قانون فطرت کے مطابق دنیا کے تمام معاملات کا دارومدار کسی نہ کسی طرح وسیلہ پر ہے جبکہ ہر ضرورت کو پورا کرنے والا حقیقتاً اللہ ہی ہے..... بچے کی پرورش کا وسیلہ بلاشبہ والدین ہیں لیکن حقیقت میں اس کی پرورش کرنے والا اللہ ہی ہے..... غریب کی روزی کا وسیلہ دولت مند ہیں جبکہ حقیقت میں روزی دینے والا اللہ ہی ہے..... مرض سے نجات کا وسیلہ دوا اور ڈاکٹر ہے جبکہ حقیقت میں شفا دینے والا اللہ ہی ہے..... وسیلہ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے جتنی روح انسان کے جسم میں، لیکن اس کے باوجود اللہ کی وحدانیت پر اس کا کوئی اثر نہیں۔

یعنی جو لوگ ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں وہ ان وسائل کا سہارا لینے کے باوجود اپنے دعویٰ میں سچے اور بلاشبہ مومن ہیں اور اسی لیے اہل ایمان کو خصوصی طور پر وسیلہ اختیار کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیا گیا ہے۔

وسیلے کا معنی اور مفہوم

(i) لغوی معنی

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

اَلْوَسِیْلَۃُ مَا یُتَقَرَّبُ بِہٖ اِلَی الْغَیْرِ

جس چیز سے غیر کا تقرب حاصل کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔

(لسان العرب ۱۱/ ۷۲۵، ۷۲۴)

(ii) شرعی معنی

توسل کے معنی کثیر ہیں: یہ حاجت، رغبت، منزلت اور قربت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

وسیلے کا ثبوت

توسل اور وسیلہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے کسی شے تک پہنچنے کا سبب اور ذریعہ ہے اور یہ کسی کے قرب کے حصول کا باعث بھی بنتا ہے۔ ایک بندہ مومن کا مقصودِ حیات اللہ کی معرفت، قرب اور اس کی رضا و خوشنودی ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جابجا متلاشیان حق کو اپنے حضور تک تقرب اور رسائی کا وسیلہ تلاش کرنے کے بارے میں رہنمائی فراہم کی ہے۔

(الف) وسیلے کا ثبوت...... (قرآن کی روشنی میں)

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر وسیلہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ آیئے قرآن کی روشنی میں وسیلے کا ثبوت دیکھتے ہیں۔

(i) مومنو!...... وسیلہ تلاش کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے (حضور) تک (تقرب اور رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

(پ:۶، المائدہ:۳۵)

اس آیت کریمہ میں اللہ کریم نے اہل ایمان کو وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا کہ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ وسیلہ کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جائے...... اس کی مدد طلب کی جائے...... خود ایمان بھی استقامت اور رضائے الٰہی کی طلب کا ایک وسیلہ ہے۔ یعنی

ایمان ملتا ہے تو وسیلہ سے
انعام ملتا ہے تو وسیلہ سے
ایقان ملتا ہے تو وسیلہ سے
رب کا قرب ملتا ہے تو وسیلہ سے
رب کی عطا ملتی ہے تو وسیلہ سے

رب کی رضاملتی ہے تو وسیلہ سے

(ii) اللہ کے احسانات......وسیلہ ہیں

ارشادِ خداوندی ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا

اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔(پ:۴ آل عمران:۱۰۳)

بندہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرتا رہے اور ان نعمتوں کو یاد کرنے کے بعد اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اس وسیلے سے اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا پائے گا۔ اس لیے مومن کو چاہیے کہ

جنت حاصل کرنے کے لئے اللہ کے احسانات کو یاد کرے

بخشش حاصل کرنے کے لئے اللہ کے احسانات کو یاد کرے

رحمت حاصل کرنے کے لئے اللہ کے احسانات کو یاد کرے

محبت حاصل کرنے کے لئے اللہ کے احسانات کو یاد کرے

(iii) ہم اللہ ہی کی طرف......راغب ہیں

اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○

اوران ہی میں سے بعض ایسے ہیں جو صدقات (کی تقسیم) میں آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ پھر اگر انہیں ان (صدقات) میں سے کچھ دے دیا جائے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں اس میں سے کچھ نہ دیا جائے تو وہ فوراً خفا ہو جاتے ہیں اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا تھا اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (مزید) عطا فرمائے گا۔ بے شک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی کا واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ اور اس کا دینا بھی اللہ ہی کا دینا ہے۔ اگر یہ عقیدہ رکھتے اور طعنہ زنی نہ کرتے تو یہ بہتر ہوتا)۔ (پ:۱۰'التوبۃ'۵۸-۵۹)

تشریح وتوضیح

مومن کا شیوہ یہی ہونا چاہئے کہ بارگاہِ الٰہی سے اور جناب رسالت مآب سے جو نعمت عطا فرمائی جائے اس پر شکر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ پر کل اعتماد کرتے ہوئے اس کے مزید فضل وکرم اور اس کے محبوب رسول کی بیش از بیش جود وعطا کا امیدوار رہے۔

(ضیاء القرآن ۲/۲۲۱)

(ب) وسیلے کا ثبوت...... (حدیث کی روشنی میں)

حضور کے وسیلہ سے	رحمت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	برکت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	عزت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	محبت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	شفقت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	دولت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	قدر و منزلت ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	نجات ملتی ہے
حضور کے وسیلہ سے	جنت ملتی ہے

(i) عمل غیر سے...... نفع ملتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔

۱...... صدقہ جاریہ

۲...... علم نافع

۳...... نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے

(صحیح مسلم ۲/۴۱، مسند احمد بن حنبل ۲/۳۷۲، سنن ابوداؤد ۲/۴۲، سنن نسائی ۲/۱۳۲)

تشریح وتوضیح

اس حدیث مبارکہ میں جن تین اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان اعمال کو موت بھی ختم نہیں کرسکتی ان کا اجر وثواب وصال کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

☆...... پہلا عمل صدقہ جاری ہے مثلاً کوئی مسجد...... درسگاہ...... کوئی سڑک...... ہسپتال وغیرہ کا مفادِ عامہ کے لئے تعمیر کرنا...... یا دین کی ترویج' اشاعت اور احیائے اسلام کے لئے مالی تعاون کرنا...... غریب ومفلس لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے رفاہی ادارے قائم کرنا۔ جب تک یہ ادارے قائم رہیں گے ان کاموں کا ثواب اسے ہمیشہ ملتا رہے گا۔

☆...... دوسرا عمل علم نافع ہے۔

کوئی عالم	درس وتدریس کرے
کوئی مصنف	کتاب لکھے
کوئی محقق	تحقیق کرے
کوئی استاد	شاگرد کو پڑھائے
کوئی کاریگر	کسی کو ہنر سکھائے

تو جب تک مصنف کی کتاب پڑھی جاتی رہے گی لوگ اس سے دینی وعلمی مسائل سیکھتے رہیں گے۔ اس کا فائدہ ملتا رہے گا...... جب تک محقق کی تحقیق سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کا ثواب محقق کو ملے گا...... جب تک استاد کے شاگرد علم وتحقیق میں آگے بڑھتے رہیں گے اس کا نفع استاد کو ملے گا...... جب تک ہنر سیکھنے والا اس ہنر سے حلال روزی کماتا رہے گا اس کا فائدہ حاصل ہوتا رہے گا۔

☆...... تیسرا عمل نیک اولاد ہے۔ اولاد کا ماں باپ کے لئے دعائے خیر کرنا ہے۔

ذرا غور فرمایئے

صدقہ جاریہ اور علم نافع کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے۔ اس لیے سب کا

اتفاق ہے کہ یہ وسیلہ بن سکتے ہیں اور بعدازاوقات نفع کا سبب بنتے ہیں مگر نیک اولاد کے اعمال عمل غیر کے زمرے میں آتے ہیں جو والدین کے لئے وسیلہ بنتے ہیں۔ اولاد کے نیک اعمال والدین کی بخشش کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔

(ii) عذاب میں تخفیف...... ٹہنی کے وسیلہ سے

حضرت یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے دو درختوں کو حکم دیا وہ آپ کے حکم سے ایک دوسرے سے مل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پردہ بن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

پھر ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی گردن کو زمین پر رگڑتا ہوا حاضر ہوا۔ وہ اتنا بلبلایا کہ اس کے اردگرد کی جگہ گیلی ہوگئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک کی طرف آدمی بھیجا کہ اسے بلا لائے۔ جب وہ آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا یہ اونٹ مجھے ہبہ کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اس سے بڑھ کر اپنے مال میں سے کوئی چیز محبوب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے اس کے معاملہ میں بھلائی کی توقع رکھتا ہوں۔ اس صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے تمام مال سے بڑھ کر اس کا خیال رکھوں گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قبر سے ہوا جس کے اندر موجود میت کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی ٹہنی طلب فرمائی اور اسے اس قبر پر رکھ

دیا اور فرمایا: جب تک یہ ٹہنی خشک نہیں ہو جاتی اسے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی''۔

(مسند امام احمد بن حنبل ۴/۱۷۲، الرقم: ۱۷۵۹۵، الترغیب والترہیب ۳/۱۴۴، ۱۴۵، الرقم: ۳۳۳۱)

اہم نکتہ

درج بالا حدیث مبارکہ سے وسیلے کا ثبوت ملتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہنی کا سبز رہنا عذاب میں تخفیف کا سبب بتایا ہے۔ جب ایک بے جان چیز ٹہنی بطور وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق عذاب میں تخفیف کا باعث ہو سکتی ہے پھر جاندار، اعلیٰ مرتبوں والی ہستیاں بھی بطور وسیلہ کام آ سکتی ہیں۔

(iii) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ...... ہمارے پیش رو ہوں گے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (احد) تشریف لے گئے اور احد والوں کے لئے نماز پڑھی جس طرح (عام) مردوں پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں اپنے حوض (کوثر) کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں (یا زمین) کی کنجیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے تمہارے حصول دنیا میں ایک دوسرے سے مقابلے کا اندیشہ ہے۔

(صحیح بخاری ۱/۴۵۰۸، الرقم: ۱۲۷۹، صحیح مسلم ۲/۲۵۰، مسند احمد بن حنبل ۴/۱۵۳-۴، الرقم: ۱۳۹)

دنیا میں ہمیں	حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے
قبر میں ہمیں	حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے
میدان حشر میں ہمیں	حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے
میزان عمل پر ہمیں	حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے
پل صراط پر ہمیں	حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے

حوض کوثر پر ہمیں حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے
جنت میں جانے کے لئے ہمیں حضور کے وسیلہ کی ضرورت ہے
کیونکہ

لجپال حسین دا نانا ایں
جنہوں جان دا کل زمانہ ایں
نال وسیلے اس دے جنت جانا ایں
پڑھو لا الہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

(ج) وسیلے کا ثبوت...... عمل انبیاء کی روشنی میں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے توسل کا عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق سے قبل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ اور بعد از وصال...... ہر دور میں جاری وساری رہا...... اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں کی معافی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے توسل کرنا، ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی خطاء کی معافی کے لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو رب کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کیا اور رب رحیم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کی بھول چوک کو معاف کر دیا۔

(i) سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ...... حضور کے وسیلہ سے قبول ہوئی

یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں
جسم ہو کہیں اپنا دل تو ہے مدینے میں

میرے آقا و مولا کا گھر تو ہے مدینے میں
ہاں مگر وہ رہتے ہیں عاشقوں کے سینے میں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے (بارگاہِ الٰہی) میں عرض کیا:

"اے پروردگار! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما"۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پہچان لیا حالانکہ ابھی تک تو انہیں (ظاہراً) پیدا بھی نہیں کیا گیا؟''

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

''اے پروردگار! جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھے تخلیق کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی' میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے ہر ستون پر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ اسی کا نام ہو سکتا ہے جو تمام مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے''۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے آدم! تو نے سچ کہا ہے مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہیں۔ ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا مانگو' آگاہ ہو جاؤ میں نے تمہیں معاف فرما دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا''۔

(تبیان القرآن ۱/۱۸۹' بحوالہ دلائل النبوۃ ص :۴۸۹' مستدرک حاکم ۲/۶۷۲' الرقم: ۴۲۲۸' خصائص الکبریٰ ۱/۶)

؎ کملی والے دا شان سوایا اے
جبرائیل جھولا جھولایا اے

ایدا وسیلہ آدم پایا اے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

قابل قدر بہنو!

پتہ چلا کہ

گناہوں کی بخشش ہوتی ہے — تو حضور کے وسیلے سے
بیماری سے شفاء ملتی ہے — تو حضور کے وسیلے سے

رزق میں برکت ہوتی ہے	تو حضور کے وسیلے سے
غلطیوں کی معافی ملتی ہے	تو حضور کے وسیلے سے
گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے	تو حضور کے وسیلے سے
ہر جگہ کامیابی ملتی ہے	تو حضور کے وسیلے سے

(ii) بصارت یعقوب لوٹ آئی......نسبت رسول سے

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا

میری یہ قمیص لے جاؤ سو اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے۔ (پ:۱۳'یوسف:۹۳)

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا

پھر جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا۔ اس نے وہ قمیص یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو اس وقت ان کی بینائی لوٹ آئی۔

(پ:۱۳'یوسف:۹۶)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ جس چیز کو انبیاء کرام' صلحاء عظام سے نسبت ہو جائے اس سے توسل کرنا توحید کے منافی نہیں کیونکہ قمیص کو بھیجنے والے نبی علیہ السلام۔ اس وسیلہ سے فائدہ اٹھانے والے بھی نبی علیہ السلام ہیں اور بیان کرنے والا ماحی شرک یعنی قرآن ہے۔

درس ہدایت

غیر نبی سے بھی وسیلہ پکڑنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور سنت انبیاء علیہم السلام کو شرک قرار دینا انبیاء سے بغض و عناد اور نادانی و کم فہمی کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ اس آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ دو جلیل القدر انبیاء کرام......حضرت یعقوب علیہ

السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا وسیلہ پکڑنے کی سنت بیان ہو رہی ہے۔ اتنی بڑی صریح دلیل کی موجودگی میں کوئی مسلمان عقیدۂ توسل سے انکار کی جسارت نہیں کر سکتا۔

(iii) حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت گاہ...... وسیلہ بن گئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور اس کی نگہبانی زکریا (علیہ السلام) کے سپرد کر دی جب بھی زکریا (علیہ السلام) اس کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو وہ اس کے پاس (نئی سے نئی) کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔ انہوں نے پوچھا: اے مریم! یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آتی ہیں؟ اس نے کہا: یہ (رزق) اللہ کے پاس سے آتا ہے۔ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ (پ:۳ آل عمران ۳۷)

اس سے اگلی آیت میں قرآن مجید نے اس مقام پر حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر کیا:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی: عرض کیا: میرے مولا! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔ (پ:۳ آل عمران ۳۸)

(د) وسیلے کا ثبوت...... عمل صحابہ کی روشنی میں

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری حیات مبارکہ میں توسل کیا گیا اور نہ صرف کسی ایک خاص معاملے میں بلکہ جملہ دینی اور دینوی امور میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ معمول تھا کہ وہ

بیماری میں	حضور کے وسیلہ سے دعا کرتے
دکھ میں	حضور کے وسیلہ سے دعا کرتے
تکلیف میں	حضور کے وسیلہ سے دعا کرتے
ایمان واسلام میں	حضور کے وسیلہ سے دعا کرتے
گناہوں کی بخشش میں	حضور کے وسیلہ سے دعا کرتے
معاشی بدحالی میں	حضور کے وسیلہ سے دعا کرتے

الغرض تمام دینی و دنیاوی حاجات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعائیں کیں۔ کبھی یہ نہیں فرمایا کہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اس لیے اپنے گھروں میں رہ کر اس سے مانگا کرو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والوں کو کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صحیح جگہ پہنچنے کی ہدایت و رہنمائی فرمائی ہے اور آپ کی مراد پوری ہو جائے گی تو معلوم ہوا کہ انبیاء و رسل سے توسل جائز اور پسندیدہ عمل ہے۔

(i) صحابی کو بینائی ملی...... حضور کے وسیلہ سے

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے صحیح کر دے (یعنی میری بینائی لوٹ آئے)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو تیرے لیے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو تیرے لیے (ابھی) دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا: (آقا) دعا فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: پھر یہ دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ: يَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے۔ یا محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں تاکہ پوری ہو۔ اے اللہ! میرے حق میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس خدا کی قسم! ابھی ہم وہاں سے اٹھے بھی نہ تھے اور نہ ہی اس بات پر کچھ دیر گزری تھی کہ وہ آدمی اس حال میں آیا کہ جیسے اسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

(مسند احمد بن حنبل، ۴/ ۱۳۸، الرقم: ۱۷۲۷۹-۱۷۲۸۲، سنن ترمذی، ۵/ ۵۶۹، الرقم: ۳۵۷۸، سنن ابن ماجہ، ۱/ ۴۴۱، الرقم: ۱۳۵۸)

تشریح و توضیح

درج بالا دعا میں قابل غور بات یہ ہے کہ دعا کے کلمات خود سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے اور توجہ بارگاہِ الٰہی کو نبی الرحمۃ کے توسل سے قبولیت سوال کو

یقینی بنایا۔ وسیلے کے لئے صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو ہی پیش نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شان رحمت اللعالمین عطا کی ہے اس شان کو بھی وسیلہ بنایا گیا ہے۔

بندہ اللہ کریم کو ہی اپنا حاجت روا سمجھ رہا ہے اور دست سوال بھی اسی کے آگے دراز کیا ہے کہ بے شک ہر چیز پر قدرت صرف اللہ کو حاصل ہے مگر سائل نے جب یہ کہا: اے رب کریم! میں تیرے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اپنی حاجت پیش کرتا ہوں۔

وہ دعا جو وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی جائے رب کی رحمت کو یہ گوارا نہیں کہ وہ دعا قبول نہ ہو۔ یہاں تک کہ دعا کی قبولیت میں عالم اسباب بھی حائل نہیں ہوا اور نہ ہی زیادہ وقت اور عرصہ صرف ہوا بلکہ یہ وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی کہ اس شخص کی بینائی فوراً بحال کر دی گئی۔

؎ اس وسیلے دا کر اقرار میاں
نئیں زندگی دا کوئی اعتبار میاں
پالے پاک نبی نال پیار میاں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

(ii) باران رحمت کا نزول...... بوسیلہ مصطفیٰ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب بھی قحط کا سامنا کرنا پڑتا اور بارش رکتی تو وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتے اور بارگاہِ خداوندی میں التجا کرتے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان خود بھی دعا کر سکتے تھے مگر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہم سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اللہ کریم کے خاص اور عام بندوں میں فرق ہوتا ہے۔ عام بندے کی دعا رد بھی کی جا سکتی ہے مگر جو اللہ کے محبوب اور پسندیدہ

بندے ہوتے ہیں ان کی دعا کو فوراً شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ اس لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں دعا کے لئے حاضر ہوتے اور جب ان کی دعا سے بارش ہو جاتی تو رحمت خداوندی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کرتے۔

یہ بعثت کے بعد کا واقع ہے کہ ایک دفعہ قحط پڑا۔ ایک روز ایک روتا پیٹتا حضور رحمت مجسم مشکل کشا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے لوگوں کی تکالیف اور خشک سالی کی حشر سامانیوں اور تباہ کاریوں کا نقشہ جس موثر پیرائے میں بصورت اشعار کھینچا وہ اس طرح ہے۔

یارسول اللہ! جن حالات میں ہم آپ کے پاس طلب دعا مناجات کے لئے آئے ہیں وہ کچھ اس قسم کے ہیں کہ افلاس کے باعث جوان لڑکیاں کام کرنے پر مجبور ہو گئی ہیں اور بھوک کی ناتوانی نے بچے کو اس حد تک نڈھال کر دیا ہے کہ بے حس حرکت گرا پڑا ہے اور اس کے منہ سے کوئی تلخ یا شیریں بات نہیں نکل رہی ہے۔ لوگ جو کچھ کھاتے ہیں اس میں سے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور اگر کچھ ہے تو وہ آفت رسیدہ خراب ثمر ہے یا پھر خود رو بے کار گھاس۔

وَلَيْسَ لَنَا اِلَّا اِلَيْكَ فِرَارُنَا
وَاَيْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَى الرُّسُلِ

(آقا! ہماری بھاگ دوڑ تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے اور لوگوں کی بھاگ دوڑ رسولوں کے سوا اور کہاں تک ہو سکتی ہے)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فریاد سن کر بے قرار ہو گئے اور چادر گھسیٹتے ہوئے منبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں دست دعا پھیلا دیئے۔

[illegible] غفور و رحیم ہے۔ موسلا دھار اور لگاتار برسنے والا نفع رساں۔

سحاب کرم [illegible] مردہ دعا نچوں میں زندگی کی روح ڈال دے۔ پستانوں کو

دودھ سے بھردے اور زمین کو تازگی بخش دے''۔

ابھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رخ انور پر ہاتھ بھی نہیں پھیرے تھے کہ بادلوں کے پرے ہر طرف چھا گئے۔ ابر کرم کے پہاڑوں نے آفاق کو ڈھانپ لیا اور اس طرح برسنا شروع کر دیا جیسے برساتی نالوں کے کشادہ دہانے کھول دیئے گئے ہوں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف جل تھل ہو گیا اور ہر چیز پانی میں نہا گئی۔

؎ وسیلہ کوئی نہیں اے تیری بھول میاں
نال وسیلے بارش دا نزول میاں

ایدے صدقے نیکی قبول میاں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

بارش کا تسلسل قائم رہا حالانکہ گردوپیش کے لوگ بھاگم بھاگ آئے اور عرض کی:

''یارسول اللہ! کثرت باراں کے باعث ہر چیز غرق ہونے کے قریب ہو گئی ہے۔ جلدی سے دعا کیجئے کہ بارش رک جائے ورگرنہ پانی سب کچھ بہالے گا۔ پانی سے محروم لوگ اس بارگاہِ کرم سے اس طرح سیراب ہوئے کہ اپنی وادیوں اور نہروں کی تنگ دامانی کی شکایت کرنے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی فوری قبولیت بارش کے نزول اور اس کی کثرت اور اپنے غلاموں کے متضاد ردعمل کا یہ عجیب منظر دیکھ کر اتنا مسرور ہوئے کہ جانفزا مسکراہٹ سے فضاؤں میں انوار اور نغمے بکھر گئے۔ ہر شے پر بہار آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کے عالم میں فرمایا:

ابو طالب کا بھلا ہو اگر وہ یہاں ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی ہوتیں ہمیں ان کا شعر کون سنائے گا؟

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ سن کر جھوم اٹھے اور عرض کی: شاید آپ یہ شعر سننا پسند فرما رہے ہیں:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِل

وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرہ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے فریادرس ہیں۔

(iii) والدہ کو ایمان ملا...... حضور کے وسیلہ سے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ مشرکہ تھیں میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ ایک دن میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں روتا ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا لیکن وہ انکار کردیتی تھیں آج میں نے انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے آپ کے متعلق ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناگوار گزرا۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

''اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما''۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لے کر خوشی سے (گھر کی طرف) روانہ ہوا۔ جب میں گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا۔ ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی۔ انہوں نے کہا:

اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھہرو پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری ماں نے غسل کیا اور قمیض پہنی اور جلدی میں بغیر دوپٹہ کے آگئیں پھر دروازہ کھولا اور کہا:

اے ابوہریرہ!

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خوشی سے روتا ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمادی"۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور کلمہ خیر ارشاد فرمایا:

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کی محبت ڈال دے"۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے اور مومنوں کی محبت ان کے دل میں ڈال دے۔ پھر ایسا کوئی مسلمان پیدا نہیں ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

(صحیح مسلم، ۴/ ۱۹۳۸، الرقم: ۲۴۹۱، مسند احمد بن حنبل، ۲/ ۳۱۹، الرقم: ۸۲۴۲، مستدرک حاکم، ۲/ ۶۷۷، الرقم: ۴۲۴۰)

درسِ ہدایت

قابل قدر ماؤ اور بہنو!

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت رکھتا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے۔ قیامت تک ہر زمانے میں اس کے چاہنے والے موجود ہوتے ہیں کیونکہ

جو حضور سے پیار کرے — سارا زمانہ اس سے پیار کرتا ہے
جو حضور سے پیار کرے — اسے عزت ملتی ہے
جو حضور سے پیار کرے — اسے رفعت ملتی ہے
جو حضور سے پیار کرے — اسے رب کی رضا ملتی ہے
جو حضور سے پیار کرے — اسے نعمت ملتی ہے
جو حضور سے پیار کرے — اسے جنت ملتی ہے

شاعر نے کیا خوب کہا:

بہہ جا پاک نبی دے کول میاں
جہدے پورے ہوندے بول میاں
ناں دردر جندھڑی رول میاں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

وسیلے سے دعا کا جواز

انبیاء کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے
صحابہ کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے
تابعین کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے
اولیاء کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے
علماء کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے
محبوبان الٰہی کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے
نیک اعمال کے وسیلے سے — دعا قبول ہوتی ہے

(الف) انبیاء کے وسیلے سے..... دعا کا جواز

اللہ کریم کی محبوب و مکرم اور برگزیدہ ہستیاں انبیاء کرام علیہم السلام تقرب الی اللہ اور

دعا کی قبولیت کا وسیلہ بنتے ہیں۔

(i) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو...... وسیلہ بنایا گیا

جب اللہ کریم کے مقرب بندے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو یقیناً اللہ رب العزت کا دریائے رحمت ان کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹنے دے گا بلکہ اس دعا کو شرف قبولیت بخشے گا۔ ان کی حاجات کو پورا فرمائے گا...... اور ان پر نازل شدہ آفات و بلیات سے نجات عطا کرے گا۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم فقط ایک کھانے (یعنی من وسلویٰ) پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے تو آپ رب سے (ہمارے حق میں) دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے زمین سے اگنے والی چیزوں میں سے ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز پیدا کر دے۔ (پ:۱ البقرہ:۶۱)

تشریح وتوضیح

اس آیت کریمہ میں "فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ" کے الفاظ "توسل بالدعاء" کا سبب بن رہے ہیں۔ ان میں صراحتاً امت موسوی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رب کے حضور دعا مانگنے کی گزارش کر رہی ہے چونکہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے توسل کیا جا رہا ہے تو پتہ چلا کہ

انبیاء کے وسیلے سے — دعا کو شرف قبولیت ملتا ہے
انبیاء کے وسیلے سے — حاجات پوری ہوتی ہیں

انبیاء کے وسیلے سے آفات سے نجات ملتی ہے
انبیاء کے وسیلے سے بیماریوں سے شفاء ملتی ہے

(ii) قرض کی ادائیگی......حضور کے وسیلہ سے ہوئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) وفات پا گئے۔ ان کے اوپر قرض تھا اس لیے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

(یارسول اللہ!) میرے والد نے (وفات کے بعد) پیچھے قرضہ چھوڑا ہے اور میرے پاس (اس کی ادائیگی کے لئے) کچھ بھی نہیں ماسوائے اس پیداوار کے جو کھجور کے (چند) درختوں سے حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے تو کئی سال میں بھی قرض ادا نہیں ہوگا۔ آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تا کہ قرض خواہ مجھ پر سختی نہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کے) کھجوروں کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے گرد چکر لگایا پھر دعا کی پھر دوسرے ڈھیر (کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا: قرض خواہوں کو تول کر دیتے جاؤ۔ اس طرح سب قرض خواہوں کا پورا قرض ادا کر دیا گیا (مگر پھر بھی اس ڈھیر میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی) اور اتنی کھجوریں بچ بھی گئیں جتنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دی تھیں۔

(صحیح بخاری ۳/۱۳۱۲، الرقم: ۳۳۸۷، مسند احمد بن حنبل ۳/۳۶۵، الرقم: ۱۴۹۷۷)

اسی لیے تو ہم کہتے ہیں:

بڑیاں شاناں نے رب دے یار دیاں
مرے سوہنے مٹھن من ٹھار دیاں
سارے نبیاں دے سردار دیاں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

(ب) صحابہ کرام کے وسیلے سے...... دعا کا جواز

مسلمانوں میں بلند بخت اور سعادت مند وہ ہستیاں بھی ہوتی ہیں جو اطاعت خداو اطاعت رسول میں ایام زندگی گزارتے ہیں۔ جب وہ کسی حکم خداوندی کی خلاف ورزی نہیں کرتے تو پھر اللہ کریم بھی ان کی اور ان کے صدقے سے کی گئی دعاؤں کو رد نہیں فرماتا۔ چند ایمان افروز واقعات ملاحظہ فرمایئے:

(i) صحابی کے وسیلے سے...... سیرابی مل گئی

حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ ایک صحابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ (اللہ تعالیٰ سے) اپنی امت کے لئے سیرابی مانگیں کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو گئی ہے۔ پھر خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے میرا اسلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم سیراب کیے جاؤ گے اور عمر سے (یہ بھی) کہہ دو (دین کے دشمن تمہاری جان لینے کے درپے ہیں) عقلمندی اختیار کرو! پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا:

اے اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں"۔

(ہدایۃ الامۃ ۱/۸۶۳' بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۳۵۶' الرقم: ۳۲۰۰۲' دلائل النبوۃ ۷/۴۷'
کنز العمال ۸/۴۳۱' الرقم: ۲۳۵۳۵)

(ii) سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے......وسیلے سے دعا

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بارش کی دعا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا جان کو وسیلہ بناتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا۔ فرمایا: تو ان پر بارش برسا دی جاتی''۔

(بخاری ۱/۳۴۲، الرقم: ۹۶۴، سنن کبریٰ ۳/۳۵۲، الرقم: ۶۲۲۵، ابن حبان ۷/۱۱۰، الرقم: ۲۸۶۱)

(iii) روضۂ اقدس کے پاس جا کر دعا کرنا

حضرت ابو جوزاء اوس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی ناگفتہ بہ حالت کی) شکایت کی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور (یعنی روضۂ اقدس) کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی (سوراخ) آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی یہاں تک کہ خوب سبزہ اگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے:

(محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے لہٰذا اس سال کا نام ہی عام الفتق (پھٹ پڑنے کا سال) رکھ دیا گیا۔

(سنن دارمی ۱/۵۶، الرقم: ۹۲، مشکاۃ المصابیح ۴/۴۰۰، الرقم: ۵۹۵)

(ج) محبوبان الٰہی کے وسیلے...... سے دعا کا جواز

(ا) حضرت اویس قرنی سے دعا کروانے کا حکم

حضور نبی کریم رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی امت مرحومہ کے بہت بڑے غمخوار ہیں نے ہماری بھلائی اور خیر خواہی کے لئے کئی راستے اور ذریعے متعین فرمائے ان میں سے ایک ذریعہ مقربین وصالحین کے وسیلے سے دعا کرانے کا بھی ہے۔ حضرات گرامی سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا فاروق واعظم رضی اللہ عنہ جیسے اکابر کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعا کرانے کی ترغیب دی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں وہ یمن کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ضعیف والدہ کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر صحابی بننے کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اس سچے عاشق سے محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعا سے اپنی امت کی بخشش کی خوشخبری دی اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اگر ہو سکے تو ان سے اپنی مغفرت کے لئے ضرور دعا کرا لینا۔

اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب اہل یمن میں سے کوئی کمک آتی تو وہ ان سے سوال کرتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ ایک دن حضرت اویس ان کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: آپ قبیلہ مراد سے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: کیا آپ قرن سے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ

نے پوچھا: کیا آپ کو برص (پھلبہری) کی بیماری لگی تھی؟ اور ایک درہم کے برابر داغ کے علاوہ باقی ٹھیک ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اہل یمن کی امداد (فوجی دستے اور کمک) کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن کے ایک شخص آئیں گے' جن کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ ان کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کے علاوہ باقی ٹھیک ہو چکی ہوگی' قرن میں ان کی ایک والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی چیز پر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرما دے گا اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے مغفرت کی دعا کرانا' سو اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: کوفہ میں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں کوفہ کے عامل (گورنر) کی طرف آپ کے لئے خط نہ لکھ دوں؟ حضرت اویس قرنی نے کہا: خاک نشین لوگوں میں رہنا مجھے پسند ہے۔ جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص آیا: اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: میں ان کو کم سامان کے ساتھ شکستہ گھر میں چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تمہارے پاس کمک کے ساتھ قبیلہ مراد سے اویس بن عامر قرن سے آئیں گے۔ ان کو برص کی بیماری تھی ایک درہم کی مقدار کے علاوہ وہ بیماری سب ٹھیک ہو گئی ان کی ایک والدہ ہیں وہ ان کے ساتھ نیک' اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا' پھر وہ شخص حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: میرے لیے استغفار کیجئے۔ انہوں نے کہا: تم ابھی نیک سفر کر کے لوٹے ہو' تم میرے

لیے استغفار کرو پھر کہا: کیا تمہاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تھی؟ اس نے کہا: ہاں! پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے استغفار کی تب لوگوں کو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے مقام کا علم ہوا اور وہ وہاں سے چلے گئے اسیر نے کہا: میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک چادر اوڑھائی جب بھی ان کو کوئی شخص دیکھتا تو کہتا: اویس رضی اللہ عنہ کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ ۴/ ۲۲۵، الرقم: ۶۳۶۹)

یہاں اس مقام پر ہمارے لیے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات مُستنبط ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود صالحین اور مقربین کا وسیلہ پکڑنے کا حکم فرمایا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم جن کے طفیل کائنات وجود میں آئی جو ہمارے لیے دین حق لے کر مبعوث ہوئے اور جو اپنے اللہ کو سب سے بڑھ کر پیارے ہیں جن کا منصب تلاوت آیات ہے وہ خود فرما رہے ہیں کہ میرے غلام اویس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا۔

حالانکہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ دعاؤں کا سننے والا وہی ہے مگر اسکے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اویس قرنی سے دعا کرانا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مقربین اور صالحین کے توسل سے دعا کرانا عین منشاء خدا اور منشاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(ii) نیکوں کی سنگت......وسیلہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

اے ہمارے رب! اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (توشۂ اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے۔ (پ ۴، آل عمران ۱۹۳)

نکتہ

یہ دعا جب اللہ کے صالح اور مقرب بندوں کی زبان سے نکلتی ہے تو اجابت کی منزل کو پہنچتی ہے اور اپنی عمومیت کی بنا پر گنہگار نیکوکار بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ سب بخشش و مغفرت الٰہی کا مژدہ جانفزا سنتے ہیں گویا اجتماعی دعا کا توسل سب کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتا ہے۔

نیکوں کے صدقے　　مغفرت ہو جاتی ہے
نیکوں کے صدقے　　رحمت مل جاتی ہے
نیکوں کے صدقے　　برکت مل جاتی ہے
نیکوں کے صدقے　　گناہ معاف ہو جاتے ہیں
نیکوں کے صدقے　　کامیابی مل جاتی ہے
نیکوں کے صدقے　　جنت مل جاتی ہے

؎ جو وسیلہ نیکاں نوں بناندا اے
اوہ خالی کدی نہ جاندا اے
اوہ جھولیاں بھر لے جاندا اے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

(د) نیک اعمال کے وسیلے سے...... دعا کا جواز

جس طرح کسی نیک بندۂ مومن کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے اسی طرح نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا بھی جائز ہے۔

چند دلائل پیش خدمت ہیں:

(i) نیکیوں کے وسیلے سے...... مغفرت طلب کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نماز پڑھنے کے لئے نکلا اور اس نے یہ دعا کی: اے اللہ! تجھ پر سائلین کا جو حق ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور میرے اس (نماز کے لئے) جانے کا جو حق ہے اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ میں بغیر اکڑانے اور اترانے اور بغیر دکھانے اور سنانے کے (محض) تیری ناراضگی کے ڈر اور تیری رضا کی طلب میں نکلا ہوں، سو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو جہنم سے مجھے اپنی پناہ میں رکھنا اور میرے گناہوں کو بخش دینا اور بلاشبہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا (سو جو شخص یہ دعا کرے گا) اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے۔ (سنن ابن ماجہ جلد اول، الرقم: ۷۷۸، الترغیب والترہیب ۲/۴۵۲، مسند احمد، الرقم: ۱۱۰۹۹)

(ii) مصیبت سے نجات...... بوسیلہ دعا سے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آ لیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گر کر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آ گئی تو وہ چٹان غار کے دہانے پر پیوست ہو گئی اور ان کے نکلنے کی راہ مسدود ہو گئی۔

تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لو جو عمل تم نے صرف لوجہ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو تاکہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا:

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوہتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھر آیا جب رات چھا چکی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سو چکے تھے تو میں نے ایسے ہی دودھ دوہا جیسے میں پہلے دودھ دوہتا تھا تو میں دوہا ہوا دودھ لے کر آیا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ میں اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میرے بچے میرے قدموں میں فریاد و واویلا کر رہے تھے۔ میری اور ان کی یہی حالت' کیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کر دے کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشادگی کر دی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا:

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے محبت کرتا تھا۔ جتنی آدمی

عورتوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اس کا وجود (حوالے کردینے کا کہا تو اس نے انکار کردیا۔ یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ ودو شروع کردی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کر لئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا تو جب میں اس کے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا:

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑ دو تو میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم کو اس قبر سے نکال لے تو اللہ نے اس چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشادگی کر دی۔

تیسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا:

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کرلیا تو کہا مجھے میرا حق دے دے۔

میں نے اس پر اس کا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا۔ میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور ان کا چرواہا خرید لیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا: اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔

تو میں نے کہا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے تیری رضا کے لئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس

قہر سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سرکا کر ان کو رہائی عطا فرمادی۔

(صحیح بخاری ۴/۱۸۹۲، الرقم: ۴۷۹۵، صحیح مسلم ۵/۲۷۵، الرقم: ۲۷۴۳، مسند امام احمد ۵/۳۱۹، الرقم: ۳۷۹۵)

فائدہ

اہل ایمان جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

ان تین افراد نے جن اعمال کا وسیلہ دے کر اللہ سے دعا مانگی ان کے وہ تینوں کام اخلاص وہدایت پر مبنی تھے۔ ان کے خلوص پر اللہ کی نظر رحمت ہوئی تو ہر ایک کی دعا سے اتنی بڑی چٹان تھوڑی تھوڑی سرکنا شروع ہوئی اور وہ تینوں صحیح سلامت غار سے باہر آ گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ دعا میں بڑی قوت وطاقت ہے۔ اخلاص سے مانگی گئی دعا ایک چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا دیتی ہے جو کام بیسیوں آدمی نہ کر سکیں وہ ایک دعا کر جاتی ہے۔

تبرکات سے وسیلے کا جواز

تبرکات سے وسیلے کا ثبوت بے شمار روایات میں موجود ہیں۔ انبیاء اکرام علیہم السلام کے تبرکات اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات کو بطور وسیلہ پیش کرنا جائز اور ثابت شدہ عمل ہے۔

(۱) حضور کے مقام وسیلہ سے......وسیلہ

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام وسیلہ پر فائز ہونے کی دعا اور اس کا توسل ایک مومن کو رحمت الٰہیہ کا سزاوار بنا دیتا ہے اور اسے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حقدار ٹھہراتا ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو۔ بے شک جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ بے شک یہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے خاص بندے کے لئے مخصوص ہے۔ اور مجھے امید ہے وہ خاص بندہ میں ہی ہوں۔ پس جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی''۔

(صحیح مسلم ۱/۱۶۶، سنن ابوداؤد ا/۵، الرقم:۵۲۴، جامع ترمذی ۲/۲۰۲، سنن نسائی ۱/۱۱۰، مسند احمد بن حنبل ۲/۱۶۹)

(۲) حضور کے موئے مبارک سے......وسیلہ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے گھر والوں نے مجھے ایک پیالے میں پانی دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا (راوی) نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے اس پیالی کی طرح بنائیں جس کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ڈالا گیا تھا (اور بیان کیا کہ):

چنانچہ جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی تکلیف ہوتی تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک برتن میں پانی بھیج دیا جاتا (تو وہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ڈال دیتیں اور بیمار شخص کو وہ پانی پینے سے فوراً شفاء ہو جاتی) پس میں نے اس بوتل میں جھانک کر دیکھا تو میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) چند سرخ موئے مبارک کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ (صحیح بخاری ۵/۲۲۱۰، الرقم:۵۵۵۷)

(۳) فتح ان کے قدم چومتی

امام عینی بیان کرتے ہیں کہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

موئے مبارک میں سے کچھ موئے مبارک تھے۔ اسی وجہ سے وہ جس طرف رخ کرتے ، فتح ان کے قدم چومتی اور اس کی تائید وہ چیز بھی کرتی ہے جسے ملا علی القاری نے سیرۃ میں بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے بال مانگے جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (حکم پہ آپ کے) موئے مبارک لوگوں میں تقسیم کیے۔ اسی لیے وہ جس رخ قدم بڑھاتے فتح بھی اسی رخ ہو جاتی۔

اوہ حبیب خدا سرور انبیاء جس دا صدیاں توں سی انتظار آ گیا
سکے ہوئے چمن وچ بہار آ گئی روندے ہوئے دلاں نوں قرار آ گیا

جس دی خاطر بچھایا گیا فرش نوں جس دی خاطر سجایا گیا عرش نوں
جس دی خاطر بنائے گئے دو جہاں بن کے لولاک دا تاجدار آ گیا

(معارج السنن ۲/۸۸۲ بحوالہ العینی فی عمدۃ القاری ۱۵/۲۷۶)

(۴) حضور کے نعلین مبارک سے ...... وسیلہ

امام قسطلانی لکھتے ہیں:

نعلین پاک کی فضیلت ؟؟ برکت جو بیان کی گئی ہے اس میں سے ایک وہ ہے جو شیخ ابوجعفر بن عبدالمجید نے بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعلین پاک کا نمونہ اپنے ایک طالبعلم کو دیا۔ ایک دن وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا: کل میں نے نعلین پاک کی عجیب برکت دیکھی۔ میری بیوی شدید درد کی وجہ سے قریب المرگ تھی۔ میں نے نعلین پاک کو درد کی جگہ پر رکھا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس نعلین کے مالک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسے شفاء عطا فرما دی۔

(معارج السنن ۲/۸۷۶ بحوالہ مواہب اللدنیہ ۲/۳۶۶، ۳۶۷)

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا ...

امام ابوبکر احمد بن امام ابومحمد عبد بن حسین قرطبی کہتے ہیں۔ ایسے جوتے جن کو بلند و بالا عظمت کو ہم تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عظمت کو تسلیم کر کے ہی ہم بلند ہو سکتے ہیں۔

فَضَعْهَا عَلٰی اَعْلَی الْمَفَارِقِ اَنَّهَا
حَقِیْقَتُهَا تَاجٌ وَصُوْرَتُهَا نَعْلُ

اس لیے انہیں سروں کے اوپر رکھنا چاہئے کیونکہ در حقیقت یہ (سر کا) تاج ہیں اگرچہ دیکھنے میں نعلین ہیں۔ (ایضا)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب عقیدت کا اظہار فرمایا:

؎ جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

(۵) مقام ابراہیم سے......وسیلہ

اللہ رب العزت اور بندگان خدا سے نسبت رکھنے والی ہر چیز یا ان کی استعمال شدہ چیزوں سے وسیلہ پکڑنا اللہ کریم کے محبوب بندوں کا شیوہ ہے مثلاً:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کو وسیلہ بنانا قرآن میں مذکور ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقام نماز بنالو۔ (پ ۱البقرہ:۱۲۵)

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کو "جائے نماز" بنانے کی تلقین کی گئی ہے کہ نماز کی قبولیت کے لئے یہ زیادہ موزوں جگہ ہے۔ نماز تو اللہ کی پڑھی جاتی ہے۔ چاہے جہاں بھی پڑھی جائے مگر یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقام وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔

مقام ابراہیم

وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی اسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ یہ وہ مبارک پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم کے نقوش پا ثبت ہو گئے اور یہ آج بھی کعبہ مکرمہ کے دروازے کے سامنے پیتل کی جالی میں محفوظ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر کعبہ کی دیواریں مکمل کیں۔ کعبہ کے چاروں طرف جدھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ضرورت ہوتی اسی جانب پتھر چلا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کے ساتھ اس نسبت کی وجہ سے قرآن مجید میں اس جگہ نماز پڑھنے کی بطور خاص تلقین فرمائی۔

اس سے ثابت ہوا کہ وہ مقام اور جگہیں جن کے ساتھ اللہ کے محبوب بندے کی نسبت ہو جائے نہایت قابل احترام اور باعث ادب ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے ان کو متبرک جان کر اللہ کی بارگاہ میں بھی قبولیت دعا کے لئے وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

حضور کے پسینہ مبارک سے وسیلہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا اور میری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟

انہوں نے عرض کی: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبوں میں ڈالیں گے اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔ (صحیح مسلم ۲/۲۵۷، مسند احمد بن حنبل ۳/۱۳۶)

وسیلے پر دلائل

وسیلے پر عقلی اور نقلی دلائل درج ذیل ہیں:

(الف) وسیلے پر نقلی دلائل

قرآن وحدیث کے جمیع احکام اور عمل صحابہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے کام آنا...... ایک دوسرے کا وسیلہ ومدد مانگنا...... اور مدد کرنا جائز ہے۔ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ بندہ زندہ ہو یا قبر میں آرام کر رہا ہو دونوں صورتوں میں وہ اپنے وجود پر مکمل با اختیار نہیں ہوتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اختیارات ہوتے ہیں۔ یہ اختیارات اللہ رب العزت کی عطا سے قائم ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں چند ایک مزید دلائل پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

(۱) وسیلے پر دلائل...... (قرآن کی روشنی میں)

ذکر الٰہی کے وسیلے سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ

اور (یہ) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے؟ (پ:۴۔آل عمران:۱۳۵)

تشریح وتوضیح

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان جب گناہوں میں مبتلا ہو جائے اور اس کا دامن عصیاں سے آلودہ ہو جائے تو ایسی صورتحال میں ذکر الٰہی سے توسل اس کی بخشش ومغفرت کا سبب بن جاتا ہے۔ آیۂ مذکورہ میں ذکر الٰہی کو گناہوں کی معافی کا وسیلہ ٹھہرایا گیا ہے۔

(۲) حضرت جبرائیل وسیلہ بن رہے ہیں

حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کے اذن سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے سلسلے میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس انسانی روپ میں آئے تو ان سے کہا:

اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۝

میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں (اس لیے آیا ہوں) کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں (پ۱۶، مریم:۱۹)

اس آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام عطاء فرزند کی نسبت اپنی طرف کر رہے ہیں جو کہ ظاہری اسباب کے بغیر ہے۔ یعنی باپ کے بغیر صرف پھونک مارنے سے بچہ عطا کرنا یہ مافوق الاسباب چیز ہے مگر اس میں اللہ کا مقرب فرشتہ جبرائیل علیہ السلام وسیلہ بن رہے ہیں۔ لہٰذا ایک خود ساختہ عقیدے کی بنا پر آیات قرآنی کی حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا لہٰذا توسل ایک مشروع قرآنی حقیقت ہے۔

وسیلے پر دلائل......(حدیث کی روشنی میں)

احادیث کی روشنی میں وسیلے پر دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) کنوئیں کا پانی بڑھ گیا

صحابی رسول حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی۔ مجھے خبر ملی کہ آپ میری قوم کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ لشکر کو واپس بلا لیں میں اپنی قوم کے اسلام لانے اور اطاعت قبول کرنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہی کرو۔ انہوں نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا تو ان کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے اسلام قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی۔

اس کے بعد وہ طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا ایک کنواں ہے۔ جب سردیوں کا موسم ہو تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہمیں پانی پینے کے لئے اردگرد (کے قبائل میں) جانا پڑتا ہے جبکہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور ہمارے اردگرد (کے قبیلے) سب ہمارے دشمن ہیں۔

آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کنویں کا پانی بڑھا دے تاکہ ہم اسی کو جمع کر لیں اور ہمیں پانی پینے کے لئے ادھر ادھر نہ جانا پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کنکریاں منگوائیں اور انہیں اپنے ہاتھ میں تھمایا اور پھر دعا فرمائی اور پھر

فرمایا:ان کنکریوں کو لے جاؤ اور جب تم اپنے کنویں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے ان کنکریوں کو اس میں ڈالتے جانا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا۔حضرت حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا تو اس کے بعد (ہمارے کنویں کا پانی اتنا بڑھ گیا کہ) ہم اس کی تہہ کو کبھی نہ دیکھ سکے۔

حضور کے غلاموں اور دوستوں پر قربان جائیں یوں کہیں تو سینہ زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔

جاواں صدقے نبی ﷺ دیاں یاراں دے
جہاں ویکھے نے رنگ بہاراں دے

جیہڑے نال رہے سرکاراں دے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

(معارج السنن ۲/۸۳۴: بحوالہ تاریخ دمشق ۳۴/۳۴۶، مسند حارث ۲/۶۲۶، الرقم: ۵۹۸، مجمع الزوائد: ۵/۲۰۴)

(۴) کثرت سجود سے اپنے معاملے میں میری مدد کرو

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استنجاء اور وضو کے لئے پانی لاتا۔ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: (اے ربیعہ!) مانگو کیا مانگتے ہو۔ میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور؟ میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) مجھے یہی خواہش ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جنت تو عطا کردی) اب تم کثرت سجود سے اپنے معاملے میں میری مدد کرو۔

(صحیح مسلم ۱/۳۵۳، الرقم: ۴۸۹، مسند احمد بن حنبل ۴/۵۹، الرقم: ۱۶۶۲۸، سنن ابوداؤد ۲/۳۵، الرقم: ۱۳۲۵، سنن نسائی ۲/۲۲۷، الرقم ۱۱۳۸)

(ب) وسیلے پر عقلی دلائل

دنیاوی امور میں وسیلہ تلاش کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے بندوں میں یہ عادت پیدا کرنے کے لئے ہی ہر چیز وسیلہ سے' عطا فرمائی۔ مثلاً

انسانوں کی ہدایت کے لئے	نبیوں کو وسیلہ بنایا
انبیاء کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے	حضرت جبرائیل کا وسیلہ اختیار کیا
اپنے محبوب پر قرآن کے نزول کے لئے	حضرت جبرائیل کا وسیلہ اختیار کیا
دین کی تبلیغ کے لئے	اولیاء و علماء وسیلہ بنایا
دین غالب رکھنے کے لئے	مجاہدین کو وسیلہ بنایا

غرض اللہ قادر مطلق ہے۔ وہ ذرائع و وسائل کا محتاج نہیں۔ اس نے صرف بندوں پر ان کی اہمیت ظاہر کرنے اور ان کو تعلیم دینے کے لئے استعمال فرمایا۔ اسی طرح دنیا میں انسان بھی ایک دوسرے سے مدد طلب کرتے ہیں اور وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً

بیمار	ڈاکٹر کو وسیلہ بناتا ہے
غریب و تنگدست	امیر' دولت مند کو وسیلہ بناتا ہے
رزق کے حصول کے لئے	محنت کو وسیلہ بنایا جاتا ہے
جہالت دور کرنے کے لئے	عالموں کو وسیلہ بنایا جاتا ہے
علم کے حصول کے لئے	کتابوں کو وسیلہ بنایا جاتا ہے
دشمن پر غلبہ کے لئے	اسلحہ کو وسیلہ بنایا جاتا ہے

فتح وکامرانی کے لئے	افرادی قوت کو وسیلہ بنایا جاتا ہے
بچہ دودھ حاصل کرنے کے لئے	چلانے رونے کو وسیلہ بناتا ہے
بچے کی پرورش کے لئے	والدین کو وسیلہ بنایا جاتا ہے
کمزور کی مدد کے لئے	طاقتور کو وسیلہ بنایا جاتا ہے
نقل وحمل کے لئے	ٹرانسپورٹ کو وسیلہ بنایا جاتا ہے

جبکہ حقیقی طور پر شفاء اللہ دیتا ہے......دولت اللہ دیتا ہے...... رزق اللہ دیتا ہے......روشنی اللہ دیتا ہے......علم اللہ دیتا ہے......دشمن پر فتح اللہ دیتا ہے...... پرورش کرنے والا اللہ ہے......ایک جگہ سے دوسری جگہ اللہ لے کر جاتا ہے۔

اسی طرح روزمرہ کے معاملات میں غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ وسیلہ انسان کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتا ہے۔ مثلاً

بجلی کے حصول کے لئے مختلف قسم کے وسیلے اختیار کیے جاتے ہیں۔ بجلی گھر سے بجلی مختلف طریقوں سے ہم تک پہنچتی ہے...... اسی طرح کسی وزیر سے ملنا ہو تو اس کے سیکرٹری یا تعلق والے بندے کو وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ عدالت میں فیصلہ کے لئے وکیل کو وسیلہ بنایا جاتا ہے......ڈگریوں کے حصول کے لئے امتحانات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

غرض انسان کی زندگی کا پہیہ وسیلہ کے بغیر کامیابی سے نہیں چل سکتا۔

زندگی میں جب بھی مشکل مقام آیا
تو مقربین الٰہی کا وسیلہ میرے کام آیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَکْشِفُ الشَّدَآئِدَ اِلَّا ھُوَ ○ وَلَا یَدْفَعُ الْمَکَآئِدَ اِلَّا ھُوَ ○ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا ھُوَ ○ وَلَا یُنَوِّرُ الْقَلْبَ اِلَّا ھُوَ ○ لَا حَافِظَ اِلَّا ھُوَ ○ وَلَا نَاصِرَ اِلَّا ھُوَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ○

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

نعت رسول مقبول ﷺ

تری خوشبو توں سب مہکن فضاواں یا رسول اللہ
ترے دم نال نیں ٹھنڈیاں ہواواں یا رسول اللہ

میں کجھ وی نئیں جے تیرے نال میری کوئی نسبت نئیں
میں سب کجھ ہاں جے میں تیرا سداواں یا رسول اللہ

جنہاں نیں تیریاں قدماں نوں سینے نال لایا اے
نصیباں والیاں ہویاں اوہ تھاواں یا رسول اللہ

مدینے آ کے ایہو رات دن میری عبادت اے
تیرے روضے توں نہ اکھیاں ہٹاواں یا رسول اللہ

اجل دے آون تو پہلاں جے تیری دید ہو جاوے
میں ایس موت توں قربان جاواں یا رسول اللہ

تیری شفاعت آقا میری بخشش دا وسیلہ اے
لکھو شفاعت لئی میرا وی ناواں یا رسول اللہ

کویں سوز آشنا تحریر ہو جائے ظہوریؔ دی
قلم جامی دا میں کتھوں لیاواں یا رسول اللہ

ابتدائیہ

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں کی کئی جہتیں ہیں۔خدا کے اس محبوب بندے کو جس جہت سے بھی دیکھو وہ حسن وزیبائی کا مرقع نظر آتا ہے۔دل اس کی عظمتوں کو سلام عقیدت پیش کرنے کے لیے بے قرار ہیں اور زبانیں اس کے حسن وجمال کے تذکرے میں لذت محسوس کرتی ہیں۔

اللہ کے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا ایک نقش یہ بھی ہے کہ آپ شفیع المذنبین بھی ہیں...... گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے...... زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے خالق ومالک کی نافرمانی میں گزارنے والے...... اعمال صالحہ کی دولت سے تہی دامن اور بدکاریوں سے بھری جھولیوں والے...... زندگی بھر شیطان کی خوشی اور رحمٰن کی ناراضگی کے کام کرنے والے عصیاں کار...... جب یوم حساب کی سختیوں کا تصور کرتے ہیں...... اپنے نامہ اعمال کی تہی دامنی ان کے خرمن آس پر بجلی بن کر گرتی ہے...... اور بے بسی اور بے کسی کے اس عالم میں جب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا آسرا ان کی ڈھارس بندھاتا ہے تو ان کے دلوں کی دنیا میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیپ جگمگا اٹھتے ہیں اور یہی محبت انسان کا منتہائے مقصود ہے...... یہی کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے...... اور یہی محبت خدا کی رحمت اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے بڑا بہانہ ہے۔ ہاں یہ بات بھی یقینی ہے کہ جب سرور کائنات کی محبت سینوں میں پیدا ہو جاتی ہے تو بندۂ مومن کو گناہوں سے بیزار اور نیکیوں کا طلبگار بنا دیتی ہے۔

شفاعت کا ثبوت

(قرآن کی روشنی میں)

اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے روز محشر اپنے گنہگار بندوں کو بخش دے گا کہ بندے اسی کے مجرم ہیں...... وہی بخشنے والا ہے...... اس بخشش میں اس پر کسی کا اجارہ نہیں...... کسی کا زور نہیں...... وہی تنہا اس مغفرت اور کرم گستری کا مالک ہے...... لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزت (Respect) اور وجاہت دکھلانے کے لیے، اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کے لیے، اپنے خاص بندوں کی خصوصیت جتلانے کے لیے ان کو روز محشر یہ اعزاز بخشے گا...... یہ مقام عطا فرمائے گا...... انہیں اجازت دے گا...... اذن مرحمت فرمائے گا کہ وہ اس کے گنہگار بندوں کی شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کی شفاعت قبول فرما کر بے حساب گنہگاروں کو بخش دے گا۔

اللہ کریم کی اجازت کے بغیر شفاعت کا عقیدہ رکھنا بھی گمراہی ہے اور شفاعت کا انکار کرنا بھی گمراہی ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں شفاعت کا ثبوت ملتا ہے۔ چند آیات درج ذیل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور اس کے اذن کے بغیر سفارش کرے۔

(پ:۳، البقرہ:۲۵۵)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط

اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ (پ:۱۱، یونس:۳)

ایک اور مقام پر اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ......

اس دن سفارش سودمند نہ ہوگی۔ سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جسے رحمان نے اذن و (اجازت) دے دی ہے۔ (پ:۱۶، طٰہٰ:۱۰۹)

انبیاء کرام علیہم السلام......اور......شفاعت

انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت کے ثبوت میں آیات درج ذیل ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور شفاعت

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور دیگر سب مومنین کو بھی، جس دن حساب ہوگا۔ (پ:۱۳، ابراہیم:۴۱)

حضرت نوح علیہ السلام اور شفاعت

حضرت نوح علیہ السلام کی شفاعت کے بارے میں قرآن کریم میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط

اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے اور میرے والدین کو (اور ان کو بھی) جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوئے اور تمام ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو (بھی) (پ:۲۹، نوح:۲۸)

فرشتے......اور......شفاعت

فرشتوں کی شفاعت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات درج ذیل ہیں۔

فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۝

پس تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کر لی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (پ:۲۴، المؤمن:۷)

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ

اور وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں (سب) اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اس پر خود بھی ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔

(پ:۲۴، المؤمن:۷)

سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور شفاعت

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اکرم بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (پ:۵، النساء:۶۴)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی اے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ دنیا بھر کے قصور کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد بھی نادم و تائب ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہوں تو ان پر اپنا در کرم وا رکھ۔ جب ان کی شفاعت و بخشش کے لیے تیرا ہاتھ میری بارگاہ جود و عطا میں اٹھے گا تو خواہ وہ کتنے گنہگار اور بدکار کیوں نہ ہوں تیرے رب کی رحمت ان کو مایوس نہیں کرے گی بلکہ ان کی توبہ قبول (Accept) کر لی جائے گی اور ان بے گانوں کو اپنا بنا لیا جائے گا۔ حضور نبی اکرم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھی بلکہ تا ابد ہے۔ اہل دل اور اہل نظر ہر لمحہ اور ہر آن اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ (ضیاء القرآن: ۱/۳۵۹)

در رسول پر حاضر ہو کر شفاعت طلب کرنا

مذکورہ آیت کریمہ میں در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر شفاعت طلب کرنے کا جواز بھی ملتا ہے۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عاصیوں اور گنہگاروں کو یہ ہدایت دی ہے کہ جب ان سے خطا اور گناہ ہو جائے تو وہ اللہ کے پیارے حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر استغفار کریں اور تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست (Request) کریں کہ آپ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان پائیں گے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے ان میں الشیخ ابو منصور الصباغ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الشامل میں عتبی کی یہ مشہور حکایت لکھی ہے۔

''میں نبی آخر الزمان، شہنشاہ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بیٹھا ہوا تھا کہ

ایک اعرابی نے آ کر کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد سنا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ...... الآیۃ

اور میں آپ کے پاس آ گیا ہوں اور اپنے گناہ پر اللہ عزوجل سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ سے شفاعت طلب کرنے والا ہوں، پھر اس نے دو شعر پڑھے:

اے وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں
جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے

میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں اس میں عفو ہے اس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے پھر وہ اعرابی چلا گیا۔ عتبی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی، میں نے خواب میں رسول نذیر، سراج منیر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جا کر اس کو خوشخبری دو کہ اللہ عزوجل نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔" (تبیان القرآن: ۲/۷۱۴، بحوالہ تفسیر ابن کثیر: ۲/۳۲۹-۳۲۸، الجامع الاحکام القرآن: ۵/۱۲۶۵، البحر المحیط: ۳/۶۹۴)

شفاعت کا ثبوت...... (احادیث کی روشنی میں)

بارگاہ الٰہی میں کسی کی شفاعت کے لیے لب کشائی کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اللہ کریم کے مقرب و مقبول بندے مالک و مولا کے اذن سے شفاعت کریں گے۔ جس کے ثبوت میں قرآن کریم کی بے شمار آیات موجود ہیں۔ اس کے ساتھ شفاعت کے ثبوت میں بے شمار احادیث مبارکہ بھی موجود ہیں۔ جو معناً متواتر ہیں۔ شفاعت کے ثبوت میں چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

ہم غریبوں کو...... محمد کا سہارا مل گیا

ہم سوئے حشر چلیں گے شہ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہو گا رواں قافلہ سالار کے ساتھ

بخت بیدار ہے یاور ہے مقدر اس کا
جس نے دیکھا ہے انہیں دیدۂ بیدار کے ساتھ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی طرح قیامت کے دن مومنوں کو جمع فرمائے گا۔ وہ کہیں گے: کاش ہم اپنے رب کے پاس کوئی سفارش لے جاتے تاکہ وہ ہمیں اس حالت سے آرام عطا فرماتا۔

چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے:
اے آدم علیہ السلام! کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھتے، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ لہٰذا ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجئے تاکہ وہ ہمیں ہماری اس حالت سے آرام عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس لائق نہیں، پھر وہ اپنی لغزش کا ان کے سامنے ذکر کریں گے جو ان سے ہوئی البتہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ نے زمین والوں پر بھیجا تھا۔

چنانچہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں اور وہ اپنی لغزش یاد کریں گے جو ان سے ہوئی، البتہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں۔

سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے: میں اس قابل نہیں اور اپنی لغزشوں کا ذکر لوگوں سے کریں گے۔ البتہ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے ہیں اور اللہ نے انہیں توریت دی تھی اور ان سے

کلام کیا تھا۔

سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور ان کے سامنے اپنی لغزش کا ذکر کریں گے جو ان سے ہوئی۔ البتہ تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں بارگاہ الٰہی میں لب کشائی کے قابل نہیں، تم سب لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے محبوب ہیں کہ ان کی عظمت کے صدقے ان کی امت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردیے گئے ہیں۔

چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ چلوں گا اور اپنے رب سے اذن چاہوں گا تو مجھے اذن دے دیا جائے گا۔ پھر اپنے رب کو دیکھتے ہی اس کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا اسی حالت میں مجھے رہنے دے گا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا:

> اِرْفَعْ یَا مُحَمَّدُا وَقُلْ یُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ
>
> محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اٹھ کر کہیں، آپ کو سنا جائے گا، مانگیں، عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کریں آپ کی شفاعت منظور کی جائے گی۔

پس میں اپنے رب کی تعریف ان کلمات تعریف سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لیے حد مقرر کی جائے گی تو میں اس کے مطابق لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری بار لوٹوں گا اور اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا:

> اِرْفَعْ یَا مُحَمَّدُا وَقُلْ یُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اٹھ کر کہیں، آپ کو سنا جائے گا، مانگیں آپ کو دیا جائے گا، شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

پھر میں اپنے رب کی حمد ان کلمات حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی پس میں انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری بار لوٹوں گا تو اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اسی حالت پر مجھے برقرار رکھے گا،

پھر کہا جائے گا:

اِرْفَعْ يَا مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اٹھیے! کہیے آپ کو سنا جائے گا، سوال کیجیے عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

تو میں اپنے رب کی ان کلمات حمد سے تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں انہیں جنت میں داخل کروں گا پھر میں لوٹ کر عرض کروں گا:

اے رب! اب جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ان کے جنہیں قرآن نے روک دیا ہے اور انہیں ہمیشہ وہیں رہنا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جہنم سے وہ نکلے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر بھی خیر ہوگی۔ پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا اور اس کے دل میں ذرّہ برابر خیر ہوگی۔ (صحیح بخاری:۶/۲۶۹۵-۲۶۹۶، الرقم:۶۹۷۵، صحیح مسلم:۱/۱۸۰، الرقم:۱۹۳، سنن ابن ماجہ:۲/۱۴۴۲، الرقم:۴۳۱۲، مسند احمد بن حنبل:۳/۱۱۶، الرقم: ۱۲۱۷۴)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے حضور کی شان شفاعت میں کہے گئے الفاظ سنیے۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ
وَاَنَّكَ مَأْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ
وَاَنَّكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً
اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَايِبِ

مذکورہ حدیث پاک سے پتہ چلا کہ

قابل فخر رسالت	میرے نبی کے پاس
قابل فخر نبوت	میرے نبی کے پاس
قابل فخر طاقت	میرے نبی کے پاس
مقام محمود کی بشارت	میرے نبی کے پاس
رب کے پاس بیٹھنے کی اجازت	میرے نبی کے پاس
حمد کا جھنڈا	میرے نبی کے پاس
رعب و دبدبہ	میرے نبی کے پاس
ساری زمین بطور مسجد	میرے نبی کے پاس
تیمم کی سہولت	میرے نبی کے پاس
شفاعت کی اجازت	میرے نبی کے پاس

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نوح کو بھی موج طوفان سے کنارا مل گیا
حضرت موسیٰ کو بھی لطف نظارا مل گیا
الغرض ہر بے چارے کو چارا مل گیا
ہم غریبوں کو محمد کا سہارا مل گیا

امت کی شفاعت کا......سامان نرالا ہے

ہر نبی کو ایک مقبول دعا دی گئی، ہر نبی نے وہ دعا مانگی اور قبول کر لی گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت نوح علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت اسماعیل علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت داؤد علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت سلیمان علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت ہود علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے	وہ دعا مانگ لی

الغرض ہر نبی نے اپنی دعا مانگ لی مگر کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دعا نہیں مانگی۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيْبَ، فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہوتی ہے جسے اس نے کیا تو قبول کر لی گئی، پس میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے مخصوص کر دی ہے۔'' (صحیح بخاری: ۵/۲۳۲۳، الرقم: ۵۹۴۶)

؎ محشر میں محمد ﷺ کا عنوان نرالا ہے
امت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے
خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے
انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے

نوبہار شفاعت پہ...... لاکھوں سلام

اشکباری مژگان پہ برسے درود
سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَتَانِيْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِيْ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ؟ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا .

”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اللہ کی طرف سے پیغام لے کر آنے والا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری آدھی امت کو بغیر حساب جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کرنے کے درمیان اختیار دیا؟ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہوا نہیں مرے گا۔“ (سنن ترمذی: ۴/ ۶۲۷، الرقم: ۲۴۴۱)

پھر ایسی مجسم رحمت ہستی کے بارے میں یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ

؎ ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شفاعت پہ لاکھوں سلام

سب رسولوں سے اعلیٰ...... ہمارا نبی

نبی آخر الزماں، والیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات ہے۔

ادھر مصطفےٰ کی ثناء ہو رہی ہے
نماز عاشقوں کی ادا ہو رہی ہے
فلک پر فرشتے ہیں سرخم
زمین پر خدا کی خدائی فدا ہو رہی ہے

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا فرمایا اور ان کو بلند سے بلند رتبہ عطا فرمایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت نوح علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت ہود علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت صالح علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت اسماعیل علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت یونس علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت ایوب علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ بھی بلند ہے

الغرض...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام ملا ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین بنا کر بھیجا۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا اَوَّلُهُمْ خُرُوْجًا، وَاَنَا قَائِدُهُمْ، اِذَا وَفَدُوْا، وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا، وَاَنَا مُشَفِّعُهُمْ، اِذَا حُبِسُوْا، وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ، اِذَا اَيِسُوْا . اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ، وَاَنَا اَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّيْ .

قیامت کے روز سب سے پہلے میں ہی اپنی قبر سے باہر نکلوں گا، جب سب لوگ بارگاہ ایزدی میں اکٹھے ہوں گے تو میں ان کا پیشوا ہوں گا۔ جب سب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا، اور جب سب (حساب و کتاب سے) رکے ہوئے ہوں گے تو میں ہی ان کی شفاعت کروں گا، اور جب سب لوگ مایوس ہوں گے تو میں ہی ان کو نجات کی خوشخبری دوں گا۔ بزرگی اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی، میں اپنے رب کے نزدیک سب اولاد آدم علیہ السلام سے زیادہ مکرم و معزز ہوں۔ (سنن دارمی: ۱/ ۳۹، الرقم: ۴۸، تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۸)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب پہنچے تو انہیں کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا) ان میں سے بعض نے کہا: تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے اپنا خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام (کلیم اللہ) ہونے سے زیادہ تعجب خیز تو نہیں۔ ایک نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ

اوراس کی روح ہیں، کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، سلام کر کے فرمایا: میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، اور واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں، اور بے شک وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا، وہ بھی یقیناً اسی طرح ہیں۔ مگر سنو! اچھی طرح آگاہ ہو جاؤ کہ (میری شان یہ ہے) میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور (اس پر) کوئی فخر نہیں۔

میں قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں، سب سے پہلے میں ہی جنت کا کنڈا کھٹکھٹاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھول دے گا پس وہ مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقیر و غریب مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و معزز ہوں لیکن کوئی فخر نہیں کرتا۔

(سنن ترمذی: ۵/ ۵۸۷، الرقم: ۳۶۱۶، سنن دارمی: ۱/ ۳۹، الرقم: ۴۷)

؎ سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

روزِ محشر......شفاعت کے نظارے

بروز قیامت میدان حشر میں جب ہر طرف نفا نفسی کا عالم ہوگا' جب تمام دوسرے لوگ بھی کسی کے لیے کچھ نہ کر سکیں گے اس وقت اللہ کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بلند کرے گا......اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کو بلند کرے گا......اپنے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو بلند کرے گا......اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو بلند کرے گا۔

ہاں!! محبوب ﷺ! مجھے یاد ہے

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

زمین و زمان تمہارے لیے — مکین و مکان تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے — بنے دو جہاں تمہارے لیے
دہن میں زبان تمہارے لیے — بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے — اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

اے غلامان رسول! اپنی قسمت پر ناز کرو اور وجد میں آ کر کہو۔

محبوب دو جہاں ہمارے لیے — ہم پہ سایہ کناں ہمارے لیے
حاکم کون و مکاں ہمارے لیے — باعث تخلیق زماں ہمارے لیے
گئے کہاں سے کہاں ہمارے لیے — سید مرسلاں ہمارے لیے
غاروں میں دعا ہمارے لیے — یاروں میں دعا ہمارے لیے
آنکھوں میں آنسو رواں ہمارے لیے — شفاعت شافع مجرماں ہمارے لیے

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات صحابہ نے (سفر میں قیام کے دوران) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے درمیان) نہ پایا، ان کا معمول تھا کہ وہ جب کسی مقام پر پڑاؤ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان کر لیتے تھے لہٰذا وہ اس صورتحال سے گھبرا گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کے علاوہ دوسرے اصحاب کو چن لیا ہے۔

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی خیال میں گم تھے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھ کر بلند آواز سے تکبیر کہی، اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس بات

سے ڈر گئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہمارے علاوہ دیگر اصحاب کو چن لیا ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم دنیا اور آخرت میں میرے صحابہ ہو۔ (ہوا یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھے جگا کر فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے بھیجے ہوئے نبی اور رسول نے مجھ سے خاص سوال کیا اور میں نے اس کا مانگا ہوا عطا کر دیا، لہٰذا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ بھی مجھ سے کوئی سوال کر لیں آپ کو عطا کیا جائے گا تو میں نے عرض کیا: میرا سوال قیامت کے دن امت کی شفاعت کا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شفاعت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں (قیامت کے روز) عرض کروں گا: اے میرے رب! میری شفاعت (کا سوال) جو میں نے تیرے ہاں ذخیرہ کیا ہوا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: ہاں! (مجھے یاد ہے) پس میرا رب تبارک وتعالیٰ میری بقیہ (گنہگار) امت کو جہنم سے نکال کر جنت میں ڈال دے گا۔" (مسند احمد بن حنبل: ۵/۳۲۵-۳۲۶، الرقم: ۲۲۷۷۱)

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ.

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت سے جہنم سے نکلے گی پس وہ جنت میں داخل ہوں گے۔" (صحیح بخاری: ۵/۲۴۰۱، الرقم: ۶۱۹۸، سنن ابوداؤد: ۴/۲۳۶، الرقم: ۴۷۴۰، مسند احمد بن حنبل: ۴/۴۳۴، الرقم: ۱۹۸۹۷)

ایسے عظیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے گجرے نچھاور کرتے ہوئے یوں

کہنا چاہئے کہ

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

اس تعلق کی طاقت پہ......لاکھوں سلام

تین مقامات ایسے ہیں جہاں کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں اور گنہگار امتیوں کی شفاعت کے لیے موجود ہوں گے وہ تین مقامات پل صراط، میزان اور حوض کوثر ہیں۔

دنیا میں کثرت سے "رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ" کی صدائیں لگانے والے مونس و غمخوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پل صراط پر اپنے غلاموں کے لیے — دعا فرماتے ہوں گے
دید کے پیاسوں کو — دید کراتے ہوں گے
میزان عمل پر — نیکیوں کا وزن بڑھاتے ہوں گے

یا پھر

حوض کوثر پر — کوثر کا جام پلاتے ہوں گے
جب سب چھوڑ جائیں گے — وہ پھر بھی نہ چھوڑیں گے
جب سب منہ موڑ لیں گے — وہ پھر بھی نہ موڑیں گے
جب سب تعلق توڑ لیں گے — وہ پھر بھی نہ توڑیں گے
یہ محبت رسول نہیں — تو اور کیا ہے؟
یہ الفت رسول نہیں — تو اور کیا ہے؟
یہ چاہت رسول نہیں — تو اور کیا ہے؟

یہ قربت رسول نہیں تو اور کیا ہے؟
یہ رحمت رسول نہیں تو اور کیا ہے؟
یہ وفائے رسول نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا خوب فرمایا گدائے رسول نے

؎ جیہڑے کہندے سی مراں گے نال تیرے
اج اونہاں وی بازیاں ہاریاں نے

جیہڑے ترسدے دیدنوں دنے راتیں
آخر اونہاں وی باریاں ماریاں نے

جدوں باغ وچہ خزاں نے وال کھولے
پنچھی اڑ گئے مار اڈاریاں نے

محمد بوٹیا جھوٹھا ای جگ سارا
تے کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نے

آیئے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان سنیے۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قیامت کے دن میری (خصوصی) شفاعت فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہی ایسا کرنے والا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ

پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔

میں نے عرض کیا: اگر آپ وہاں نہ ملیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ

میزان کے پاس ڈھونڈنا۔

میں نے عرض کیا: اگر آپ وہاں بھی نہ ملیں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ

تم مجھ کو حوض کوثر پر تلاش کرنا۔

کیونکہ میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا۔" (سنن ترمذی: ۴/۶۲۱، الرقم: ۲۴۳۳، مسند احمد بن حنبل: ۳/۱۷۸، الرقم: ۱۲۸۲۵، الترغیب والترہیب: ۴/۲۳۰، الرقم: ۵۴۸۶)

سبحان اللہ!

محبت ہو	تو ایسی ہو
رحمت ہو	تو ایسی ہو
شفقت ہو	تو ایسی ہو
نعمت ہو	تو ایسی ہو
سعادت ہو	تو ایسی ہو
ثروت ہو	تو ایسی ہو
شفاعت ہو	تو ایسی ہو

تبھی تو ہم کہتے ہیں۔

ذکر چھڑتا ہے جب شفاعت کا
بات اتنی سمجھ میں آتی ہے
اپنی نسبت سے کوئی کچھ بھی نہیں
ان کی نسبت ہی بخشواتی ہے

یا اللہ جل جلالک!...... یہ گنہگار میرے ہیں

وہ دن جب سب لوگ سہمے سہمے، ڈرے ڈرے ہوں گے...... اپنے، بیگانے ہو چکے ہوں گے...... کسی کو چھڑانے، بچانے یا چپ کرانے کے لیے کسی میں ہمت نہ ہو گی...... ہر طرف نفسی نفسی کی پکار ہو گی۔

۔بروزمحشر نبی بھی سارے پکار اٹھیں گے نفسی نفسی
قدم قدم پر میرے نبی کا نیا ہی ظاہر کمال ہوگا
نہ ہوگا کوئی کسی کا حامی نہ ہوگا کوئی کسی کا یاور
بنے گا محشر میں جو سہارا وہ آمنہ کا لال ہوگا

اس دن

بے سہاروں کو	آپ کے سہارے ہوں گے
جو بچائیں گے وہی	سب سے پیارے ہوں گے
اگر تم آپ کے ہوئے تھے تو	آج وہ تمہارے ہوں گے
ہم آپ کے جو تھے	آج وہ ہمارے ہوں گے
اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ	سب انبیاء کے اشارے ہوں گے
آپ کی شفاعت سے	ملنے سب کو کنارے ہوں گے
ادھر ہی ہوگی رب کی رضا	جدھر میرے آقا کے اشارے ہوں گے

سنیے حبیب کبریا کا فرمان تا کہ تازہ ہو آپ کا ایمان:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی امت کے برے لوگوں کے لیے سب سے بہتر آدمی میں ہوں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! امت کے اچھے لوگوں کے لیے آپ کیسے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَمَّا شِرَارُ اُمَّتِیْ فَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِیْ

میری امت کے گنہگار لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا جبکہ میری امت کے اچھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (المعجم الکبیر: ۸/۹۷، الرقم: ۷۴۸۳، مجمع الزوائد: ۱۰/۳۷۷)

خدا چاہتا ہے......رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ساری مخلوق رب کریم کی رضا کے لیے اس کی حمد و ثناء کرتی ہے......رب راضی ہوا تو جگ راضی ہوا......رب راضی ہوا تو دونوں جگ آباد ہو گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت نوح علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت ایوب علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت اسماعیل علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت داؤد علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت لوط علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت ہود علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	رب کی رضا پر راضی رہے

مگر جب باری آئی۔

آمنہ کے لال کی	پیکر حسن و جمال کی
صاحب شرف و کمال کی	نبیوں کے تاجدار کی
اللہ کے دلدار کی	خدا کے یار کی
نبی بے مثال کی	امت کے غمخوار کی

تو محبوب کی رضا کی خاطر

یثرب کو	آپ کیلئے مدینہ بنا دیا
عرش پہ	آپ کو بلا لیا
انبیاء کو	آپ کا مقتدی بنا دیا

چاندکو	دوٹکڑوں میں تقسیم کردیا
قبلہ	تبدیل کردیا
امت کو	خیرالامم بنادیا
حضرت عمرکو	آپ کے قدموں میں جھکادیا
شفاعت سے	امت کومعاف فرمادیا

؎ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ

اے میرے رب! ان (بتوں) نے بہت سے لوگوں کوگمراہ کرڈالا ہے پس جس نے میری پیروی کی تو وہ میرا ہے۔ (پ:۱۳، ابراہیم:۳۶)

اور وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

(اے اللہ!) اگرتو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی بڑا غالب حکمت والا ہے۔

(پ:۷، المائدہ:۱۱۸)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر عرض کی:

اَللّٰهُمَّ! اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ

اے اللہ! میری امت! میری امت! اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبرئیل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے (کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے؟) ان سے پوچھنا کہ کیوں آنسو بہا رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا تھا اسے اس کی خبر دی حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا: جبرئیل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ

اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْؤُكَ

''آپ کی امت کی بخشش کے معاملہ میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔''

(صحیح مسلم: ۱/۱۹۱، الرقم: ۲۰۲، سنن کبریٰ: ۶/۳۷۳، الرقم: ۱۱۲۶۹)

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیo

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (پ: ۳۰، الضحیٰ: ۵)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذًا وَّاللّٰهِ لَا اَرْضٰی وَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ

خدا کی قسم اس وقت تک میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی آگ میں ہوگا۔

(عقیدہ شفاعت مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، بحوالہ تفسیر قرطبی ۲۰: ۹۴)

کتنی سعادت و خوش قسمتی ہے ہم گنہگاروں کی جنہیں اتنے مونس و غمخوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئے جن کے سینۂ اطہر میں اپنی ساری امت کے لیے رحمت و

شفقت کے سمندر موجزن ہیں۔

کیا خوب فرمایا عاشق صادق نے

؎ وہ سماں کیسا ذیشان ہو گا، جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو، آپ کی ساری امت بری ہے

جب محبّ...... محبوب سے مانگ رہا ہوگا...... پیشانی سجدے میں ہوگی...... وہ نظارا کیسا ہوگا...... کیسی وہ گھڑی ہوگی...... جب محبوب کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑی ہوگی۔

اللہ کریم فرمائے گا:

اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

(اے میرے حبیب) اپنا سر (انور) اٹھایئے اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

؎ وہ سماں کیسا ذیشان ہو گا، جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو، آپ کی ساری امت بری ہے

امیر المؤمنین سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا جاؤں گا حتیٰ کہ میرا رب مجھے آواز دے گا اور فرمائے گا:

"اَقَدْ رَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟"

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ راضی ہوگئے ہیں؟

تو میں عرض کروں گا:

اَیْ رَبِّ قَدْ رَضِيْتُ

ہاں میرے پروردگار! میں راضی ہوگیا ہوں۔ (کیونکہ ساری امت جنت میں جاچکی ہے) (الترغیب والترہیب مترجم: ۲/۷۰۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

جن اعمال پر......شفاعت نصیب ہوگی

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و غلام جب مخصوص امور انجام دیتے ہیں تو اللہ کریم قیامت کے دن ان امور کی بدولت ان غلاموں کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے گا۔

(i) اذان کے بعد دعا کرنا

اذان کیا ہے؟

اذان	اللہ کا انعام ہے
اذان	بخشش کا پیغام ہے
اذان	خدا کا اعلان ہے
اذان	مغفرت کا سامان ہے
اذان	پیارے آقا کا پیغام ہے
اذان	میٹھا میٹھا جام ہے

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے سنو) تو جیسے وہ کہے تم کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، پس جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس بار رحمت بھیجے گا۔ پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو، وہ جنت میں ایسا مقام ہے جس پر صرف ایک اللہ کا خاص بندہ فائز ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں پس جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اسے شفاعت حاصل ہوگی۔“ (صحیح مسلم: ۱/۲۸۸، الرقم: ۳۸۴، سنن ترمذی: ۵/۵۸۶، الرقم: ۳۶۱۴، سنن ابوداؤد: ۱/۲۲۲، الرقم: ۵۲۳)

اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُو الزَّکٰوۃَ وچ قرآن دے آوے

ازان سن کے جیہڑا بندہ مسجد وچ آ جاوے

اوہ بندہ سچا مومن، حق سچ کہلاوے

فرض نماز دے صدقے اوہ جنتی میوے کھاوے

تنبیہ

آج کل لوگ اذان سن کر نظر انداز کر دیتے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اپنے کام کاج میں مصروف رہتے ہیں اپنی گفتگو میں مگن رہتے ہیں جبکہ اذان سنتے ہی سب کام چھوڑ دینے چاہئیں اور اذان کے کلمات دوہرانے کے بعد کریم آقا علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا چاہئے تو جو ایسا کرے گا اسے جنت میں آرام ملے گا...... قلبی سکون ملے گا...... دنیا میں چین ملے گا۔

(ii) درود پڑھنا

درود و سلام پڑھنے والے کو	سعادتیں حاصل ہوتی ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کو	برکتیں حاصل ہوتی ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کو	رفعتیں نصیب ہوتی ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کو	بلندیاں نصیب ہوتی ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کے غم	خوشی میں بدل جاتے ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کی مشکلیں	آسان ہو جاتی ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کے تمام مسائل	حل ہو جاتے ہیں
درود و سلام پڑھنے والے کو	سکون قلب نصیب ہوتا ہے
درود و سلام پڑھنے والے کو	شفاعت مصطفیٰ نصیب ہوتی ہے

درود و سلام پڑھنے والے کی قدر و منزلت سنیئے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَكْثِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةِ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَافِعًا.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، پس جس نے ایسا کیا، میں اس کے لیے گواہی دوں گا یا شفاعت کروں گا۔'' (الخصائص الکبری: ۲/۴۵۶، العجلونی فی کشف الخفاء: ۱/۱۹۰، الرقم: ۵۰۱)

دل نور و نور درود کرے، ہر مشکل دور درود کرے
تیرا وی بلند زمانے تے اس نال ستارہ ہووے گا
پڑھدا رہو درود محمد ﷺ تے تیرا پار اتارا ہووے گا
اس پاک درود دی برکت تھیں سوہنے دا نظارا ہووے گا

(iii) مدینے کی سختی پر صبر کرنا

میری ماؤ اور بہنو!

صبر کرنا سنت انبیاء ہے
صبر کرنا سنت مصطفیٰ ہے
صبر کرنا سنت صحابہ ہے
صبر کرنا سنت اولیاء ہے

صبر کرنے والے کو بہت اچھا بدلہ ملتا ہے۔

صبر کی جزا رب کی رضا ہے
صبر کی جزا جنت کا حصول ہے
صبر کی جزا سکون قلب کا حصول ہے
صبر کی جزا جہنم سے چھٹکارا ہے

ہر کوئی اپنی زندگی میں مختلف اوقات میں صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اولاد کے مرنے پر صبر کی بھی بڑی فضیلت ہے
مال کے جانے پر صبر کی بھی بڑی فضیلت ہے
مصیبتوں کے آنے پر صبر کی بھی بڑی فضیلت ہے
بیماریوں کے آنے پر صبر کی بھی بڑی فضیلت ہے
غربت پر صبر کی بھی بڑی فضیلت ہے

مگر وہ صبر جو مدینے میں آنے والی سختی پر کیا جائے اس کی کیا ہی بات ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَوْ شَهِیْدًا

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے جو کوئی بھی مدینہ طیبہ کی سختی اور شدت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔'' (صحیح مسلم: ۲/۱۰۰۴، الرقم: ۱۳۷۸، سنن ترمذی: ۵/۷۲۲، الرقم: ۳۹۲۴، مسند احمد بن حنبل: ۲/۳۹۷، الرقم: ۱۹۶۱)

مدینے میں صبر کرنے والو...... غور سے سن لو۔

؎ میرے سفینے کو طوفان غم کا خوف نہیں
خدا مدینے میں ہے، ناخدا مدینے میں ہے

عجب کیف و مسرت ہے روح پر طاری
نگاہ دل پہ ہے اور دل میرا مدینے میں ہے

(iv) مدینے میں مرنا

جو اس دنیا میں آیا ہے اس کو وقت مقررہ پر موت ضرور آئے گی...... زندگی کی سانس ضرور ٹوٹ جائے گی...... ایک پل بھی نہ آگے ہوسکتا ہے نہ پیچھے ہوسکتا ہے۔

کسی کو پاکستان میں — موت آئے گی
کسی کو کینیڈا میں — موت آئے گی
کسی کو آسٹریلیا میں — موت آئے گی
کسی کو لندن میں — موت آئے گی
کسی کو پیرس میں — موت آئے گی

مگر اس موت کی کیا ہی شان ہے جو مدینے میں آئے گی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مدینہ منورہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے یہاں ہی مرنا چاہئے کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔"

(سنن ترمذی: ۵/۷۱۹، الرقم: ۳۹۱۷، مسند احمد بن حنبل: ۲/۱۰۴، الرقم: ۵۸۱۸)

ے سرکار دے در اتے رہندی اے نظر میری
اس در دی گدائی تے ہندی اے گزر میری

ایہو آرزو میرے سینے وچ مراں شہر مدینے وچ
ہووال دفن مدینے وچ رہوے ٹھنڈی قبر میری

(۷) نیکی کرنا

نیکی بنیادی طور پر زندہ ضمیر کا ایک کرشمہ ہے۔اس لیے یہ حقیقت تسلیم کر کے اپنے دل میں راسخ کر لینی چاہئے کہ

نیکی فعل ہے	فوری ثمر نہیں ہے
نیکی عمل ہے	فوری اجر نہیں ہے
نیکی نیت ہے	فلسفہ نہیں
نیکی جنت	اور جہنم میں فرق ہے
نیکی کرنے کا نام ہے	بھرنے کا نہیں

نیکی کرنے والا جنت کا حقدار ہوتا ہے اور نیک لوگ ایسے خوشبودار پھول کی مانند ہوتے ہیں جن کو خود اپنی خوشبو کا احساس نہیں ہوتا لیکن ان کے اردگرد کا ماحول مہکتا رہتا ہے اور متعلقین کو فیض پہنچتا رہتا ہے......نیکی کرنے والے سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوتا ہے اور قیامت والے دن نیکی کرنے والے کو شفاعت مصطفیٰ نصیب ہوگی۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ

وہ انہیں پورے پورے اجر عطا فرمائے گا اور (پھر) اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا۔(پ:۶،النساء:۱۷۳)

کے بارے میں (تفسیر کرتے ہوئے) فرمایا:

ان کے اجر کے باعث وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا۔وہ فضل شفاعت ہے۔شفاعت کا مستحق وہ ہوگا جس نے دنیا میں نیکی کی ہوگی۔''(المعجم الکبیر:۱۰/۲۰۱،الرقم:۱۰۴۶۲،مجمع الزوائد:۷/۱۳،تفسیر ابن کثیر:۳/۲۹۷)

فائدہ

آج انسان ایک دوسرے کی مخلصانہ قربت اور محبت سے دور ہو چکے ہیں جب تک انسانوں کے درمیان سچی قربت ومحبت اور سادگی وشفقت جنم نہیں لے گی انہیں اصلی اور حقیقی روحانی سکون نصیب نہیں ہوگا۔ درج بالا حدیث پاک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نیکی کرنے والے کا اجر اللہ کریم کی بارگاہ میں بڑھتا جاتا ہے اور وہ شفاعت کا بھی مستحق ہوتا ہے جس کے باعث اس کا جنت میں داخلہ یقینی ہو جاتا ہے۔

(vi) روضہ رسول پر حاضر ہونا

انسان اپنی زندگی میں ہر طرح کے سفر کرتا ہے۔

انسان کبھی خوشی کے لیے سفر کرتا ہے

کبھی غمی کے لیے سفر کرتا ہے

کبھی کاروبار کے لیے سفر کرتا ہے

کبھی روزگار کے لیے سفر کرتا ہے

کبھی تعلیم کے لیے سفر کرتا ہے

کبھی تفریح کے لیے سفر کرتا ہے

مگر جب کوئی سفر کرنے والا مسافر سوئے دیار سرکار صلی اللہ علیہ وسلم جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس لمحے اس کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔

ے جے آکھو تے مدینے میں وی آواں یا رسول اللہ

تے ہوئے لیکھ اپنے جگاواں یا رسول اللہ

مدینے پاک دے اندر میری ایہو عبادت اے

تیرے روضے تو ناں نظراں ہٹاواں یا رسول اللہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا، کُنْتُ لَہٗ شَهِیْدًا وَّشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خلوص نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔''

(شعب الایمان: ۳/۴۸۹، الرقم: ۴۱۵۷، العجلونی فی کشف الخفاء ۲/۳۰۹، الرقم: ۲۴۸۹)

ذرا سوچو!

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ہر سال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ انور پر طلب فرماتے ہیں اور وہ لوگ مدینہ طیبہ کے جاذب قلب ونظر، پرکشش اور روح پرور مناظر دیکھتے ہیں ان کے ہر قدم کو زمین محبت سے بوسے دیتی ہے وہ لوگ کیف و سرمستی کا ایک ایسا انوکھا مجسمہ بن جاتے ہیں کہ انہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے در انور کے سوا کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اور ان لوگوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بھی خوشخبری ہے۔

روضۂ رسول دیکھنے سے ۔۔۔ دل کو سرور ملتا ہے
روضۂ رسول دیکھنے سے ۔۔۔ آنکھوں کو نور ملتا ہے
روضۂ رسول دیکھنے سے ۔۔۔ دل کو چین ملتا ہے
روضۂ رسول دیکھنے سے ۔۔۔ ثواب دارین ملتا ہے
روضۂ رسول دیکھنے سے ۔۔۔ آقا کا دیدار ملتا ہے
روضۂ رسول دیکھنے سے ۔۔۔ اللہ کا پیار ملتا ہے

؎ تیرا بندہ تیری محبوب گلیوں میں نظر آئے
یہ بھنورہ گلشن طیبہ کی کلیوں میں نظر آئے

کبھی ایسا بھی ہو ناصر دعا مانگوں مدینے کی
حسین گنبد خضریٰ میرے ہاتھوں کی تلیوں میں نظر آئے

(vii) بھائی کی حاجت پوری کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کسی مسلمان سے ایک تکلیف کو دنیا کی تکلیفوں میں سے دور کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور فرما دے گا اور جو کسی تنگ دست پر دنیا میں آسانی کر دے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمادے گا اور جو کسی مسلمان کی دنیا میں پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ (سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ: ۳/۳۷۴، الرقم: ۱۹۳۷)

جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے اور اس کی مدد کرے اس کو قیامت کے دن شفاعت مصطفیٰ نصیب ہوگی آیئے سنیے فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَضٰى لِأَخِيْهِ حَاجَةً، كُنْتُ وَاقِفًا عِنْدَ مِيْزَانِهٖ فَإِنْ رَجَحَ وَإِلَّا شَفَعْتُ لَهٗ۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کی کوئی حاجت پوری کی میں (روز قیامت) میزان کے قریب کھڑا ہوں گا پس اگر وہ نیکیوں کی طرف جھک گیا (تو ٹھیک) ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔"

(حلیۃ الاولیاء، ۶/۳۵۳)

کسی کی مدد کرنے کا اتنا بڑا اجر ہے تو پھر
کوئی مصیبت میں ہو تو
اس کی مدد کرو

کوئی غربت میں ہوتو	اس کی مدد کرو
کوئی بیماری میں ہوتو	اس کی مدد کرو
کوئی قدرتی آفت میں ہوتو	اس کی مدد کرو
کوئی سیلاب میں ہوتو	اس کی مدد کرو
کوئی مسافر ہوتو	اس کی مدد کرو
کوئی محتاج ہوتو	اس کی مدد کرو

اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقدار بن جاؤ۔

(viii) اہل بیت سے محبت کرنا

اہل بیت سے محبت کرو کیونکہ

اہل بیت سے	اللہ پیار کرتا ہے
اہل بیت سے	محمد مصطفیٰ پیار کرتے ہیں
اہل بیت سے	حور وغلماں پیار کرتے ہیں
اہل بیت سے	عرش والے پیار کرتے ہیں
اہل بیت سے	فرش والے پیار کرتے ہیں
اہل بیت سے	اولیاء پیار کرتے ہیں

اہل بیت سے پیار کرنے کا بدلہ سنیے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ : شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ مَنْ اَحَبَّ اَھْلَ بَیْتِیْ ۔

''حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت میں اس کے لیے ہے جس نے میرے اہل بیت سے محبت کی۔'' (کنز العمال: ۱۴/۳۹۹، الرقم: ۳۹۰۵۷)

درسِ عمل

اہل بیت سے محبت کا اجراور صلہ سنیئے اوران سے محبت کرنا سیکھئے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ یَوْمًا، خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ وَّمَنْ مَّاتَ عَلَیْہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر فوت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔''

(مسند فردوس:۲/۱۴۲، الرقم:۲۷۲۱)

جنہوں پنجتن نال پیار نہیں، اوہدے کلمے دا اعتبار نہیں
جیہڑا چواں یاراں دا یار نہیں، اوہ جنت دا حقدار نہیں
لکھ نفل نمازاں پڑھن بھاویں، لکھ لمبے سجدے کرن بھاویں
جے آل رسول ﷺ دا دشمن ایں، تیرا بیڑا ہونا پار نہیں

(ix) نام محمد سن کر انگوٹھے چومنا

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے والے کو بھی شفاعت مصطفیٰ نصیب ہوتی ہے۔

مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْھَامَیْہِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُہٗ وَمُدْخِلُہٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّۃِ۔

جو شخص اذان میں ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' سن کر انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے گا میں اس کی قیادت کروں گا اور اسے جنت کی صفوں

میں داخل کروں گا۔" (مسند فردوس بحوالہ ردالمحتار:۱/۳۰۷)

انگوٹھے چومنے کا ایک فائدہ تو انشاء اللہ عزوجل قیامت کے دن ہوگا۔ دوسرا فائدہ جو دنیا میں نصیب ہوگا سنیے۔

؎ زمین میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

جو نام مصطفیٰ چومے دکھتی نہیں کبھی آنکھیں
پہن لے جو پیار ان کا بدن میلا نہیں ہوتا

اللہ کریم بروز قیامت اپنے بندوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ذریعے بخشش کے انعام عطا فرمائے گا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ وارفع مقام سے سرفراز فرمائے گا۔

شفاعت سے محروم رہنے والے بدنصیب لوگ

شفاعت حق ہے...... قرآن وحدیث سے ثابت ہے...... لیکن یہ نصیب اسے ہی ہوگی جو اسے دل وجان سے تسلیم کرلے...... اعتراض وانکار کرنے والے بدنصیب لوگ اس دولت سے محروم رہیں گے۔

(i) شفاعت کا انکار کرنے والے

شفاعت سے محروم رہنے والے بدنصیب کے بارے میں سنیے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِهَا۔

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے۔ پس جو

شخص اس پر یقین نہیں رکھتا وہ شفاعت کا اہل بھی نہیں ہوگا (یعنی شفاعت سے محروم رہے گا)''

(فردوس دیلمی: ۳/ ۵۷، الرقم: ۴۱۵۴، کنز العمال: ۱۴/ ۳۹۹، الرقم: ۳۹۰۵۹)

(ii) گستاخ صحابہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی کرنے والے سن لیں کہ

وہ صحابہ — جن سے اللہ راضی ہوا
وہ صحابہ — جن سے رسول راضی ہوا
وہ صحابہ — جن کو دنیا میں جنت کی بشارت ملی
وہ صحابہ — جو قرآن کے قاری ہیں
وہ صحابہ — جو دین کے مجاہد ہیں
وہ صحابہ — جو دین کے محافظ ہیں
وہ صحابہ — جو ہمارے امام ہیں

ان عظیم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو قیامت والے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ آیئے سنیئے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : شَفَاعَتِيْ مُبَاحَةٌ اِلَّا لِمَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری شفاعت ہر آدمی کے لیے جائز ہوگی مگر جو میرے صحابہ کا گستاخ ہوگا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔''

(فردوس دیلمی: ۲/ ۳۵۴، الرقم: ۳۵۸۰، کنز العمال: ۱۴/ ۳۹۹، الرقم: ۳۹۰۵۸)

(iii) منکرین یوم آخرت

قیامت کا انکار کرنے والے بھی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰى اَتٰـنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝

اور ہم جزاوسزا کے دن کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ پس انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہ دے گی۔

(پ:۲۹، المدثر:۴۶تا۴۸)

؎ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول کی

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب منکر دور ہو
ہم رسول اللہ کے، ہے جنت رسول کی

جس کا کوئی نہیں......اس کے آپ ہیں یارسول اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے سرکار دو عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے جس شخص کے دو (کم سن فوت شدہ بچے) پیش رو ہو گئے وہ اس شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جس شخص کا ایک پیش رو ہوا؟ فرمایا: اے صاحبہ خیرات! اس کو وہ ایک پیش رو ہی لے جائے گا۔ عرض کیا: جس کا کوئی نہیں ہوگا۔ فرمایا اس کا میں ہوں گا کیونکہ میری امت کو میری جدائی سے بڑھ کر کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ (سنن ترمذی، کتاب الجنائز:۳/۳۷۲، الرقم:۱۰۶۲، مسند احمد بن حنبل:۱/۳۳۴، الرقم: مسند ابویعلیٰ:۵/۱۳۸، الرقم:۲۷۵۲)

بچے کی نماز جنازہ میں ہم یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا○

الٰہی اس (لڑکے) کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنادے اور اس کو ہمارے لیے اجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنے والا بنادے اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو......انہیں جہنم سے نکال لو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو مومن نجات پا کر جنت میں چلے جائیں گے وہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لیے (بطور ناز) اللہ تعالیٰ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسا جھگڑا کوئی شخص (دنیا میں) اپنا حق مانگنے کے لیے بھی نہیں کرتا۔

وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے ہمارے رب! یہ لوگ (ہماری سنگت اختیار کیے ہوئے تھے کہ) ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا: جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو ان کو دوزخ سے نکال لو۔ ان لوگوں کی صورتیں آگ پر حرام کردی جائیں گی۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان:۱/۱۶۹، الرقم:۱۸۳، الرقم:۲۱۷۹، مستدرک حاکم:۴/۶۲۶، الرقم:۵۴۶۶، الترغیب والترہیب:۴/۲۲۳، الرقم:۵۴۶۶)

انبیاء، شہداء اور مؤذنین کا مقام شفاعت

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے یہ لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء کرام، شہداء اور مؤذن۔'' (مسند بزار:۲۷، الرقم:۳۷۲، مجمع الزوائد:۱۰/۳۸۱)

پھر ہم یہ پوچھنے پر حق بجانب ہیں کہ

جب ایک بچہ شفیع ہو سکتا ہے تو حضور کیوں نہیں
جب قرآن شفیع ہو سکتا ہے تو حضور کیوں نہیں
جب دوسرے انبیاء شفیع ہو سکتے ہیں تو حضور کیوں نہیں
جب روزہ رکھنے والا شفیع ہو سکتا ہے تو حضور کیوں نہیں
جب نیکیاں کرنے والا شفیع ہو سکتا ہے تو حضور کیوں نہیں
جب سورۃ ملک شفیع ہو سکتی ہے تو حضور کیوں نہیں

کوئی مانے نہ مانے......ہم تو جانتے ہیں، مانتے بھی ہیں۔

؎ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول کی

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب منکر دور ہو
ہم رسول اللہ کے، ہے جنت رسول کی

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے قید و بند
حشر میں کھل جائے گی طاقت رسول کی

وہ کون ہے؟......جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

جن ہستیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث تخلیق کائنات سمجھا تھا۔ وہ تو یہ ایمان رکھتے تھے کہ جس ہستی کے طفیل ہمیں اپنے رب کا عرفان نصیب ہوا ہے خدا کی ساری نعمتیں بھی ان کے وسیلے سے ملیں گی، اس لیے قدرتی طور پر وہ ہر دنیوی مسئلے کے حل (Solution) کے لیے شفاعت محمدی پر بھروسہ (Trust) کرتے تھے۔ اور اخروی نجات کے لیے بھی ان کا اعتماد شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ لطف کی بات تو ہے کہ جو لوگ اس ہستی کے دعویٰ نبوت و رسالت کو سچ ماننے کے لیے تیار نہ تھے، ان لوگوں کی کشتی حیات بھی جب کبھی حوادث دہر کے گرداب میں پھنستی تو ان کی نگاہیں بھی طلب شفاعت کے لیے اس ہستی کی طرف اٹھتیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ خدا کے اس رحمۃ

اللعالمین رسول نے ان کو بھی مایوس نہیں کیا۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: قریش نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف دعائے ضرر کی، ان کو قحط نے آلیا حتیٰ کہ اس قحط کے سبب وہ ہلاک ہونے لگے اور مردار اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان (کفار مکہ کا سردار) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلہ رحمی کی تعلیم دینے آئے ہیں جبکہ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

راوی کہتے ہیں کہ اس قحط کا بیان قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے۔

ترجمہ: ''اور تم اس روز کا انتظار کرو جس روز آسمان واضح دھواں لے کر آئے گا۔''

(شفاعت محمدی سے ان پر بارش ہوئی) وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔

دوبارہ کفر پر جو ان کی گرفت ہوئی۔ اس کا بیان اس آیت میں ہے۔

ترجمہ: ''جب ہم ان کو سختی سے گرفت میں لے لیں گے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی تو بارش عطا کی گئی۔ ہفتہ بھر مسلسل بارش برستی رہی۔ لوگوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی......

''اے اللہ! ہمارے اردگرد باران رحمت برسا ہمارے اوپر نہیں۔''

بادل آپ کے سر سے چھٹ گئے اور اردگرد لوگوں پر بارش برسی۔ (صحیح بخاری: ۱/۱۳۹)

اپنے تو رہے ما بیچ غیروں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں رحم کچھ ایسا
خود بھیک دیں خود ہی کہیں منگتے کا بھلا ہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ — وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَاِنَّ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّعُلَا — اَھْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ میرے آقا دا حوصلہ گالیاں سن کے وی مسکراندا رہیا
جاواں صدقے میں سوہنے دے اخلاق توں ویریاں تھلے چادراں وچھاندا رہیا

کدی منگیاں دعاواں یاراں دے وچ کدی روندا رہیا غاراں دے وچ
میرا سوہنا کملی والا اس امت دے لئی ساری عمر جا جا رب نوں مناندا رہیا

سوہنیا تینوں رب نے یٰسین آکھیا تے نذیر آکھیا تے منیر آکھیا
کیہڑے منہ نال کہن اسنوں اپنے جیہا انگلیاں وچوں چشمے چلاندا رہیا

کوئی نہیں دنیا دے وچ میرے آقا دے نالدا مرے تے کرم ہے لجپال دا
جتھے جتھے وی لیا میں کملی والے دا ناں سارا جگ مینوں اکھیاں تے بٹھاندا رہیا

سوہنے دی بزم وچ آیا جایا کرو، نالے ہنجواں دے موتی لٹایا کرو
تیری قبر وچ رہوے گا سدا چانناں جے اوہدے ناں دے دیوے جگاندا رہیا

اللہ اللہ میرے آقا دا حوصلہ گالیاں سن کے وی مسکراندا رہیا
جاواں صدقے میں سوہنے دے اخلاق توں ویریاں تھلے چادراں بچھاندا رہیا

ابتدائیہ

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے انسان پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ جو شخص بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گیا اس کے لیے آپ سے جدا ہونا ممکن (Possible) نہ رہا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غریب الوطنی کی حالت میں آپ کے دامن سے وابستہ رہے۔ ان کے والد اور چچا تلاش بسیار کے بعد ان تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور انہیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے گھر بار، عزیز، رشتہ دار سب کچھ چھوڑنا گوارا کیا لیکن مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کو گوارا نہ کر سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں کی کیفیات وہی تھیں جو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے دل کی کیفیت تھی۔ اس کی وجہ صرف اور صرف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کو موہ لینے والی شخصیت، آپ کی محبت اور شفقت سے لبریز رویہ اور آپ کی کشادہ دلی اور عالی ظرفی تھی۔

اس بادشاہ سے دوری کون گوارا کرے گا جسے شہر کی کوئی عام سی لونڈی شہر میں کسی جگہ پر بٹھا کر اپنی حاجت عرض کر سکتی ہو۔ اس بادشاہ کے لیے رعایا کے دل محبت و جانفروشی کے جذبات سے کیسے لبریز نہیں ہوں گے جو کسی عام شخص کے تحفے کو بھی بڑی محبت سے قبول کرتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور موانست کے واقعات سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مشن کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تھے

اس مشن کا تعلق براہ راست (Direct) خدا کے بندوں کے دلوں کے ساتھ تھا۔ آپ ایمان کی سوغات بانٹنے کے لیے تشریف لائے تھے اور ایمان کا پودا دل کی دنیا میں کاشت کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ وہی رویہ اپنایا جو دلوں کو موہنے والا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل شکنی کے رویے کو کبھی اپنے نزدیک نہیں آنے دیا۔

اپنوں کے لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشفق آقا تھے ہی، بیگانوں اور خون کے پیاسوں کے لیے بھی آپ کا دل ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے سے لبریز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ آپ نے کسی کے خلاف نفرت کو اپنے دل میں پیدا ہونے دیا اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے اس کا اظہار ہوا۔

جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی نافرمانی کی ان کے خلاف آپ نے کارروائی بھی کی، غصے کا اظہار بھی کیا لیکن آپ کے دل کی دنیا میں ہمیشہ وہی نورانی جذبات موجزن رہے جو سفر طائف میں طائف والوں کے مظالم کے وقت تھے۔ جب آپ نے خدا کے بھیجے ہوئے پہاڑوں کے فرشتے کی پیشکش کے جواب میں فرمایا تھا:

> ”میں ان کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ امید رکھتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب انور چونکہ ہر ایک کے متعلق ہر قسم کے بغض و عناد، نفرت و عداوت اور کینہ کے جذبات سے پاک تھا اس لیے آپ نے ہر ایک کے ساتھ وہی رویہ اپنایا جو اس کے دل کو آپ سے دور کرنے کا نہیں بلکہ قریب کرنے کا باعث بنا اور اس رویے نے خون کے پیاسوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاں نثار بنا دیا۔

رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ...... (قرآن کی روشنی میں)

(i) حضورِ اکرم...... ہر ہر عالم کیلئے پیکرِ رحمت ہیں

اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں صرف اس سبب سے بھیجا ہے کہ آپ تمام جہانوں پر رحم کریں یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں بھیجا ہے کہ آپ تمام جہانوں پر رحم کرنے والے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ تمام جہانوں میں کفار بھی شامل ہیں۔ کیونکہ آپ کو جو دین دے کر بھیجا گیا ہے اس میں دنیا و آخرت کی سعادت اور مصلحت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کافروں میں آپ سے استفادہ کی صلاحیت نہ تھی تو انہوں نے اپنے حصہ کی رحمت کو ضائع (Waste) کر دیا۔ جیسے کوئی پیاسا شخص دریا کے کنارے کھڑا ہو اور پانی کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے یا کوئی شخص دھوپ میں آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو تو اس سے دریا کی فیاضی اور سورج کی روشنی پہنچانے میں کوئی قصور نہیں ہے۔ قصور ان کا ہے جنہوں نے پانی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا یا روشنی کے باوجود آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر عالم کے لیے رحمت ہیں خواہ:

فرشتوں کا عالم ہو	یا جنات کا
مسلمانوں کا عالم ہو	یا کافروں کا
اولیاء کا عالم ہو	یا انبیاء علیہم السلام کا

انسانوں کا عالم ہو	یا حیوانوں کا
نباتات کا عالم ہو	یا جمادات کا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر عالم کے لیے رحمت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

اور (اے رسول محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔ (پ:۱۷،الانبیاء:۱۰۷)

ابن القیم نے مفتاح السعادۃ میں لکھا ہے اگر نبی نہ ہوتے تو جہاں میں کوئی چیز کسی کو نفع نہ دیتی...... نہ کوئی نیک عمل ہوتا...... نہ روزی حاصل کرنے کا کوئی جائز طریقہ ہوتا...... اور نہ کسی حکومت کا قیام ہوتا...... اور تمام لوگ جانوروں اور درندوں کی طرح ہوتے...... ایک دوسرے پر حملہ کرتے...... اور ایک دوسرے سے چھین کر کھاتے...... سو دنیا میں جو بھی خیر اور نیکی ہے وہ آثار نبوت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہے۔

(روح المعانی: جز:۱۷،ص:۵۵ ملخصاً)

گویا......

وجہ تخلیق کائنات	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
مقصد حیات کائنات	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
بہار کائنات	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
مقصود کائنات	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
سید الرسل	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
سید الثقلین	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
امام المرسلین	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
رحمت اللعالمین	میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

(ii) اس بحر سخاوت پہ...... لاکھوں سلام

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر اپنی امت کی مشکلیں آسان کیں۔ حاجات پوری کیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا کہ آپ اس کو کچھ عطا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت میرے پاس نہیں ہے، تم اس کو میری طرف سے ادھار خرید لو جب میرے پاس رقم آئے گی تو میں ادا کر دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو عطا کر چکے ہیں۔ اور جس چیز پر آپ قادر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا مکلف نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو ناپسند فرمایا پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ خرچ کیجئے اور عرش والے سے تنگی کا خوف نہ کیجئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرے پر انصار کی بات سے خوشی کے آثار دکھائی دیئے پھر آپ نے فرمایا: مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے۔

(شمائل ترمذی، الرقم: ۳۵۶، مجمع الزوائد: ۲۴۲/۱۰)

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ

اور ان سے ان کے بار گراں اور طوق (قیود) جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث مسلط) تھے، ساقط فرماتے (اور انہیں نعمت آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ (پ: ۹، الاعراف: ۱۵۷)

اللہ کریم کا خیر عطا فرمانے کا وعدہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ

قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

اور تو ہمارے لیے اس دنیا (کی زندگی) میں (بھی) بھلائی لکھ دے اور آخرت میں (بھی) بیشک ہم تیری طرف تائب و راغب ہو چکے، ارشاد ہوا: میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں اسے پہنچاتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے سو میں عنقریب اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور وہی لوگ ہی ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (پ:۹، الاعراف:۱۵۶)

تشریح وتوضیح

اس آیت میں دنیا کی بھلائی سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں احکام شرعیہ آسان ہوں کیونکہ بنواسرائیل پر بہت مشکل احکام تھے۔ ان کی توبہ یہ تھی کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں...... ان کو تیمم کی سہولت حاصل نہ تھی...... مال غنیمت حلال نہیں تھا...... قربانی کو کھانے کی اجازت نہیں تھی...... قصاص لازم تھا...... دیت کی رخصت نہیں تھی...... ہفتہ کے دن شکار کی اجازت نہیں تھی...... روزے کا دورانیہ رات اور دن کو محیط تھا...... غرض بہت سخت احکام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ ان کے یہ سخت احکام آسان ہو جائیں اور آخرت کی بھلائی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کم عمل پر زیادہ اجر عطا فرمائے۔ ان کو ایک نیکی پر ایک ہی اجر ملتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ ایک نیکی پر دس گنا یا سات سو گنا اجر عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی یہ خیر اور رحمت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے بجائے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے لکھ دی۔ فرمایا [illegible] ان لوگوں کے لیے خیر اور رحمت لکھ دوں گا۔

[illegible]

جو لوگ اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں۔ (پ:۹، الاعراف:۱۵۷)

(iii) گناہوں کی فہرست ہے بڑی......لیکن...... نبی کی رحمت کا سہارا ہے

جنگ احد میں بعض مسلمان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ گئے تھے۔ بعد میں وہ آپ کے پاس لوٹ آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی گرفت نہیں کی نہ سختی کی بلکہ نہایت نرم اور ملائم طریقہ سے ان سے گفتگو فرمائی، اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو معاف کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ

پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ان کے لیے۔

(پ:۴، آل عمران:۱۵۹)

اس میں شک نہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و محبت سے پیش آنا محض اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جلوہ نمائی ہی تو تھا جس سے اس نے اپنے محبوب کو متصف فرمایا تھا۔ اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ اتنا وسیع، رحمت اتنی عام اور عفو و حلم اتنا بے پایاں نہ ہوتا تو حق کے متلاشیوں کا اتنا جمگھٹا کیسے ہوتا۔ لوگوں سے قصور ہو جاتا۔ تو بعض شرم کے مارے اور بعض سزا کے خوف سے دور بھاگ جاتے۔ یہ رحمت رسول کی وجہ ہے کہ آج لاتعداد لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اور جاں نثار ہیں۔ اپنے تو رہے اپنے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غیروں کے لیے بھی نرم ہو گئے۔

سراقہ بن مالک کے لیے	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے
ابوسفیان کے لیے	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے
عمر بن خطاب کے لیے	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے
عمیر بن وہب کے لیے	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے

صفوان بن امیہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے
ہندہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے
وحشی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہو گئے

یا محمد، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رحمت پر قربان

جب بھی انہیں سائل نے گھبرا کر پکارا ہے
آواز یہ آئی یہ شخص ہمارا ہے
ہے یوں تو گناہوں کی فہرست بڑی لیکن
پر سرور عالم ﷺ کی رحمت کا سہارا ہے
وہ نعمت شاہی کو خاطر میں نہیں لاتے
جن کا شہہ طیبہ کے ٹکڑوں پہ گزارا ہے

(iv) ہے عذاب سے بچانے والا...... ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے جب بھی کوئی قوم اپنے نبی کی تکذیب کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ مکذبین کو غرق کر کے یا زمین میں دھنسا کر یا ان کی شکلیں مسخ کر کے ان کو ہلاک کر دیتا تھا اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نے تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عذاب کو اس کی موت یا قیامت تک کے لیے مؤخر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ آپ اُن میں ہوں اور وہ ان پر عذاب بھیج دے۔

(پ:۹، الانفال:۳۳)

اے محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم!

اس امت پر پتھروں کی بارش نہیں ہوگی کیونکہ آپ ان میں ہیں
اس امت پر خون کی بارش نہیں ہوگی کیونکہ آپ ان میں ہیں

ان کی شکلیں نہیں بگڑیں گی کیونکہ آپ ان میں ہیں
ان کے دروازوں پر گناہ نہیں لکھے جائیں گے کیونکہ آپ ان میں ہیں
انہیں زمین میں دھنسایا نہیں جائے گا کیونکہ آپ ان میں ہیں

(۷) شفقتوں کا سمندر...... ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رسول ہیں کہ جن کی ذات میں موجود صفات بے مثال ہیں۔ کیونکہ

منبع جود وسخا ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت کبریا ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
حاجت روا ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
رؤوف ورحیم ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
پیکر خلق عظیم ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
شفیع المذنبین ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
رحمۃ اللعالمین ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ٥

بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب وآرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔ (پ:۱۱، التوبہ:۱۲۸)

یہ رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لیے شفقت اور رحمت تھی کہ

آپ نے اپنی امت کی دشواری کے خیال سے مسواک کو ہر نماز کے وقت کرنے کا حکم نہیں دیا...... عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر دیا...... تہجد کی نماز کو فرض نہ ...... پچاس کی بجائے پانچ نمازیں فرض کروائیں...... روزے سحر و افطار کے ساتھ فرض کیے...... حج ہر سال فرض نہیں ہوا۔

درسِ عبرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے سخت اور مشکل احکام سے پریشان تھے آپ اپنی امت کی آسانی کے بہت حریص تھے۔

افسوس! صد افسوس!

آج `

نمازیں قضا کر کے بھی	ہم پریشان نہیں
روزے چھوڑ کر بھی	ہم پریشان نہیں
قرآن کو چھوڑ کر بھی	ہم پریشان نہیں
سنت رسول کو چھوڑ کر بھی	ہم پریشان نہیں
غیبت و چغلی کر کے بھی	ہم پریشان نہیں
جھوٹ بول کر بھی	ہم پریشان نہیں
بے پردگی کر کے بھی	ہم پریشان نہیں

لیکن...... ہمارے ان گناہوں پر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہیں...... آپ نہیں چاہتے کہ ہم دوزخ میں سڑیں...... کیونکہ آپ وہ ہیں جو جانوں سے بھی قریب ہیں ہم کیسے امتی ہیں جو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کر رہے ہیں...... کہاں [illegible]

[illegible]

کیوں؟

کیوں؟

[illegible]

ہم عذاب سے ڈرتے نہیں	کیوں؟
ہم توبہ کرتے نہیں	کیوں؟
ہم نماز پڑھتے نہیں	کیوں؟
ہم سنورتے نہیں	کیوں؟
ہم اللہ ورسول کو خوش کرتے نہیں	کیوں؟

(vi) ہے جانوں سے قریب تر...... ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ اس تعلق کی کیفیت اور نوعیت بیان فرماتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غلاموں کے ساتھ ہے۔ بتایا تمہاری خیر خواہی، اصلاح احوال، فلاح دارین اور تم پر لطف و کرم فرمانے میں میرا محبوب تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

نبی (کریم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

(پ:۲۱، الاحزاب:۶)

اللہ کریم نے واضح کر دیا کہ اے امت مسلمہ!

تمہاری خیر خواہی میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق
تمہاری اصلاح میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق
تمہاری فلاح میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق
تم پر لطف و کرم فرمانے میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق
تمہیں نمازی بنانے میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق
تم کو اللہ سے ملانے میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق
تم کو جنتی بنانے میں	میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق

تمہیں جہنم سے بچانے میں میرا نبی تم پر مہربان اور شفیق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب آگ نے اپنے اردگرد کو روشن کر دیا تو پروانے اور وہ جانور جو آگ میں گرا کرتے ہیں آگ میں گرنا شروع ہو گئے۔ اس (آگ روشن کرنے والے) آدمی نے انہیں روکا اور آگ سے دفع کرنا شروع کر دیا لیکن وہ پروانے اس پر غالب آنے لگے اور آگ میں گرنے لگے۔ میں (تمہیں آگ سے بچانے کے لیے) تمہاری کمروں سے پکڑے ہوئے ہوں اور تم آگ میں گرنا چاہتے ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۵۳، الرقم: ۱۴۹، صحیح بخاری: ۴/۲۰۴۴، الرقم: ۶۴۸۳)

رحمت مصطفیٰ ﷺ ...... (حدیث کی روشنی میں)

پیکر رحمت ہے...... میرے حضور کی ذات

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے "رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ" (یعنی تمام جہانوں کے لیے رحمت) اور "هُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ" (یعنی تمام جہانوں کے لیے ہدایت) بنا کر مبعوث فرمایا۔'' (سنن ابوداود: ۴/۲۱۵، الرقم: ۴۶۵۹، مسند احمد بن حنبل: ۵/۲۳۷-۲۶۸، الرقم: ۲۲۳۰۷، ۲۲۳۶۱، الترغیب والترہیب: ۳/۱۸۱، الرقم: ۳۵۸۳)

رحمت بے بہا ہے — سرکار کی ذات میں
سب کچھ مجھے ملا ہے — سرکار کی ذات میں
ایمان کی ضیاء ہے — سرکار کی ذات میں
رب کا پتہ ہے — سرکار کی ذات میں
ہر غم کی دوا ہے — سرکار کی ذات میں

(ii) برداشت کی قوت پہ لاکھوں سلام

ان کے کرم کی بات ہے ان کی عطا کی بات
کوہ احد سے پوچھ لو ان کی وفا کی بات

سب مٹ گئے تھے رنج و محن گئے دور دور غم
جب بھی چلی تھی دوستو ان کی رحمت کی بات

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: (یارسول اللہ!) کیا آپ پر جنگ احد کے دن سے بھی سخت کوئی دن آیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے بڑی تکلیفیں پہنچی ہیں اور مجھ پر سب سے سخت دن یوم عقبہ کا تھا، جب میں نے خود کو (بطور نبی) ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا تو اس نے میری بات نہ مانی۔

میں (طائف سے) واپس چلا آیا اور پریشانی کے آثار میرے چہرے سے عیاں تھے۔ (چلتے چلتے) اچانک میں نے دیکھا تو میں قرن الثعالب میں تھا۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن تھا۔ میں نے اس کے اندر جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اس نے مجھے ندا دی اور عرض کیا:

(یارسول اللہ!) بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے۔ لہٰذا آپ کی خدمت میں پہاڑوں پر مامور فرشتے کو بھیجا ہے، تا کہ آپ اسے کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم فرمائیں۔ پھر پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام عرض کیا اور کہا:

یارسول اللہ! آپ کی مرضی پر منحصر ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین (پہاڑ) کو اٹھا کر ان کے اوپر رکھ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاب (نسلوں) سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(صحیح بخاری: ۳/۱۱۸۰، الرقم: ۳۰۵۹، صحیح مسلم: ۳/۱۴۲۰، الرقم: ۱۷۹۵، سنن نسائی: ۴/۴۰۵، الرقم: ۷۷۰۶)

اے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والو سن لو!

رحمت کی ادائیں ہیں تو رحمت مصطفیٰ کا صدقہ

سب مست ہوائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ
پر کیف فضائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ
ہوتی سب معاف خطائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ
ہوتی دور بلائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ
یہ محبت کی صدائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ
یہ رنگین گھٹائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ
اللہ کی عطائیں ہیں	تو	رحمت مصطفیٰ کا صدقہ

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِیْ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ، ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ وَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی حالت میں دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کا ذکر فرما رہے تھے جنہیں ان کی قوم نے مارتے مارتے لہولہان کر دیا تھا اور وہ اپنے پرنور چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔'' (صحیح بخاری: ۳/۱۲۸۲، الرقم: ۳۲۹۰، صحیح مسلم: ۳/۱۴۱۷، الرقم: ۱۷۹۲، سنن ابن ماجہ: ۲/۱۳۳۵، الرقم: ۴۰۲۵، مسند احمد بن حنبل: ۱/۴۵۳، الرقم: ۴۳۳۱)

(iii) <u>ہر قدم پہ ہمارے......دستگیر سرکار ہیں</u>

بعض لوگوں کی زندگی بہتر ہوتی ہے اور بعض لوگوں کی موت۔ جو لوگ عظیم ہوتے ہیں...... نیک ہوتے ہیں...... لوگوں کے خیر خواہ ہوتے ہیں...... ان کے زندہ رہنے کے

لیے لوگ دعائیں کرتے ہیں...... اور جو لوگ تکلیفیں پہنچاتے ہیں...... ان کے لیے لوگ بددعائیں کرتے ہیں۔

قربان میں دستگیر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پہ...... جن کی حیات بھی ہمارے لیے رحمت ہے اور جن کا وصال بھی ہمارے لیے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک کچھ سیاحت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور فرمایا:

حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ، تُحَدِّثُوْنَ وَ تُحَدَّثُ لَكُمْ

میری زندگی بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ (بذریعہ وحی الٰہی اور میری سنت) تمہیں نئے نئے احکام ملتے ہیں۔

وَوَفَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ

اور میری وفات بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ (میری قبر میں بھی) تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔

چنانچہ اگر (تمہاری) نیکیاں دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا کروں گا اور اگر برائیاں دیکھوں گا تو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا کروں گا۔

(الطبقات الکبریٰ:۲/۱۹۴، مسند فردوس:۱/۱۸۳، الرقم:۶۸۶، مجمع الزوائد:۹/۲۴)

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے عظیم خیر خواہ ہیں کہ

دنیا میں ہماری دستگیری — رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
رنج و الم میں ہماری دستگیری — رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
قبر میں ہماری دستگیری — رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
حشر میں ہماری دستگیری — رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

پل صراط پر ہماری دستگیری رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
میزان عمل پر ہماری دستگیری رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے لیے دعا کریں کہ

اگر ہو جائے رحمت کا اشارہ یا رسول اللہ ﷺ
چمک جائے مری قسمت کا تارا یا رسول اللہ ﷺ

کرا دو مصحف رخ کا نظارہ یا رسول اللہ ﷺ
غم فرقت میں دل ہے پارہ پارہ یا رسول اللہ ﷺ

پڑی ہے بحر عصیاں میں مری کشتی، خبر لیجئے
نہیں ملتا، نہیں ملتا کنارا یا رسول اللہ ﷺ

شفا ہو گی تو بس ہو گی تمہاری چشم عرفاں سے
بجز اس کے نہیں ہے کوئی چارہ یا رسول اللہ ﷺ

وسعت رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے، رحیم ہے۔ اس کی رحمت سے کائنات کا ہر ذرہ مستفید ہو رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفت رحم کے مظہر اتم ہیں۔ آپ اپنے اہل خانہ کے لیے بھی رحمت ہیں...... اور اجانب کے لیے بھی رحمت ہیں...... آپ غلاموں کے لیے بھی رحمت ہیں...... آپ مسکینوں کے لیے بھی رحمت ہیں...... آپ مظلوموں کے لیے بھی رحمت ہیں...... اور زمانے کے ستائے بے بس انسانوں کے لیے بھی رحمت ہیں...... آپ اپنی غلامی کا طوق زیب گلو کرنے والوں کے لیے بھی رحمت ہیں...... اور اس کے لیے بھی رحمت ہیں جو آپ کے قتل کے ارادے سے اپنی بے نیام تلوار ہوا میں لہراتا ہے...... آپ عرب والوں کے لیے بھی رحمت ہیں...... اور عجم والوں کے لیے بھی رحمت ہیں۔

آپ عورتوں کے لیے بھی رحمت ہیں...... اور بچوں کے لیے بھی رحمت ہیں......

آپ دوستوں کے لیے بھی رحمت ہیں......اور دشمنوں کے لیے بھی رحمت ہیں......آپ انسانوں کے لیے بھی رحمت ہیں...... اور حیوانوں کے لیے بھی رحمت ہیں......آپ جاندار مخلوق کے لیے بھی رحمت ہیں......اور بے جان مخلوق کے لیے بھی رحمت ہیں...... آپ خاکی مخلوق کے لیے بھی رحمت ہیں......اور نوری مخلوق کے لیے بھی رحمت ہیں...... آپ پارسا لوگوں کے لیے بھی رحمت ہیں......اور مجرم و خطا کار لوگوں کے لیے بھی رحمت ہیں......آپ کی رحمت کا دریا اس دنیا میں بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے......اور قیامت کے روز تو اس طلاطم کی شان ہی نرالی ہوگی۔

عورتوں پر رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عورتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا عالم یہ ہے کہ

ماں کے قدموں کو جنت کا درجہ ملا	حضور کی رحمت سے
زندہ در گور ہونے والی بیٹی کو زندگی ملی	حضور کی رحمت سے
بہن کو عزت کی چادر ملی	حضور کی رحمت سے
بیوی کو شوہر سے حقوق ملے	حضور کی رحمت سے
عورت کو معاشرے میں مقام ملا	حضور کی رحمت سے
عورت کو وراثت میں حق ملا	حضور کی رحمت سے

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي.

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔“

(سنن ترمذی: ۵/۷۰۹، الرقم: ۳۸۹۵، سنن ابن ماجہ: ۱/۶۳۶، الرقم: ۱۹۷۷)

اہل کے لیے گرامی قدر	حضور سب سے بہتر ہیں

اہل مدینہ نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

عرب والوں نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

عجم والوں نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

غیروں نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

اپنوں نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

اماں خدیجۃ الکبریٰ نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

سیدہ زینب نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

سیدہ عائشہ صدیقہ نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

سیدہ فاطمہ نے گواہی دی　　حضور سب سے بہتر ہیں

تو پھر ہم کیوں نہ کہیں۔

نہ کوئی نقش نہ چہرہ دکھائی دیتا ہے
بس ان کے نور کا دریا دکھائی دیتا ہے
جہاں بھی عکس پڑا ان کی چشم رحمت کا
وہیں سے چاند نکلتا دکھائی دیتا ہے

(ii) حضرت حمزہ کا کلیجہ چبانے والی...... حضور کے روبرو

فتح مکہ کے روز جب عام معافی کا اعلان ہوا تو اہل مکہ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ ان میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ وہ ٹولیوں کی شکل میں آنے لگیں۔ انہی میں چھپتے چھپاتے ہند بنت عتبہ بھی آئی۔ سیدالکونین ﷺ کے عم محترم سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کے ساتھ اس کا انسانیت سوز کردار بالکل عیاں تھا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت تکلیف دینا، اس کا مقصد حیات تھا۔ اس کے جرائم بے حد بھیانک، خوفناک اور ناقابل معافی تھے مگر بارگاہ نبوت میں اس کا اسلام بھی قبول ہوا اور اسے معاف کر دیا گیا۔

ہند بنت عتبہ عفو و در گزر کے اس مظاہرے سے اس قدر متاثر ہوئی کہ کفر و شرک اور بتوں سے اس کی محبت کا طلسم پاش پاش ہو گیا۔ بتوں کے بارے میں اس کی نگاہوں پر پڑا ہوا پردۂ فریب چاک ہوا۔ وہ دولت اسلام سے مالا مال ہو کر گھر واپس گئی۔ بتوں کو حقارت سے دیکھا۔ پھر انہیں توڑنے لگی۔ بتوں کو توڑتی جاتی تھی اور ساتھ ساتھ کہتی جاتی تھی: ہائے بدبختو! ہم تمہارے بارے میں کتنے دھوکے میں مبتلا تھے۔ اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کے دو بچے بطور ہدیہ ارسال کیے۔ عرض کیا: ہماری بکریاں بہت کم بچے دے رہی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی تو بہت زیادہ بکریاں ہو گئیں۔ محتاجوں کو بکریاں دیتی اور کہتی: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی دولت بخشی۔ (تاریخ طبری: ۳/۴/۱۷۲، اسد الغابۃ: ۷/۲۸۱، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۴/۴۲۵-۴۲۶)

دعوتِ فکر

فتح مکہ تاریخ اسلامی کا ناقابل فراموش واقعہ ہے۔ اس روز اللہ نے اسلام کی عزت کو چار چاند لگائے...... کفر و شرک پر کاری ضرب لگی...... بیت اللہ میں اللہ کا کلمہ گونجا اور حرم مکی کو مشرکین سے اور ان کے معبودان باطلہ سے پاک کر دیا...... اس دن عفو و درگزر کی وہ نادر مثالیں قائم ہوئیں کہ تاریخ انسانی ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے...... کیا تاریخ عالم نے کوئی ایسا مشفق اور عالی ظرف قائد دیکھا ہے؟

(iii) ہوتی ہے روشنی...... میرے نبی کی دعا سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حبشی عورت یا ایک نوجوان مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (عورت یا جوان کو کچھ عرصہ) مفقود پایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت یا نوجوان کے بارے میں دریافت فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو آپ لوگوں

نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ راوی بیان کرتے ہیں کہ گویا صحابہ کرام نے اس کی موت کو اتنی اہمیت نہ دی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قبر کے بارے میں بتاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مقام تدفین بتایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود وہاں تشریف لے جا کر) اس کی نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: یہ قبریں ان قبر والوں کے لیے ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ میری ان پر پڑھی گئی نماز جنازہ کی بدولت (ان تاریک قبور میں) روشنی فرما دے گا۔ (صحیح بخاری: ۱/۱۷۵-۱۷۶، الرقم: ۴۴۶-۴۴۸، صحیح مسلم: ۲/۶۵۹، الرقم: ۹۵۶، سنن ابوداود: ۳/۲۱۱، الرقم: ۳۲۰۳)

ے رحمت دو جہاں، حامی بیکس شاہ کون مکان وہ کہاں میں کہاں
سرور سروراں، رہبر رہبراں، تاجدار شہاں وہ کہاں میں کہاں
ان کی خوشبو سے مہکے چمن در چمن تذکرے آپ کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی، تاروں کی روشنی، ان کے رخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں

کمزوروں اور یتیموں پر رحمت مصطفیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزوروں اور یتیموں کے ساتھ خصوصی طور پر انسیت اور محبت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی بارش بالخصوص یتیموں پر برستی تھی۔

(i) اے یتیم! تیرے مقدروں پہ قربان میں

یتیم کی قسمت پر ناز کرنے کو جی چاہتا ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں اس طرح ہوں گے اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنی شہادت کی انگلی اور

درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔'' (صحیح بخاری: ۵/۲۰۳۲، الرقم: ۴۹۹۸، سنن ترمذی: ۴/۳۲۱، الرقم: ۱۹۱۸، مسند احمد بن حنبل: ۵/۳۳۳، الرقم: ۲۲۸۷۱)

(ii) بہترین...... اور...... بدترین گھر کی مثالیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْہِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْہِ ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔'' (سنن ابن ماجہ: ۲/۱۲۱۳، الرقم: ۳۶۷۹، الترغیب والترہیب: ۳/۲۳۶، الرقم: ۳۸۴۰، المعجم الاوسط: ۵/۹۹، الرقم: ۴۷۸۵)

(iii) اے محبوب دو عالم...... تیری سوچوں پہ لاکھوں سلام

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً شَکَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَسْوَۃَ قَلْبِہٖ، فَقَالَ لَہٗ: اِنْ اَرَدْتَّ تَلْیِیْنَ قَلْبِکَ فَاَطْعِمِ الْمِسْکِیْنَ وَامْسَحْ رَاْسَ الْیَتِیْمِ ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل کے سخت ہونے کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پہ ہاتھ رکھو۔''

(مسند احمد بن حنبل: ۲/۲۶۳، الرقم: ۹۰۰۶، شعب الایمان: ۷/۴۷۲، الرقم: ۱۱۰۳۴)

یتیموں کو سہارا ملا	تو حضور کی رحمت سے
بے سہاروں کو آسرا ملا	تو حضور کی رحمت سے
بے چاروں کو چارا ملا	تو حضور کی رحمت سے
کمزوروں کو سہارا ملا	تو حضور کی رحمت سے
غمزدوں کو غمگسار ملا	تو حضور کی رحمت سے

غلاموں پر رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خادموں اور غلاموں کے ساتھ بھی بڑی نرمی سے پیش آتے اور ان پر بھی خصوصی کرم فرماتے۔ دنیوی معاملات اور کام کاج کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خادم پر نہ کبھی سختی فرمائی، نہ ہی کبھی مارا۔

(i) کون ہے جہاں میں...... جس کو نبی کا سہارا نہیں

اگر ہم دور جاہلیت کے غلاموں کی زندگی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کوئی حقوق نہ تھے۔ ان کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دیکھیں کہ آپ نے غلاموں کو معاشرے میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ عربوں کے ہاں اگر کوئی غلام آزاد بھی ہو جاتا تھا تو اسے ''مولیٰ'' کہا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا عیب تصور کیا جاتا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے غلاموں پر رحمت دیکھیں کہ آپ نے غلاموں کو حقوق عطا فرماتے ہوئے کہا:

وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ۔

''ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر کام کا بوجھ نہ ڈالو لیکن اگر تم اپنے نوکروں یا غلاموں کو اس طرح مشقت والا کام کہہ دو تو پھر اس کے پورا کرنے میں ان کی خود بھی مدد کرو۔'' (صحیح بخاری، الرقم: ۳۰، صحیح مسلم، الرقم: ۱۶۶۱)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا:

جہاں ہوگی میری ربوبیت	وہاں ہوگی تیری نبوت

جہاں ہوگی میری خدائی — وہاں ہوگی تیری مصطفائی
جہاں ہوگی میری الوہیت — وہاں ہوگی تیری رسالت
جہاں ہوگی میری محبت — وہاں ہوگی تیری رحمت

(ii) غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اجر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰى يُعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلہ میں اس (آزاد کرنے والے شخص) کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کردے گا حتیٰ کہ غلام کی شرمگاہ کے بدلہ میں اس کی شرمگاہ کو آزاد کردے گا (یعنی ایک ایک عضو کے بدلے میں اجر دے گا)''

(صحیح بخاری:۲/۸۹۱،الرقم:۲۳۸۱،صحیح مسلم:۲/۱۱۴۷،الرقم:۱۵۰۹،سنن ترمذی:۴/۱۱۴،الرقم:۱۵۴۱)

صحابہ کرام علیہم الرضوان پر رحمت مصطفیٰ

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم — کی محبت بھی کمال ہے
امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم — کی عزت بھی کمال ہے
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم — کی مدحت بھی کمال ہے
امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم — کی رفعت بھی کمال ہے
سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم — کی عظمت بھی کمال ہے
نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم — کی صداقت بھی کمال ہے
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم — کی رحمت بھی کمال ہے

(i) آقا! تیری شفقت پہ لاکھوں سلام

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ مدینہ کی بوڑھی عورتوں کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے...... ان کی مشکلات...... مسائل اور پریشانیاں پوچھتے...... ان کے پاس بیٹھتے اور ان کے مسائل حل فرماتے...... کبھی کبھار کوئی اعرابی راستہ روک لیتا اور اپنی حاجت بیان کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دلداری فرماتے تھے...... بچوں کو اپنی گود میں لے لیتے...... ان سے پیار کرتے اور ان سے کھیلتے تھے...... فقیر اور مسکین لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ پکڑ لیتے، جہاں چاہتے لے جاتے...... اور عالم انسانیت کی سب سے بڑی شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم عظیم ترین رحمت کے حامل امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے مصائب کا مداوا بن جاتے۔

ایسے ہی اپنے صحابہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا واقعہ سنیے۔

ایک شخص جس کو صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ وہ بنو اشجع سے تعلق رکھتا تھا۔ نام زاہر بن حرام تھا۔ مدینہ منورہ سے باہر کا رہنے والا یہ دیہاتی لمبے قد کاٹھ کا تھا۔ رنگ گندمی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتا تھا۔ یہ محبت یک طرفہ نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب یہ مدینہ منورہ آتا تھا تو آتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ دیہی سوغاتیں اپنے ساتھ لاتا۔ ستو، شہد، تازہ سبزیاں، تازہ فروٹ وغیرہ جو کچھ اس کے علاقے میں میسر ہوتا وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شہری سوغاتیں تحفہ میں عطا فرماتے تھے یہ سلسلہ چلتا رہا کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک اعزاز سے نوازا جو غالباً کسی دوسرے صحابی کے حصہ میں نہیں آیا۔ ارشاد ہوا کہ زاہر ہمارا دیہی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں۔

زاہر دیہاتی لوگوں کی طرح جب بھی شہر آتا تو اپنا سامان لے کر بازار میں کھڑا ہو

جاتا۔ یہ منظر آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ جب کوئی دیہاتی سامان لے کر شہر آتا ہے تو شہری لوگ آناً فاناً اس کے گرد اکٹھے ہو جاتے ہیں تا کہ تازہ سبزیاں اور پھل وغیرہ خرید سکیں۔

ایک مرتبہ زاہر اپنے ساتھ بہت سی دیہی سوغاتیں لے کر مدینہ کے بازار میں آیا۔ ادھر سے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی بازار میں تشریف لے آئے۔ دیکھا کہ ان کا دیہاتی دوست کھڑا چیزیں فروخت کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور پیچھے سے جا کر اس کی آنکھوں پر اپنے مبارک ہاتھ رکھ دیئے۔

محترم بہنو! ذرا غور کیجئے!

یہ کیسی مخلصانہ، کتنی بے لوث اور کس قدر بے تکلیف محبت کا مظاہرہ ہے، ٹھیک اسی طرح کا مظاہرہ جو ہمارے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی کسی خاص دوست کو دیکھ کر بے تکلف احباب اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ کتنا مخلصانہ، مشفقانہ اور کریمانہ تھا۔

اسی قابل رشک پیار کا مظاہرہ زاہر کے ساتھ ہوا۔ اس نے اچانک اپنی آنکھوں پر کسی کے ہاتھ محسوس کیے تو قدرے پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کون ہے؟ کس نے میری آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہیں؟ اور پھر اس نے ہاتھوں کی نزاکت اور نوازش سے اندازہ کر لیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سونگھ لی۔ اسے معلوم ہو گیا کہ پیچھے کتنی بڑی شخصیت کھڑی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ اس نے موقع غنیمت جانا اپنی پشت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے ملنا شروع کر دیا۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت و رحمت کے لہجے میں حاضرین سے فرمایا: لوگو! کون ہے؟ جو اس غلام کو خرید لے؟ اس نے جواب میں کہا: اللہ کے رسول مجھ جیسے کالے بھجنگ دیہاتی کو خرید کر کوئی کیا کرے گا۔ یہ تو سراسر گھاٹے کا سودا ہو گا۔ ارشاد ہوا:

میرے دوست! ایسا نہ کہو۔ تمہیں کس نے کہا کہ تمہاری کوئی قدر و قیمت نہیں۔ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہو۔ تم اللہ کے ہاں نہایت قیمتی ہو۔

(مسند احمد: ۳/۱۶۱، صحیح ابن حبان، الرقم: ۵۷۶۰)

(ii) لے کر نبی کا نام...... لحد میں اتار دو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے انصاری صحابی کا نام جلیبیب رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ زیادہ خوبصورت نہ تھے اور ان کا قد بھی بڑا نہ تھا اور نہ ہی خاندان معروف تھا۔ مال و دولت بھی پاس نہ تھی۔ مگر یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے اس ساتھی سے بے حد محبت تھی۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے۔ لشکر میں سیدنا جلیبیب بھی شامل تھے۔ جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ جنگ کے اختتام پر صحابہ کرام اپنے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو تلاش کرنے لگے کہ ان کا کیا حال ہے؟ کہیں وہ زخمی یا شہید تو نہیں ہو گئے۔ ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی کو تلاش کر رہے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا:

هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ؟

''دیکھو تمہارا کوئی ساتھی بچھڑ تو نہیں گیا؟''

صحابہ کرام نے عرض کیا: فلاں فلاں شخص موجود نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ؟

''کیا تم کسی اور کو گم پاتے ہو؟''

عرض کی گئی: نہیں یا رسول اللہ! ارشاد فرمایا:

لٰكِنِّيْ اَفْقِدُ جُلَيْبِيْبًا فَاطْلُبُوْهُ

''لیکن مجھے میرا جلیبیب نظر نہیں آ رہا۔ جاؤ اسے تلاش کرو۔''

صحابہ کرام میدان جنگ میں چلے گئے۔ شہداء اور زخمیوں میں جلیبیب کو تلاش کرتے رہے، میدان کے ایک کونے میں جلیبیب نظر آئے۔

وہ منظر بڑا عجیب اور خوبصورت تھا کہ ان کی نعش کے اردگرد کافروں کی لاشیں تھیں۔ وہ ان سات کافروں سے اکیلے لڑتے رہے، ان ساتوں کو جہنم رسید کر کے شہید ہو گئے۔ ایک صحابی رسول دوڑتے ہوئے گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جلیبیب مل گئے ہیں مگر اس حالت میں ملے کہ ان کی نعش کے اردگرد سات کافروں کی لاشیں ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خود چل کر موقع پر تشریف لے گئے۔ کتنا پیارا اور خوبصورت منظر ہو گا کہ انبیاء کے امام نے ایک صحابی کو اتنی اہمیت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اپنے ساتھی کی نعش کے پاس کھڑے ہوئے، منظر دیکھا اور ارشاد فرمایا:

قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوْهُ

''اس نے سات کو قتل کیا پھر دشمنوں نے اسے قتل کر دیا۔''

هٰذَا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ

''یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔''

هٰذَا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ

''یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔''

شہداء کو دفنانے کا مرحلہ پیش ہے۔ قبریں کھودی جا چکی تھیں۔ دیگر شہداء کو دفن کیا جا رہا تھا اور اب باری جلیبیب رضی اللہ عنہ کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، اپنے مبارک ہاتھوں سے جلیبیب کو اٹھایا۔ جلیبیب رضی اللہ عنہ کی شان تو دیکھئے کہ اللہ کے رسول نے ان کی نعش کو اکیلے ہی اٹھایا ہوا ہے۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں کا سہارا جلیبیب رضی اللہ عنہ کو میسر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اپنے اس محب کو لحد میں اتار رہے ہیں۔

(صحیح مسلم، الرقم: ۲۴۷۲، مسند احمد: ۴/ ۴۲۱، الرقم: ۱۹۷۹۳)

(iii) میرے غلام پر...... نرمی کرو

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مزینہ قبیلے کے لوگ آباد تھے۔ مزینہ قبیلے کے ایک نوجوان عبدالعزیٰ بن عبدنہم المزنی کا والد وفات پا چکا تھا۔ اس نوجوان کی عمر سولہ سال تھی۔ اور ابھی تک اس کی کفالت اس کا چچا کر رہا تھا۔ عبدالعزیٰ کی بستی کے لوگ بتوں کی پوجا پاٹ کرتے تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جس مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے جا رہے تھے۔ چونکہ عبدالعزیٰ کی بستی ان دونوں شہروں کے درمیان تھی۔ اس لیے آنے جانے والے قافلے اس بستی میں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے ٹھہرتے۔ کچھ قافلے تو رات بھی یہیں گزارتے تھے۔

ایک دن عبدالعزیٰ کی قسمت جاگ اٹھی، کچھ مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جا رہے تھے۔ انہوں نے اس بستی میں قیام کیا اور عبدالعزیٰ کو اسلام کی دعوت دی۔ عبدالعزیٰ نہایت سلیم الفطرت نوجوان تھا۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ وہ صحابہ کرام سے ضروری تعلیمات اور قرآن سیکھتا۔ کم وبیش تین سال اسی طرح گزر گئے۔ ہجرت کا چوتھا سال شروع ہوا۔ ایک مرتبہ قافلے میں شریک ایک نوجوان نے عبدالعزیٰ کو ہجرت کرنے کے لیے کہا۔ عبدالعزیٰ نے اپنے چچا کو بتایا کہ

''میں نے عقیدۂ توحید قبول کر لیا ہے اور

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ○

کا اقرار کر لیا ہے۔ اور اب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی مزید برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جا رہا ہوں۔

یہ سن کر چچا کو شدید غصہ آیا اور کہا کہ اگر تم اسلام کو نہیں چھوڑو گے تو پھر تمہیں ہر نعمت، ہر چیز جس کے تم مالک ہو چھوڑنا ہوگی۔ میں تم سے تمام آسائشیں اور سہولتیں واپس لے لوں گا۔ سنو! ہر چیز حتیٰ کہ تمہارے تن کے کپڑے بھی تم سے اتروا لیے جائیں گے۔

عبدالعزیٰ گویا ہوا: چچا جان! جیسے آپ کی مرضی۔ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی چیز کو اہمیت اور فوقیت نہیں دے سکتا۔ چچا نے عبدالعزیٰ کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ عبدالعزیٰ ننگا ہو چکا تھا۔ اسے زمین پر دو ٹاٹ کے ٹکڑے نظر آئے اس نے جلدی سے ایک ٹکڑے سے اپنا ستر چھپالیا اور دوسرا اپنے کندھے پر ڈال لیا۔

عبدالعزیٰ پیدل ہی مدینے شریف میں پہنچ گیا۔ اور مسجد نبوی میں لیٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ صحابہ کرام کی طرف دیکھا تو ایک اجنبی چہرہ نظر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا:

مَنْ اَنْتَ؟

تم کون ہو؟

کہنے لگا: اَنَا عَبْدُ الْعُزّٰی

میں عبدالعزیٰ ہوں۔

سوال ہوا: تم ٹاٹ میں کیوں ملبوس ہو؟ عبدالعزیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پوری داستان بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا ہے اور دنیا کی ہر نعمت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس نئے ساتھی کو حوصلہ دیا اور فرمایا: ”آج سے تمہارا نام عبدالعزیٰ نہیں بلکہ عبداللہ ذوالبجادین ہے۔“ ذوالبجادین کا معنیٰ ہے ٹاٹ کے دو ٹکڑوں والا۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ چند سال گزرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ ایک بڑا لشکر تھا دیگر مجاہدین اسلام کے ساتھ عبداللہ ذوالبجادین بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ یہ جذبۂ شہادت سے سرشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے درخواست کی: اللہ کے رسول! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس جنگ میں شہادت کی نعمت نصیب فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ دَمَہٗ عَلَی الْکُفَّارِ

''اے اللہ! میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔''

انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میرا یہ تو ارادہ نہ تھا۔ میں تو شہادت کا متمنی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ذوالبجادین! تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے ہو۔ اگر تمہیں بخار ہو جائے اور تم بخار سے وفات پا جاتے ہو تو بھی شہید ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے۔ تبوک میں قیام کے دوران ہی عبداللہ ذوالبجادین کو ایک دن بخار ہو گیا۔ طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور عبداللہ ذوالبجادین اللہ کو پیارا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو ہمراہ لے کر ان کے کفن دفن کا بندوبست کرنے لگے۔ وہ ایک سرد رات تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آدھی رات کو اٹھے اور مسلمانوں کے کیمپ کے ایک کنارے پہنچ گئے۔ انہوں نے عجیب منظر دیکھا کہ بلال بن حارث نے ایک چھوٹی سی مشعل پکڑ رکھی ہے جس کی روشنی میں ایک قبر کھودی جا چکی ہے۔ سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں کسی کی نعش ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں۔ انہیں معلوم ہوا کہ یہ عبداللہ ذوالبجادین کی میت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

اَدْلِیَا اِلَیَّ اَخَاکُمَا

''اپنے بھائی کو میرے قریب کرو۔''

سیّدنا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالبجادین کی نعش تھما رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

رِفْقًا بِاَخِیْکُمْ

''اپنے بھائی کو نرمی کے ساتھ تھامو۔''

رِفْقًا بِاَخِيْكُمْ

''ذرا پیار سے، نرمی سے اور محبت سے پکڑو۔''

کیونکہ اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

''وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے ساتھی کو اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھایا اور بڑی محبت اور پیار سے قبر میں اتارا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر اللہ سے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَمْسَيْتُ عَنْهُ رَاضِيًا

''اے اللہ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آج شام تک ذوالبجادین سے راضی تھا۔''

فَارْضَ عَنْهُ

''اے اللہ! تو بھی اس سے راضی ہو جا۔''

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے دفن کیا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ قَارِئًا لِّلْقُرْآنِ مُحِبًّا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ

''اے اللہ! اس پر رحمت فرما۔ یہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا اور رسول اللہ سے محبت کرنے والا تھا۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس صحابی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر رحمت دیکھتے ہیں تو بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں:

يَا لَيْتَنِىْ كُنْتُ صَاحِبَ اللَّحْدِ

''کاش اس قبر والا میں ہوتا۔'' (دلائل النبوۃ ۵۲۳/۲، سیرۃ ابن ہشام: ۱۷۲،۱۷۱/۴۰)

بیماروں پر رحمت مصطفیٰ

جب رحمت حضور کی بات ہوتی ہے
رقص میں کائنات ہوتی ہے

ان کی رحمت سے دن نکلتا ہے
ان کے صدقے میں رات ہوتی ہے

(i) کتنی عظیم ہے...... بشارت رسول کی

جس کو جو کچھ ملا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے ملا ہے۔

فضیلت ہے	تو اسی در میں ہے
سخاوت ہے	تو اسی در میں ہے
عدالت ہے	تو اسی در میں ہے
امامت ہے	تو اسی در میں ہے
شجاعت ہے	تو اسی در میں ہے
شہادت ہے	تو اسی در میں ہے
رحمت ہے	تو اسی در میں ہے

گناہوں کی معافی کی بشارت ہے تو اسی در میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ، وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ، وَلَا حَزَنٍ، وَلَا اَذًی، وَلَا غَمٍّ، حَتّٰی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ

''حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو پہنچنے والی کوئی مشکل، تکلیف، غم، ملال، اذیت اور کوئی دکھ ایسا نہیں کہ جس کا اسے بارگاہ الٰہی

سے اجر نہ ملے حتیٰ کہ اگر اس کے پیر میں کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۵/ ۲۱۳۷، الرقم: ۵۳۱۸، صحیح مسلم: ۴/ ۱۹۹۲، الرقم: ۲۵۷۳، سنن ترمذی: ۳/ ۲۹۸، الرقم: ۹۶۶)

(ii) ہے بشارتوں کا پیکر...... ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

''حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو ان سے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا؟ کیوں کانپ رہی ہو؟'' عرض کی: مجھے بخار ہے، اللہ عزوجل اس میں برکت نہ دے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ آدمی کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔''

(مسلم، کتاب: البر والصلۃ، ص: ۱۳۹۲، الرقم: ۲۵۷۵)

؎ عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

(iii) بیمار پرسی کرنے والے پر...... رحمت مصطفیٰ

ہمارے پیارے آقا، وہ رحمت والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے در پر ہر وقت رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا در اقدس وہ در ہے۔

جہاں ظلم نہیں — پیار ہے
جہاں بے چینی نہیں — قرار ہے
جہاں درد نہیں — دوا ہے
جہاں مرض نہیں — شفا ہے

جہاں مرمر نہیں ــــ صبا ہے
جہاں ظلمت نہیں ــــ ضیاء ہے
جہاں فنا نہیں ــــ بقا ہے
جہاں غیر نہیں ــــ حبیب ہے
جہاں مریض نہیں ــــ طبیب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں مریضوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ مریضوں کو نجات کی خوشخبری دیتے ہیں وہاں مریضوں کی عیادت کرنے والوں کے لیے بھی رحمت بن کر آئے۔ بیمار پرسی کرنے والوں کے لیے بھی رحمت کا مژدہ سناتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰه عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى يَرْجِعَ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيْهَا ۔

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو وہ اس وقت تک رحمت سے معمور رہتا ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے لوٹ کر آئے اور جب تک وہ اس کے پاس بیٹھا رہتا ہے رحمت سے سرشار رہتا ہے۔“ (مسند احمد بن حنبل: ۳/۳۰۴، الرقم: ۱۴۲۹۹، مستدرک حاکم: ۱/۵۰۱، الرقم: ۱۲۹۵؛ الترغیب والترہیب: ۴/۱۶۶، الرقم: ۵۲۷۶)

(iv) جنت کے باغ میں چلنے والا......خوش نصیب

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جب کوئی شخص کسی کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو (یہ ایسا مبارک اور مقبول عمل ہے جیسے) وہ جنت کے باغ میں چلتا ہے، جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے، اگر یہ صبح کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے دعا کی

دعا کرتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

(سنن ترمذی: ۳/ ۳۰۰، الرقم: ۹۶۹، سنن ابوداؤد: ۳/ ۱۸۵، الرقم: ۳۰۹۸، سنن ابن ماجہ: ۱/ ۴۶۳، الرقم: ۱۴۴۲)

گنہگاروں پر رحمت مصطفیٰ

حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رحمت خدا بن کر عالمین کے لیے رحمتوں کا سامان لے کر رحمتوں کے مہینے میں رحمتیں فرمانے کے لیے تشریف لائے اور گنہگاروں کو بھی اپنی رحمتوں کے سائے تلے جگہ دی کیونکہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ کی رحمت ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ کی نعمت ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ کا نور ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ کی برہان ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ کے مقرب ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ کے پیغمبر ہیں

(i) رحمت رسول میں...... گنہگاروں کا حصہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے ان افراد کے لیے جو کبائر کے مرتکب ہوئے۔" (سنن ترمذی: ۴/ ۶۲۵، الرقم: ۲۴۳۵، سنن ابوداؤد: ۴/ ۲۳۶، الرقم: [illegible] سنن ابن ماجہ: ۲/ [illegible]، الرقم: [illegible])

(ii) [illegible]

[illegible] سے مروی ہے فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ یا مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو کسی ایسے جرم کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا ان کے لیے مشکل تھا۔ ہاں ان گناہوں سے بچنا مشکل تو نہ تھا البتہ وہ گناہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کبیرہ گناہ ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے پیشاب کے قطروں سے اپنے جسم اور کپڑوں کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔

پھر آپ نے ایک (سرسبز) ٹہنی منگوائی، اسے توڑ کر اس کے دو حصے کیے اور پھر ہر قبر پر اس کا ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ فرمایا: ایسا اس امید پر کیا ہے کہ شاید جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہو جائیں (ان کی تسبیح کی وجہ سے) ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے۔

(صحیح بخاری: ۱/۳۵-۳۴)

ان کی رحمت چاہئے ان کی شفاعت چاہئے
اے گنہگارو! تمہیں گر خلد و جنت چاہئے
منحصر ہے اس حقیقت پر ہی دیدار خدا
مصطفیٰ ﷺ کے روئے انور کی زیارت چاہئے

دشمنوں پر رحمت مصطفیٰ

میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آقا ہیں کہ

کوئی جفا کرے — تو اس کے بدلے وفا دیتے ہیں
بچھڑے ہوؤں کو — آپس میں ملا دیتے ہیں
ہر سائل کو — اس کی طلب سے سوا دیتے ہیں
بھٹکے ہوؤں کو — ان کی منزل کا پہونچا دیتے ہیں

کوئی لاچار بیمار آئے ۔ تو اس کو دوا دیتے ہیں
کوئی پریشان آئے ۔ تو اس کو دعا دیتے ہیں
احسان کے بدلے میں ۔ اچھی جزا دیتے ہیں
بے سہاروں غم کے ماروں کو ۔ حوصلہ دیتے ہیں
دشمن کو بھی اپنی رحمت سے ۔ بہتر صلہ دیتے ہیں

(i) اب میری نگاہوں میں...... جچتا نہیں کوئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب کچھ سواروں کو روانہ کیا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لے آئے اور اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ثمامہ! تمہارا کیا ارادہ ہے؟ جواب دیا: اے محمد! میرا ارادہ نیک ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں تو گویا ایک خونی آدمی کو قتل کیا اور اگر احسان فرمائیں تو شکر گزار (بندے) پر احسان ہوگا۔ اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں مانگ سکتے ہیں۔

جب دوسرا روز ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثمامہ! کیا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میں کہہ چکا کہ اگر احسان فرمائیں تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے اور اگلے روز پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا خیال ہے؟ کہنے لگا: میں تو عرض کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ وہ چلا گیا اور مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کیا پھر مسجد نبوی میں آ کر کہنے لگا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رسول ہیں۔

[illegible] زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ کسی کا چہرہ

ناپسند نہیں تھا۔ لیکن آج مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہوگیا ہے۔ خدا کی قسم! آپ کے دین سے زیادہ مجھے کوئی دین ناپسند نہ تھا لیکن آج مجھے آپ کا دین سب سے زیادہ پیارا ہوگیا ہے۔ خدا کی قسم! مجھے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند کوئی شہر نہ تھا لیکن آج آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ پیارا ہوگیا ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے گرفتار کرلیا حالانکہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا۔ اب اس بارے میں آپ کا حکم کیا ہے؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دی اور فرمایا: کہ وہ عمرہ کرے۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو کسی نے اس سے کہا: کیا تم بے دین ہوگئے ہو؟ جواب دیا: نہیں بلکہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر مسلمان ہوگیا ہوں۔ خدا کی قسم! اب تمہارے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔

(صحیح بخاری: ۴/ ۱۵۸۹، الرقم: ۴۱۱۴، صحیح مسلم: ۳/ ۱۳۸۶، الرقم: ۱۷۶۴، سنن ابوداؤد: ۳/ ۱۵۸، الرقم: ۲۶۷۹)

(ii) یہ یہودی ہے...... تو پھر کیا ہوا؟

''حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن حنیف اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ دونوں کھڑے ہوگئے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ تو یہاں کے کافر ذمی شخص کا جنازہ ہے۔ دونوں نے بیان فرمایا:

(ایک مرتبہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے۔ عرض کیا گیا: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ (انسانی) جان نہیں ہے؟''

(صحیح بخاری: ۱/ ۴۴۱، الرقم: ۱۲۵۰، صحیح مسلم: ۲/ ۶۶۱، [illegible])

جانوروں پر رحمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	صالحین کو ملی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	سالکین کو ملی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	عالمین کو ملی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	غلاموں کو ملی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	پہاڑوں کو ملی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	سرداروں کو ملی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت	جانوروں کو ملی

(i) تیری تسکین نے......روتے ہنسا دیئے ہیں

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔ (سنن ابوداود: ۳/۲۳، الرقم: ۲۵۴۹، مسند احمد بن حنبل، ۱/۲۰۵، الرقم: ۱۷۵۴، مسند ابو یعلی: ۱۲/۱۵۸-۱۵۹، الرقم: ۶۷۸۷)

(ii) [illegible] ...... میرا بھی حصہ ہے

حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے پاس کھڑا ہو گیا (جیسے کان میں کوئی بات کہہ رہا ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اونٹ! پر سکون ہو جا۔ اگر تو سچا ہے تو تیرا سچ تجھے فائدہ دے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تجھے اس جھوٹ کی سزا ملے گی۔ بے شک جو ہماری پناہ میں آجاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے امان دے دیتا ہے اور ہمارے دامن میں پناہ لینے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ سو یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا ہے اور اس نے تمہارے نبی کی بارگاہ میں استغاثہ کیا ہے۔ ہم ابھی باہم اس گفتگو میں مشغول تھے کہ اس اونٹ کے مالک بھاگتے ہوئے آئے۔ جب اونٹ نے ان کو آتے دیکھا تو وہ دوبارہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے قریب ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھپنے لگا۔ ان مالکوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا یہ اونٹ تین دن سے ہمارے پاس سے بھاگا ہوا ہے اور آج یہ ہمیں آپ کی خدمت میں ملا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ میرے سامنے شکایت کر رہا ہے اور یہ شکایت بہت بری ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہتا ہے کہ یہ تمہارے پاس کئی سال تک پلا بڑھا۔ جب موسم گرما آتا تو تم گھاس اور چارے والے علاقوں کی طرف اس پر سوار ہو کر جاتے اور جب موسم سرما آتا تو اسی پر سوار ہو کر گرم علاقوں کی جانب کوچ کرتے۔ پھر جب اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو تم نے اسے اپنی اونٹنیوں میں افزائش نسل کے لیے چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے کئی صحت مند اونٹ عطا کیے۔ اب جبکہ یہ خستہ حالی کی عمر کو پہنچ گیا ہے تو تم نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لینے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔'

انہوں نے عرض کیا: خدا کی قسم، یارسول اللہ! یہ بات من وعن اسی طرح ہے جیسے آپ نے بیان فرمائی۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک اچھے خدمت گزار کی اس کے مالکوں کی طرف سے کیا یہی جزا ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ ہی اسے ذبح کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ اس نے تم سے پہلے فریاد کی تھی مگر تم نے اس کی دادرسی نہیں کی اور میں تم سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی ہے۔ اور اسے مومنین کے دلوں پر رکھ دیا ہے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو ان سے ایک سو درہم میں خرید لیا اور فرمایا: اے اونٹ! جا، تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ اس اونٹ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس اپنا منہ لے جا کر کوئی آواز نکالی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین۔ اس نے پھر دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین۔ اس نے پھر دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: آمین۔ اس نے جب چوتھی مرتبہ دعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے پہلی دفعہ کہا: اے نبی مکرم! اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ میں نے کہا: آمین۔ پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ کی امت سے اسی طرح خوف کو دور کر دے جس طرح آپ نے مجھ سے خوف کو دور فرمایا ہے۔ میں نے کہا: آمین۔ پھر اس نے دعا کی: اللہ تعالیٰ دشمنوں سے آپ کی امت کے خون کو اسی طرح محفوظ رکھے جس طرح آپ نے میرا خون محفوظ فرمایا ہے۔ اس پر بھی میں نے آمین کہا۔

[illegible] اللہ تعالیٰ ان کے درمیان جنگ و جدال پیدا نہ ہونے دے۔ یہ سن کر

مجھے رونا آ گیا کیونکہ یہی دعائیں میں نے بھی اپنے رب سے مانگی تھیں تو اس نے پہلی تین تو قبول فرمالیں لیکن اس آخری دعا سے منع فرما دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ میری یہ امت آپس میں تلوار زنی سے فنا ہوگی۔ جو کچھ ہونے والا ہے قلم اسے لکھ چکا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ۳/۱۴۴-۱۴۵، الرقم: ۳۴۳۱)

؎ دنیا میں رحمت دو جہاں ﷺ اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ جس کی شان ہے
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی جسے فرمایا وہ شہا تمہیں تو ہو

درس ہدایت

ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کریم ورحیم ہیں کہ کسی کا دکھ درد نہیں دیکھ سکتے۔ انسان تو انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں پر بھی خوب شفقت وکرم فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کی بولی سمجھتے، ان کی فریاد رسی فرماتے اور کسی کو کیسی ہی جسمانی روحانی بیماری یا پریشانی ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر کرم فرماتے تو اس کی بیماریاں اور مصیبتیں دور ہو جاتیں۔

(iii) رحمت کائنات نے...... بددعاؤں سے منع فرمادیا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بواط کی جنگ میں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے۔ ایک اونٹ پر ہم پانچ، چھ اور سات آدمی باری باری بیٹھتے تھے۔ ایک انصاری اونٹ پر بیٹھنے لگا، اس نے اونٹ کو بٹھایا، پھر اس پر سوار ہوا، پھر اس کو چلانے لگا۔ اونٹ نے اس کے ساتھ کچھ شوخی کی، اس نے اونٹ سے کہا: چل، اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اپنے اونٹ کو لعنت کرنے والا کون

شخص ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ سے اتر جاؤ۔ ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو، اپنے آپ کو بددعا نہ دو۔ نہ اپنی اولاد کو بددعا دو، اور نہ اپنے اموال کو بددعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ ساعت ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی عطا کا سوال کیا جائے اور وہ دعا قبول ہو جائے۔

(صحیح مسلم:۴/۲۳۰۴، الرقم:۳۰۰۹، الترغیب والترہیب:۲/۳۲۲، الرقم:۲۵۵۵)

دعوتِ فکر

آج کل بددعا کرنا...... ہمارا معمول بن چکا ہے یاد رکھیں!

بچوں کے لیے بددعا کرنا	جائز نہیں
اپنے لیے بددعا کرنا	جائز نہیں
ہمسائیوں کے لیے بددعا کرنا	جائز نہیں
جانوروں کے لیے بددعا کرنا	جائز نہیں

کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بددعا قبول ہو جائے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں۔

اگر آپ ﷺ کی چشم رحمت نہ ہوتی
دو عالم میں کچھ بھی گوارا نہ ہوتا

تیری شفاعت کا آسرا ہے اور اسی کے منتظر
تیرے صدقے گر بخشش نہ ہوتی تو ہمارا گزارا نہ ہوتا

چشم رحمت کے اشارے ہوئے تو موقعے ملیں
ورنہ بہت خوار ہوتے کوئی حال ہمارا نہ ہوتا

اللہ نے فرمایا حضرت آدم پیارے صفی کو
تمہیں بھی پیدا نہ کرتا گر محبوب ہمارا نہ ہوتا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْمُصْطَفٰى ○ خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ ○ مُحِبِّ الْمُرْتَضٰى ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتِمِ الْاَنْبِيَآءِ ○ اَلَّذِىْ كَانَ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالسَّمَآءِ ○ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَ بَنٰتِهٖ وَ ذُرِّيّٰتِهٖ وَ اَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ ذَوِى الدَّرَجَاتِ وَالْعُلٰى ○

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِىَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ
وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِى الْكَرَمِ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

تری خوشبو توں سب مہکن فضاواں یا رسول اللہ ﷺ
ترے دم نال نیں ٹھنڈیاں ہواواں یا رسول اللہ ﷺ

میں کجھ وی نئیں جے تیرے نال میری کوئی نسبت نئیں
میں سب کجھ ہاں جے میں تیرا اسداواں یا رسول اللہ ﷺ

جنہاں نیں تیریاں قدماں نوں سینے نال لایا اے
نصیباں والیاں ہویاں اوہ [illegible] یا رسول اللہ ﷺ

مدینے آ کے ایہو رات دن میری عبادت اے
تیرے روضے توں نہ اکھیاں ہٹاواں یا رسول اللہ ﷺ

اجل دے آون توں پہلاں جے تیری دید ہو جائے
میں ایس موت توں قربان جاواں یا رسول اللہ ﷺ

کویں سوز آشنا تحریر ہو جائے ظہوری دی
قلم ہجائی دا میں کتھوں لیاواں یا رسول اللہ ﷺ

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا...... اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان انبیاء و رسل کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے محض ان کے دعویٰ نبوت و رسالت کو کافی قرار نہیں دیا بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ان کے ہاتھوں ایسے خارق عادت امور کا اظہار فرمایا جو انسانی قدرت سے باہر تھے اور جن کی عقلی توجیہ ممکن نہیں تھی۔

انبیاء ورسل علیہم السلام نے ایسے امور کے اظہار کے وقت یہ اعلان بھی فرمایا کہ ان کا اظہار اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ہوا ہے...... اور اللہ تعالیٰ نے ان خارق عادت امور کو ان کی صداقت کی دلیل بنایا ہے۔ ایسے امور کو شریعت کی اصطلاح میں معجزہ کہا جاتا ہے۔

معجزات کا ظہور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاتھوں پر ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے سانپ بن کر ساحران مصر کے جادو کی دھجیاں بکھیریں...... ان کا عصا پتھر کی چٹان پر لگا تو پانی کے بارہ چشمے جاری ہوئے...... ان کے عصا کی ایک ضرب سے پانی کی بپھری ہوئی موجیں تھم گئیں...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہہ کر مردوں کو اٹھایا...... اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ گلزار بنی۔

پروردگار عالم نے جس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات عطا فرمائے تھے اسی طرح اس نے اپنے حبیب لبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے دست اقدس پر ان گنت معجزات کا اظہار فرمایا۔

بازوئے مصطفیٰ کی طاقت پہ...... لاکھوں سلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○

(اے سپاہیان لشکر اسلام!) ان (جارح) کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کر دیا اور (اے حبیب محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے اور یہ (اس لیے) کہ وہ اہل ایمان کو اپنی طرف سے اچھے انعامات سے نوازے، بے شک اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

(پ:۹، الانفال:۱۷)

ان کلمات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص معجزہ کی طرف اشارہ ہے جس کا مشاہدہ دوست و دشمن نے بدر کے میدان میں کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کی طرف پھینک دی۔ وہ لشکر جو ایک وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا تھا کوئی کھڑا تھا تو کوئی بیٹھا تھا کسی کا منہ ادھر تھا تو کسی کی پشت ادھر تھی۔ لیکن ایک کافر بھی تو ایسا نہ رہا تھا جس کی آنکھوں کو ریت کے ذرات نے بھر نہ دیا ہو۔ سب کی آنکھیں دیکھنے سے معذور ہو گئیں۔ اور وہ کچھ ایسے دہشت زدہ اور حواس باختہ ہوئے کہ اپنے مقتولوں کے لاشے بھی پیچھے چھوڑ کر سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگے۔ (ضیاء القرآن:۲/۱۴۷)

صدیاں بیت گئیں......رب کے چیلنج کا جواب نہیں آیا

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ ہر زمانہ میں اور ہر علاقہ میں وہاں رہنے والے انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کے لیے انبیاء ورسل مبعوث فرماتا ہے جوان لوگوں کوفسق و فجور کی دلدل اورشرک وکفر کے اندھیروں سے نکال دیتے ہیں اورشاہراہ مستقیم پر گامزن کردیتے ہیں۔ بارگاہ عظمت وکبریائی سے ہرنبی کوخصوصی قوتیں عطا ہوتی ہیں۔ اس کو ہم اپنی زبان میں معجزہ کہتے ہیں۔ اس میں زمانے کے تقاضوں کوپیش نظر رکھا جاتا ہے اور اس نبی نے جس باطل سے ٹکرانا ہوتا ہے اس باطل کے پاس اپنی طاغوتی طاقت کو برقرار رکھنے کے لیے جوموثر ترین (Effective) ہتھیار ہوتا ہے، معجزہ کی زد سے جب اس کا رعب و ہیبت دلوں سے دور ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے لیے حق کو قبول کرنا آسان (Easy) ہوجاتا ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ نے فرعون اوراس کی رعایا کوگمراہی سے نکال کر راہ حق پر گامزن کرنے کے لیے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کومبعوث فرمایا تو اس وقت مصر میں ہر طرف جادو کی فرمانروائی تھی......ادنیٰ واعلیٰ......حاکم ومحکوم......فرعون اوراس کے پرستار سب جادو کی ساحرانہ بالادستی کے سامنے سرافگندہ تھے......اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کووہ معجزات عطا فرمائے جنہوں نے جادو کی برتری کے غبارے سے ہمیشہ کیلئے ہوا نکال دی......اور کیونکہ وہ لوگ جادو کی حقیقت (Reality) سے پوری طرح آگاہ تھے اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے جاہ وجلال کو پوری طرح ہی سمجھ سکتے تھے اور پوری طرح وہ اس کی قدر وقیمت کا اندازہ لگا سکتے تھے......اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کووہ معجزات عطا فرمائے جن کے باعث سحر اور ساحروں کا پرچم سرنگوں ہو گیا......انہیں یہ یقین ہوگیا کہ جوکچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کر دکھایا ہے ہمارے جادومنتر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے......اس لیے سب سے پہلے فرعون کے ساحروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پرایمان لانے کا اعلان کردیا۔

☆......اسی طرح جس زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اس وقت طب اور حکمت کا چار سوڈنکا بج رہا تھا......اس زمانے کے طبیب اور حکیم لاعلاج بیماریوں کا ایسا علاج کرتے تھے کہ مریض بالکل تندرست ہو جاتا تھا......اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ معجزہ عطا فرمایا جس کی عظمت کو دیکھ کر اس زمانے کے تمام اطباء اور حکماء دم بخود ہو کر رہ گئے......وہ تو لاعلاج مریضوں (Patient) کا علاج کرتے تھے جو زندہ ہوتے تھے، جو سانس لے رہے ہوتے تھے......جن کے اعضائے رئیسہ اپنے اپنے فرائض ادا کر رہے ہوتے تھے......

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو وہ معجزہ عطا فرمایا جس سے مردے زندہ ہو جایا کرتے......اور آپ ان بیماریوں کا علاج کرتے جو ان ماہر اطباء کی دسترس سے بھی باہر تھیں......آشوب چشم کے ان کے پاس زود اثر نسخے تھے لیکن جو ماں کے شکم سے اندھا پیدا ہوا اس کو بینائی کا نور بخش دینا ان کے تصور سے بھی بالاتر تھا......زخموں کا علاج کرنے کے لیے ان کے پاس بڑی زود اثر مرہمیں بھی تھیں اور دیگر نسخے بھی تھے......وہ ان مہلک زخموں کا بھی بڑی کامیابی سے علاج کرتے تھے جن سے مریض کا بچ نکلنا محال سمجھا جاتا تھا لیکن لاعلاج امراض میں مہارت تامہ اور طویل تجربہ رکھنے کے باوجود کوڑھ کی بیماری کا علاج ان کے حیطۂ امکان میں نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انہیں یہ قوت عطا فرمائی کہ مردہ کو کوئی دوا (Medicine) دیئے بغیر......کوئی مالش کیے بغیر......کوئی پاؤڈر سنگھائے بغیر......کوئی گلوکوز کا ٹیکہ (Injection) لگائے بغیر صرف اتنا فرماتے تھے کہ

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ

تو وہ مردہ فوراً آنکھیں کھول دیتا تھا اور کفن جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ آپ کے ان معجزات کو دیکھ کر عوام تو حیران و ششدر رہ ہی جاتے تھے، لیکن جب ماہر اطباء اور تجربہ کار (Experienced) حکماء ان کمالات کو دیکھتے تو ان کے قلوب و اذہان یہ

تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے کہ اس میں کسی انسانی علم...... کسی انسانی تجربہ...... کسی انسانی قوت کا دخل نہیں بلکہ یہ فیضان اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے اور جب انہیں یہ یقین ہو جاتا تو ان کے لیے اس نبی پر ایمان لانا اور اس کے احکام کو بجالانا قطعاً مشکل نہ رہتا۔

☆...... جب محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ آیا تو اللہ رب العزت کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ اپنے محبوب کو ایسے معجزہ سے سرفراز فرمایا جس کے نور کو زمین کے دور دراز گوشوں میں آباد انسان بھی دیکھ سکیں...... اور قیامت تک آنے والی نسلیں (Generation) بھی اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ (Observation) کر سکیں اور وہ معجزہ قرآن کریم کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مرحمت فرمایا جس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب کے متکبر قادر الکلام شعراء اور خطباء کی گردنیں جھک گئیں اور قیامت تک اس کتاب کو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ (Safe) رکھنے کی ذمہ داری (Responsibilty) خود خالق کائنات نے اٹھائی تا کہ جس زمانہ میں بھی کسی علاقہ میں بھی کوئی شخص اس کتاب مقدس کو دیکھے تو اسے یقین آجائے کہ زبر، زیر کے فرق کے بغیر یہ کتاب صدیوں کے بعد بھی اپنی اصلی حالت میں نور افشانی کر رہی ہے اور گم کردہ راہوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝

بے شک ہم نے ہی اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید کو) اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (پ:۱۴، الحجر:۹)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سنائیں تو ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے بلکہ اس وحدہٗ لاشریک قادر مطلق کا کلام ہے اور اگر کسی کے ذہن میں یہ شک ہو کہ یہ کلام الٰہی نہیں بلکہ کسی انسان کا کلام ہے

تو اے اہلِ عرب کے فصحاء و بلغاء! آؤ اور اس جیسا کلام بنا کر دکھاؤ۔ اگر اکیلے اکیلے تم اس چیلنج کو قبول (Accept) نہیں کر سکتے تو جزیرہ عرب کے جملہ فصیح اللسان لوگوں کو اکٹھا کرو اور سب مل کر کوشش کرو اس جیسا کلام پیش کرو۔ اگر سارے قرآن جیسا نہیں پیش کر سکتے تو اس جیسی دس سورتیں ہی پیش کر کے دکھاؤ۔

ارشاد خداوندی ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○

کیا کفار کہتے ہیں کہ اس نے یہ (قرآن خود) گھڑ لیا ہے آپ فرمائیے (اگر ایسا ہے) تو تم بھی لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو (اپنی مدد کے لیے) جس کو بلا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم (اس الزام تراشی میں) سچے ہو۔ (پ:۱۲، ہود:۱۳)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○

اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ (پ:۱، البقرہ:۲۳)

یعنی اگر اس جیسی پوری کتاب نہیں لا سکتے تو اس کی دس سورتوں جیسی سورتیں بنا کر پیش کر دو۔ اگر تم دس سورتیں پیش کرنے سے بھی قاصر ہو تو اس جیسی صرف ایک سورت ہی پیش کر دو اگر تم اکیلے اکیلے ایک سورت بھی پیش نہیں کر سکتے تو تمہیں اذن عام ہے اپنے سارے حمائتیوں کو اکٹھا کر دو سر جوڑ کر بیٹھو اور اس کتاب کی کسی ایک سورت جیسی کوئی سورت پیش کر دو۔

یہ ہوشربا اور واضح چیلنج دینے کے بعد انہیں یہ بھی بتا دیا کہ تم ہزار جتن کرو، کوششوں کی انتہا کر دو تم ایسا ہرگز نہیں کر سکو گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔ (پ:۱، البقرہ:۲۴)

ان چیلنجوں میں جو زور اور جوش و خروش ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ پھر یہ کہ یہ چیلنج صرف ایک دفعہ ہی نہیں دیا گیا بلکہ تیئس سال تک بار بار دشمنان اسلام کو...... منکرین قرآن کو...... جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہا گیا کہ اس جیسی ایک سورت ہی پیش کر دو...... لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی...... اور قرآن کریم کا چیلنج آج بھی موجود ہے...... کفر و شرک کے سرغنوں کو دعوت مقابلہ دے رہا ہے۔

چودہ صدیاں بیت چکی ہیں اس عرصہ میں سینکڑوں خونیں انقلاب برپا ہوئے...... کئی خاندان عزت کے آسمان پر چمکے اور غروب ہو گئے...... کئی بستیاں آباد ہوئیں اور اجڑ گئیں...... اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اس کے مطابق کتاب مقدس کی حفاظت فرمائی...... بڑی بڑی اسلام دشمن طاقتیں برسر اقتدار آئیں اور کوشش کے باوجود اس کے ایک نقطہ کو بھی نہ بدل سکیں۔

کیا یہ بات اس دعویٰ کی روشن دلیل نہیں ہے کہ جس نے یہ آیت نازل کی وہ کوئی انسان نہیں بلکہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور اس نے جو وعدہ فرمایا دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت اس کے خلاف نہیں کر سکتی۔

اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

جس نے اس کتاب کو اتارا وہی اس کی ہر تحریف اور ہر تغیر و تبدل سے حفاظت

کرنے والا ہے۔ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

تیری شفقتوں کا کوئی...... جواب نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (والدۂ حضرت انس) سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے جس میں ضعف محسوس ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک محسوس فرما رہے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟

انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور جو کی چند روٹیاں نکال لائیں۔ پھر اپنا ایک دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک پلے سے روٹیاں لپیٹ دیں۔ روٹیاں میرے سپرد کر کے باقی دوپٹہ مجھے اوڑھا دیا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ کر دیا۔ میں روٹیاں لے کر گیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور شمع رسالت کے گرد چند پروانے بھی موجود تھے۔

میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کھانے کے لیے بلایا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، یا رسول اللہ! تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھانے کے لیے چلو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے میں ان سے آگے چل دیا اور جا کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بتا دیا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ام سلیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر غریب خانے پر تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ عرض گزار ہوئیں: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو نکل کھڑے

ہوئے، یہاں تک کہ راستے میں رسول خدا کے پاس جا پہنچے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور ان کے گھر جلوہ فرما ہو گئے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ انہوں نے وہی روٹیاں حاضر خدمت کر دیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ٹکڑے کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سالن کی جگہ برتن سے سارا گھی نکال لیا۔ پھر رسول خدا نے اس پر وہی کچھ پڑھا جو خدا نے چاہا۔ پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلا لو۔ پس انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور چلے گئے۔

پھر فرمایا: دس آدمی کھانے کے لیے اور بلا لو۔ چنانچہ وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا: کھانے کے لیے دس اور آدمیوں کو بلا لو۔ پس انہیں بلایا گیا۔ وہ بھی شکم سیر ہو کر کھا چکے اور چلے گئے۔ پھر دس آدمیوں کو بلانے کے لیے فرمایا گیا اور اسی طرح تمام حضرات نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا، جن کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

(صحیح بخاری: ۳/۱۳۱۱، الرقم: ۳۳۸۵، صحیح مسلم: ۳/۱۶۱۲، الرقم: ۲۰۴۰، سنن ترمذی: ۵/۵۹۵، الرقم: ۳۶۳۰)

کسی شاعر نے کیا خوب مدح سرائی کی ہے۔

کریم نبی میرے، میرے تے نظر رکھدے
بیٹھے نے چٹائی تے دو جگ دی خبر رکھدے

جد ہتھاں نوں اٹھا دیون رب تعالیٰ من لیندا
ایہہ خالی نیچے آوندے نئیں، ایہہ ہتھ نے اثر رکھدے

ام سلیم کی عقیدت پہ...... لاکھوں سلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں: میری والدہ نے ایک بکری پالی ہوئی تھی اور اس کا جو گھی ہوتا تھا وہ ایک کپی میں جمع کرتی رہتی تھیں یہاں تک کہ وہ کپی گھی سے بھر گئی۔ میری والدہ نے وہ کپی ربیبہ کو دے کر اسے حکم دیا کہ وہ یہ کپی

لے کر جائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے تا کہ وہ اسے بطور سالن استعمال کریں۔

ربیبہ وہ کپی لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ گھی کی کپی ام سلیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی ہے۔ حضور نے وہ کپی لے لی اور اپنے اہل خانہ کو حکم دیا کہ اس کو خالی کر کے دیں۔ ربیبہ کہتی ہیں میں خالی کپی لے کر واپس چل پڑی۔ جب میں آئی تو ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر پر نہیں تھیں میں نے وہ کپی ایک میخ کے ساتھ لٹکا دی۔

کچھ دیر بعد ام سلیم جب واپس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ کپی بھری ہوئی ہے اور گھی نیچے ٹپک رہا ہے۔ ام سلیم نے ربیبہ سے پوچھا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس کپی کو لے جاؤ اور حضور کی خدمت اقدس میں پیش کرو۔ اس نے کہا میں حضور کی خدمت میں وہ کپی پیش کر آئی ہوں اور اگر آپ کو تسلیم نہ ہو تو آپ میرے ساتھ چلیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں۔

حضرت انس کہتے ہیں میری والدہ ربیبہ کے ساتھ چل پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! میں نے حضور کی طرف گھی کی ایک کپی بھیجی تا کہ حضور اسے بطور سالن استعمال کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ربیبہ نے وہ کپی مجھے پہنچا دی ہے۔ ام سلیم نے عرض کی: یارسول اللہ! اس ذات پاک کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ تو بھری ہوئی ہے اور اس سے گھی کے قطرے نیچے ٹپک رہے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان نثار خادمہ کو ارشاد فرمایا:

يَا أُمَّ سُلَيْمٍ أَتَعْجَبِيْنَ أَنْ كَانَ اللّٰهُ أَطْعَمَكِ كَمَا أَطْعَمْتِ نَبِيَّهُ؟ كُلِيْ وَأَطْعِمِيْ.

"اے ام سلیم! تو اس بات پر تعجب کرتی ہے کہ جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کے نبی کے لیے سالن کا انتظام کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے

اس کے بدلے میں اپنی جناب سے سالن کا انتظام فرما دیا ہے۔ تم اسے کھاؤ۔'' (شمائل الرسول:۳/۹۶-۱۹۵، ضیاء النبی:۵/۷۴۹)

قدموں پہ سجدہ کریں......جانور

جن کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور
منہ سے بولیں حجر دیں گواہی شجر
صاحب رجعت شمس وشق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص کے دو اونٹ تھے۔ دونوں مست ہو گئے۔ انہیں اس نے ایک چار دیواری میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ارادہ کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند انصار کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ضروری کام کے لیے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ میرے دو اونٹ تھے وہ مست ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کو ایک حویلی میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ حضور میرے لیے دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو میرا فرمانبردار بنائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا اٹھو میرے ساتھ چلو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ جب دروازہ پر پہنچے تو مالک کو حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔ وہ دروازہ کھولنے سے جھجکا مبادا اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے دروازہ کھولا ایک اونٹ دروازہ کے پاس بیٹھا تھا اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً سجدہ میں گر گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو کہا جاؤ رسی لے آؤ تا کہ میں اس کا سر

باندھ دوں اور اس کو تیرے حوالے کر دوں۔ وہ جلدی سے رسی لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھا، فرمایا لے لو۔ پھر حویلی کے آخری کنارہ پر دوسرا اونٹ کھڑا تھا اس نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے چون و چرا سجدہ میں گر گیا۔ اس کے لیے بھی اس کے مالک کو رسی لانے کا حکم دیا۔ وہ لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اس اونٹ کا سر باندھ دیا اور اس کی نکیل اس کے مالک کے حوالے کر دی۔ آخر میں فرمایا:

اِذْهَبْ فَإِنَّهُمَا لَا يَعْصِيَانِكَ

"لے جاؤ اب یہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔" (السیرۃ النبویہ:۳/۱۳۳)

؎ کملی والے سوہنے تائیں ویکھ کے اوٹھ سی آیا
نبی دے قدماں اتے ساجد اس نے سیس جھکایا

درخت حکم بجالائے

؎ رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں
دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں

کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں
وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ حضور اسے کوئی ایسی علامت دکھائیں جو اس بات کی شہادت دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا وہ سامنے درخت دیکھ رہے ہو، وہاں جاؤ، درخت سے کہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یاد فرما رہے ہیں۔ وہ اعرابی اس درخت کے پاس گیا اور یہ پیغام (Message) اسے سنایا وہ سنتے ہی ایک [illegible] سامنے کی طرف جھکا پھر پیچھے کی طرف

جھکا، اس طرح اس کی جڑیں جو چاروں طرف زمین میں گڑی تھیں وہ ٹوٹ گئیں۔ اور وہ زمین کو چیرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کے لیے روانہ ہوا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مؤدب ہو کر کھڑا ہو گیا عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

اس اعرابی کو یہ معجزہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین ہو گیا اس نے عرض کی اب اس درخت کو حکم دیجئے کہ اپنی پہلی جگہ پر چلا جائے۔ چنانچہ وہ لوٹ گیا اور اس کی جڑیں زمین میں گڑ گئیں۔

ساجد سوہنا حکم کرے تے رکھ وی حکم بجاوے
نال اشارے چن اسمانی قدماں دے وچہ آوے

یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

پھر اس اعرابی نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر سجدہ کی اجازت نہیں دیتے تو مجھے اجازت دیں تا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بابرکت ہاتھوں اور قدمین شریفین کو بوسہ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دست بوسی اور قدم بوسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (السیرۃ النبویہ: ۱۲۲/۳)

تیرا غاراں چہ کھلونا اساں عاصیاں لئی رونا
تیرے دکھاں اتوں واراں سارے سکھ سوہنیا

اجمل ویکھ کے ایہہ شان ہویا عکرمہ حیران
تینوں دیندے نے سلامی آ کے رکھ سوہنیا

نائب دست قدرت پہ......لاکھوں سلام

فِیْ رِوَایَةِ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَرَأْسُہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَلَمْ یُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَلِیًّا فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: فَرَأَیْتُھَا غَرَبَتْ وَرَأَیْتُھَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ

ایک روایت میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اسے غروب ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔ (المعجم الکبیر: ۲۴/ ۱۴۷، الرقم: ۳۹۰، مجمع الزوائد: ۸/ ۲۹۷)

؎ نال اشارے سوہنے ماہی چن نوں توڑ وکھایا
حکم دے نال سی ساجد سوہنے سورج نوں پرتایا

بیٹھے ہیں چٹائی پہ...... خبر ہے دو عالم کی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس رات جب مسلمان فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے اور رات کو تمام لوگ تکبیر و تہلیل کرتے رہے۔ کبھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی صدائیں بلند ہوتیں کبھی لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے نعرے گونجتے۔ مسلمان ساری رات طواف بیت اللہ شریف میں مصروف رہے۔ ابوسفیان یہ سارے نعرے سن رہا تھا۔ اللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے، اس نے اپنی بیوی ہند سے از راہ تعجب پوچھا۔

اترین ھذا من اللہ کما قال

''تیرا کیا خیال ہے یہ سارا انقلاب اللہ کی طرف سے آیا ہے۔''

جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار نے اسے دیکھتے ہی فرمایا۔ تم نے ہند سے یہ بات کہی ہے اَتُرِیْنَ ھٰذَا مِنَ اللہِ سن میں تمہیں بتاتا ہوں ھُوَ مِنَ اللہِ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

ابوسفیان پھر حیران ہوا کہ جو بات میں نے اپنی بیوی سے بڑی تنہائی میں کی تھی اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر پھر اعتراف کیا اَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُ اللہِ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے برگزیدہ بندے اور اس کے جلیل الشان رسول ہیں۔ یہ بات میں نے ہند سے کہی تھی لیکن اللہ کے بغیر اور ہند کے بغیر کسی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ آپ نے سن لی تو یہ اللہ نے آپ کو سنائی ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (ضیاء النبی: ۵/۸۷۵)

انگلیوں کی کرامت یہ...... لاکھوں سلام

اوہدے پنجے دی شان میں کی دساں
جاناں قید جس وچہ کائنات دیاں
پنجہ پانی وچہ رکھیا تے چل پئیاں
نہراں پنج سن آب حیات دیاں
سوہنے نبی کریم دے ہتھ اندر
کنجیاں ہین ارض و سماوات دیاں
صائم پنجہ محمد دا نظر آوے
پر نیں قوتاں رب دی ذات دیاں

ایک روایت میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا: لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

لپک کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس وضو کے لیے پانی نہ پینے کے لیے صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) دست مبارک چھاگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا چنانچہ ہم سب نے (خوب پانی) پیا اور وضو بھی کر لیا۔

(سالم راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی سب کے لیے کافی ہو جاتا، اگرچہ ہم پندرہ سو تھے۔

(صحیح بخاری: ۱۳۱۰/۳، الرقم: ۳۳۸۳، مسند احمد بن حنبل: ۳۲۱/۳، الرقم: ۱۴۵۶۲، سنن دارمی: ۲۱/۱، الرقم: ۲۷)

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

آج ہم پانی کے لیے موٹروں کے محتاج ہیں
آج ہم پانی کے لیے ٹونٹیوں کے محتاج ہیں
آج ہم پانی کے لیے نلکوں کے محتاج ہیں
آج ہم پانی کے لیے بور کے محتاج ہیں

مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب پانی کی ضرورت پڑی تو وہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو گئے اور کریم آقا علیہ السلام کی انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام جن سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

حضور کی توصیف سے...... فن میلا نہیں ہوتا

ایک روایت میں ہے حضرت حسن بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس نے بتایا جس نے حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ (ان کا پورا نام قیس بن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ

عنہ ہے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے) سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کلام سنایا۔ پس جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارا دین سلامت رکھے (اور تم اسی طرح کا عمدہ کلام پڑھتے رہو) (اس دعا کے نتیجہ میں) وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت دانتوں والے تھے اور جب ان کا کوئی دانت گرتا تو اس جگہ دوسرا دانت نکل آتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ: ۲/۲۸۲، البدایۃ والنہایۃ: ۶/۱۶۸)

؎ نبی کے پاک لنگر پر جو پلتا ہے کبھی اس کی
زباں میلی نہیں ہوتی سخن میلا نہیں ہوتا

میں نازاں تو نہیں فن پر مگر ناصر یہ دعویٰ ہے
ثنائے مصطفیٰ کرنے سے فن میلا نہیں ہوتا

شفاؤں کا منبع

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی کی (سرکوبی کے لیے اس) طرف چند انصاری مردوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا۔ ابورافع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (دین کے) خلاف (کفار کی) مدد کرتا تھا اور سرزمین حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا...... (حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابورافع یہودی کے قتل کی کارروائی بیان کرتے ہوئے فرمایا:)

مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ پھر میں نے ایک ایک کر کے تمام دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ زمین پر آ رہا۔ چاندنی رات تھی میں گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی تو میں نے اسے عمامہ سے باندھ دیا...... پھر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: پاؤں آگے کرو۔ میں نے پاؤں پھیلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست کرم پھیرا تو (ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی اور) پھر کبھی درد تک نہ ہوا۔

(صحیح بخاری: ۴/۱۴۸۲، الرقم: ۳۸۱۳، سنن کبریٰ: ۹/۸۰)

آج ٹوٹی ہوئی پنڈلی جوڑنے کے لیے

سرجن کی ضرورت ہوتی ہے
اوزار کی ضرورت ہوتی ہے
ایکسرے کی ضرورت ہوتی ہے
دوائیوں کی ضرورت ہوتی ہے
پٹیوں کی ضرورت ہوتی ہے

مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی پنڈلی ٹوٹی تو حضور علیہ السلام کے دست کرم کے پھیرنے کی دیر تھی پنڈلی بھی جڑ گئی اور ایسی جڑی کہ پھر کبھی درد نہ ہوا۔

مشکل جو سر پہ آپڑی...... تیرے ہی پاس سے ٹلی

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شریک ہوئے۔ جنگ میں آپ کو تیر لگا۔ جس سے آپ کی آنکھ کا ڈھیلا بہہ نکلا۔ آپ نے اس ڈھیلے کو اپنے ہاتھوں سے پکڑا، بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی میری آنکھ پر نظر کرم فرمائیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو صبر کرو اور اس کے عوض تمہیں جنت ملے گی اور اگر تم چاہتے ہو تو میں اس آنکھ کو درست کر دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ بیشک جنت بڑی خوبصورت جزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا گراں قدر عطیہ ہے لیکن مجھے پیار لگتا ہے کہ میری بیوی جس سے مجھے بڑی محبت ہے وہ مجھے کانا کہے گی۔ حضور مہربانی فرمائیں میری آنکھ کو درست فرما دیں اور اللہ تعالیٰ سے مجھے جنت بھی لے

[illegible] اس کے مقام پر اسے رکھ دیا

پھر دعا دی:

اَللّٰھُمَّ اَکْسِہٖ جَمَالًا

یا اللہ اس کے چہرے کو حسین وجمیل بنا دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان کی وہ ضائع شدہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ حسین ہوگئی اور اس کی بینائی درست آنکھ سے بھی تیز تر ہوگئی یہ آنکھ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے صحت یاب کیا تھا اسے کبھی آشوب چشم کا عارضہ نہیں ہوتا تھا۔ (ضیاء النبی: ۵/۷۶۵)

اس رخ سے ضیاء پائی ان چاند ستاروں نے
اس در سے شفا پائی دکھ درد کے ماروں نے

محمد کی نسبت...... بڑی چیز ہے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے کنیز دستر خوان لاؤ تاکہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دستر خوان لائی پھر فرمایا رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا؟

انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی جو انبیاء علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

(الخصائص الکبریٰ: ۲/۱۸۸)

خوشبوؤں کا شہر

طبرانی اور بیہقی نے لکھا ہے کہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ سے بڑی خوشبو آتی تھی۔

اس کی تین بیویاں تھیں۔ ہر بیوی کی خواہش تھی کہ جو عطر وہ استعمال کرے وہ دوسری دو سوکنوں سے زیادہ خوشبودار ہو۔ ہر بیوی بہتر سے بہتر خوشبو لگانے میں کوشاں رہتی تھی لیکن ان کے خاوند عتبہ نے خوشبو لگانے کا کبھی تکلف نہیں کیا تھا اس کے باوجود ان سے جو خوشبو آتی اس کے سامنے ان بیویوں کی خوشبو کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

ان کی ایک زوجہ ام عاصم تھی، اس نے ان سے پوچھا کہ آپ خوشبو بھی نہیں لگاتے لیکن آپ کے جسم سے جو مہک اٹھتی ہے اس کے سامنے سارے عطر اور کستوریاں ہیچ ہیں یہ کیا راز ہے ہمیں بھی بتایئے۔

آپ نے بتایا کہ بچپن میں مجھے چھوٹی پھنسیاں نکلی تھیں۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ میرے کپڑے اتروا دیئے۔ ہتھیلی پر لعاب دہن رکھ کر دوسری سے ملا اور پھر اپنا دست مبارک میری پیٹھ پر اور میرے پیٹ پر پھیرا۔ اسی ہاتھ کی برکت ہے کہ میرے جسم سے خوشبو آتی ہے اور کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (ضیاء النبی:۵/۷۷۴)

؎ میرے نبی دے چہرے کولوں چن لیندا اے لوواں
نبی دے پاک پسینے کولوں پھل منگدے خوشبوواں

جس نوں ملیا ملن دی خاطر نبی دا پاک پسینہ
اس گھر وچوں ساجد نکی پھر مہکار کدی ناں

نگاہ نبوت کی طاقت پہ...... لاکھوں سلام

؎ پڑ گئی جس پہ محشر میں بخشا گیا
دیکھا جس سمت، ابر کرم چھا گیا
رخ جدھر ہو گیا، زندگی پا گیا
جس طرف اٹھ گئی، دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے مخفی نہیں ہیں، بلاشبہ میں پس پشت سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدوں میں سبقت نہ کرو بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں جانب سے دیکھتا ہوں۔''

(صحیح بخاری ۱/۱۴۱، الرقم: ۴۰۸، صحیح مسلم ۱/۲۵۹، الرقم: ۴۲۴، الخصائص الکبریٰ ۱: ۱۸۳)

؎ اپنے جہیا ناں آقا نوں کدی کہندا
ملاں ہندی جے تیری شعور دی اکھ

اکھ موسیٰ دی جلوہ نہ جھل سکدی
وہندی رب نوں اللہ دے نور دی اکھ

اک اک ملک نوں فلکاں تے دیکھ دی اے
میرے مصطفیٰ فیض گنجور دی اکھ!!

صائم ستاں زمیناں دی تہہ تھلے
ہن وی دیکھدی اے میرے حضور دی اکھ

تب تم بغیر حساب...... جنت میں داخل ہوگے

امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُس بیماری سے تم صحت یاب ہو جاؤ گے، اس کی فکر مت کرو لیکن یہ بتاؤ کہ میرے

بعد تم زندہ رہو گے اور تمہاری بینائی جاتی رہے گی تو اس وقت تمہارا رویہ کیا ہوگا؟ آپ نے عرض کی: یارسول اللہ! اس وقت صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑوں گا اور اللہ سے ثواب کا امیدوار رہوں گا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

اِذًا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ پھر تمہیں حساب لیے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد کافی عرصہ آپ زندہ رہے۔ بعد میں آپ کی بینائی جاتی رہی اور آپ کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بینائی عطا فرمائی۔ پھر آپ نے اس دنیا سے انتقال کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں سے انہیں آگاہ کیا تھا ہر ایک اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اس بیماری سے شفایاب ہوئے جس سے شفایاب ہونے کی قطعاً امید نہ تھی۔ (ضیاء النبی: ۸۷۱/۵)

نوری مکھڑا تے کملی کالی اے
اوہدے در دا ہر کوئی سوالی اے
آقا چوداں طبقاں دا والی اے
پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے مُحَمَّد پاک رسول اللہ

درس ہدایت۔

بیمار کی عیادت کے لیے جانا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور پھر جب کسی کی بیمار پرسی کے لیے جائیں تو اس کی صحت یابی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ عموماً لوگ بیمار کے سامنے اس کی بیماری کے بڑھنے اور اس کے خطرناک نتائج کا تذکرہ کرتے ہیں ایسا کرنے کی بجائے مریض کو حوصلہ دینا چاہیے اور اسے صبر کرنے کی تلقین کرنی چاہیے اور صبر کرنے پر اللہ کریم کی طرف سے ثواب کا امیدوار بنے رہنے کی ترغیب

یہ تو اسلام قبول کرنے آرہے ہیں

مروی ہے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک روز عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ان کے گھر گئے اور اس بت کو توڑ دیا۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب واپس آئے اور انہوں نے اپنے معبود کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا تو اسے کہنے لگے۔

وَيْحَكَ هَلَّا دَفَعْتَ عَنْ نَفْسِكَ

تیرا خانہ خراب ہو تو اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکا۔

اسی وقت وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑے۔ راستہ میں ابن رواحہ نے ابوالدرداء کو دیکھا تو انہوں نے اپنے ساتھی کو کہا ہم نے اس کے بت کو توڑ دیا ہے یہ ہمارے تعاقب میں آرہا ہے تاکہ ہمیں پکڑ لے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں پکڑنے کے لیے نہیں آرہا بلکہ یہ تو اسلام قبول کرنے کے لیے آرہا ہے کیونکہ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ ابوالدرداء مشرف باسلام ہوگا، چنانچہ وہ بارگاہ نبوت میں پہنچے اور اسلام قبول کیا۔

(ضیاء النبی: ۵/۸۶۹، حجۃ اللہ علی العالمین: ۲/۵۹)

جنت میں...... جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں شرکت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے آگاہ کرنے کے لیے مدینہ طیبہ واپس آئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِيْ وَاِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ

"اگر تمہاری مرضی ہے تو وہاں کی جنگ کی تفصیلات تم بیان کرو اور اگر

تمہاری مرضی ہے تو میں بتاتا ہوں۔"

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ارشاد فرمائیں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو واقعات وہاں رونپذیر ہوئے تھے تفصیل سے بیان کر دیئے۔ حضرت یعلیٰ سن کر حیران رہ گئے اور عرض کرنے لگے۔

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا تَرَكْتَ مِنْ حَدِیْثِهِمْ حَرْفًا لَمْ تَذْكُرْهُ

"اس ذات کی قسم! جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جنگ کے حالات میں سے آپ نے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا۔"

درحقیقت وہاں وہی حالات ظہور پذیر ہوئے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

لشکر کے روانہ ہونے کے چند روز بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اعلان عام کے معروف الفاظ کے ساتھ اعلان کرنے کا حکم دیا۔

اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ

یہ اعلان سن کر مسلمان اپنے آقا کے ارشادات سننے کے لیے مسجد نبوی میں جمع ہو گئے۔ فرمایا: میں تمہیں لشکر کے حالات بتانا چاہتا ہوں۔ یہ لشکر یہاں سے روانہ ہو کر جب دشمن کے علاقہ میں پہنچا تو دونوں لشکروں کے درمیان سخت جنگ ہوئی پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا پھر اس جھنڈے کو گرنے سے پہلے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تھام لیا اور دشمن پر سخت حملہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈے کو پکڑ لیا۔ یہ بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جرنیل کے لیے دعا فرماتے ہوئے عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِكَ وَاَنْتَ تَنْصُرُ

"اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اس کی مدد کرنا تیرا کام ہے۔"

اس دن سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کہا جانے لگا۔

اور جب حضرت خالد کی قیادت میں مجاہدین اسلام نے دشمن سے جنگ شروع کی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاٰنَ حِمَی الْوَطِیْسُ

اب جنگ کی بھٹی بھڑکی ہے۔

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنے جرنیلوں کی شہادت کی خبر ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بہت غمزدہ ہوئے پھر تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے وجہ پوچھی، فرمایا: پہلے تو مجھے اپنے صحابہ کے قتل پر بڑا رنج ہوا تھا لیکن اب میں نے انہیں دیکھا ہے جنت میں وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے دو بازو ہیں جو خون آلود ہیں۔ ان کے جسم کا اگلا حصہ بھی خون آلود ہے، تو اپنے صحابہ کو یوں اللہ کی نعمتوں میں دیکھ کر میں نے تبسم فرمایا ہے۔

حاکم مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ایک روز رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی قریب بیٹھی تھیں۔

اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیکم السلام۔ پھر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ ہیں جعفر۔ حضرت جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل بھی ان کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے ہمیں سلام کہا ہے اس لیے میں نے ان کو جواب دیا ہے۔ اے اسماء تم بھی انہیں سلام کا جواب دو۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ جب مشرکین کے ساتھ میرا آمنا سامنا ہوا تو میں نے خوب داد شجاعت دی اور میرے جسم کے اگلے حصے پر تیروں، نیزوں اور تلواروں کے تہتر زخم آئے۔ میں نے اپنے دائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑا۔ جب وہ کٹ گیا تو میں نے اپنے بائیں ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے

ان دونوں ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا فرمائے ہیں جن کے ساتھ میں ان جلیل القدر ملائکہ کے ساتھ محو پرواز رہتا ہوں اور جنت میں جہاں چاہتا ہوں وہاں جاتا ہوں اور جس پھل کو پسند کرتا ہوں وہ تناول کرتا ہوں۔ (ضیاء النبی: ۵/۸۶۱-۸۶۲، حجۃ علی العالمین: ۲/۵۳-۵۰)

یاداں پاک نبی دیاں آئیاں نے
جھدیاں شاناں رب نے ودھائیاں نے
جھدی دتیاں شہیداں گواہیاں نے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

اجابت نے جھک کر...... گلے سے لگایا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد محترم (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) وفات پا گئے اور ان کے اوپر قرض تھا۔ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میرے والد نے (وفات کے بعد) پیچھے قرض چھوڑا ہے اور میرے پاس (اس کی ادائیگی کے لیے) کچھ بھی نہیں، ماسوائے اس پیداوار کے جو کھجور کے (چند) درختوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ان سے کئی سالوں میں بھی قرض ادا نہیں ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ مجھ پر سختی نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کے) کھجوروں کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے گرد چند چکر لگائے اور دعا فرمائی۔ پھر دوسرے ڈھیر (کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا)، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور [illegible] قرض خواہوں کو ماپ کر دیتے جاؤ۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے) سب قرض خواہوں کا پورا پورا قرض ادا کر [illegible] کہ قرض میں دی تھیں۔

([illegible] ۲/۳۶۵، الرقم: ۱۳۹۴۴)

خارجہ بن زید نے اپنے وصال کے بعد...... اپنے ایمان کی گواہی دی

خارجہ بن زید انصار کے رؤسا میں سے تھے۔ ایک روز ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے گھر آ رہے تھے کہ گر پڑے اور انتقال کر گئے۔ انصار کو جب ان کی ناگہانی موت کی اطلاع ملی تو وہ آئے اور ان کے گھر لے گئے۔ چارپائی پر کمبل ڈالا گیا اور دو چادریں ڈالی گئیں۔ گھر میں مستورات تھیں جو اپنے سردار کی وفات پر رو رہی تھیں۔ انصار کے مرد بھی وہاں موجود تھے۔ کافی دیر تک آپ کی میت ان کے گھر پڑی رہی کیونکہ ان کی وفات اچانک ہوئی تھی اس لیے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو گئے کہ ان کا قاتل کون ہے اسی وجہ سے ان کی تدفین میں کافی تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو گیا اور اچانک آواز بلند ہوئی۔

اَنْصِتُوْا اَنْصِتُوْا

خاموش ہو جاؤ' خاموش ہو جاؤ۔

لوگوں نے اس اچانک آواز پر میت کی طرف غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان چادروں اور کمبل کے نیچے سے یہ آواز آئی ہے چنانچہ آپ کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا گیا تو پتہ چلا کہ حضرت خارجہ بن زید کی زبان سے یہ بات نکل رہی تھی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ الْاَوَّلِ

''سیدنا محمد اللہ کے رسول ہیں وہ نبی امی اور خاتم النبیین ہیں حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔''

پھر آواز آئی۔

صَدَقَ صَدَقَ

پھر اس نے کہا:

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر خاموش ہو گئے۔

ایسے معلوم ہوتا تھا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تشریف لائی تھی اور اس روح مبارک کو دیکھ کر آپ نے حضور کی سچائی کی گواہی دی تھی۔

(ضیاء القرآن: ۵/۶۲۷، زینی دحلان، "السیرۃ النبویہ": ۳/۱۵۸، الشفاء: ۴۵۰)

اے بچے!......ذرا بتا میں کون ہوں

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ کے ساتھ شیر خوار بچوں نے بھی گفتگو کی۔

ابن قانع سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور مکہ مکرمہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر میں رونق افروز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور چودھویں کے چاند کی طرح دمک رہا تھا۔ میں نے ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھا کہ اہل یمامہ میں سے ایک شخص ایک بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لایا۔ اسی روز اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے پوچھا:

يَا غُلَامُ مَنْ اَنَا؟

اے بچے بتا میں کون ہوں؟

اس بچہ نے جس کی عمر ابھی چوبیس گھنٹوں سے کم تھی، فوراً جواب دیا۔

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَدَقْتَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ

تم نے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

اتنا کہنے کے بعد بچہ خاموش ہو گیا۔ بڑا ہوا تب اس نے گفتگو شروع کی۔ ہم اسے

مبارک یمامہ کہا کرتے تھے کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ (ضیاء القرآن: ۶۳/۵،۷۶، بحوالہ السیرۃ النبویہ: ۱۶۰/۳)

اے گونگے تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

امام بیہقی یہ روایت نقل کرتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک نوجوان پیش کیا گیا جو بالکل گونگا تھا۔ آج تک اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

مَنْ اَنَا

اے نوجوان بتاؤ میں کون ہوں۔

اس گونگے نے جو شکم مادر سے ہی گونگا پیدا ہوا تھا جھٹ کہا:

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ (ایضا)

کھجور کا تنا...... فراق رسول میں رونے لگا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے تشریف فرما ہونے کے لیے کوئی چیز نہ بنوا دوں؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو (بنوا دو) اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک منبر بنوا دیا۔ جمعہ کا دن آیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے جو تیار کیا گیا تھا لیکن (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے (ہجر و فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں) چلا (کر رو) پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا یہ دیکھ کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور کھجور کے ستون کو گلے سے لگا لیا۔

ستون اس بچہ کی طرح رونے لگا، جسے تھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آ گیا۔

(صحیح بخاری: ۲/ ۷۴۸، الرقم: ۱۹۸۹، سنن ترمذی: ۵/ ۵۹۴، الرقم: ۳۶۲۷، سنن نسائی: ۳/ ۱۰۲، الرقم: ۱۳۹۶)

جنت کے پھل ہیں...... دست رسول میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

یارسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ، مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا.

مجھے جنت نظر آئی تھی۔ میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا۔ اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)

(صحیح بخاری: ۱/ ۳۶۱، الرقم: ۱۰۵۲، صحیح مسلم: ۲/ ۶۲۷، الرقم: ۹۰۴، مسند احمد بن حنبل: ۱/ ۲۹۸، الرقم: ۲۷۱۱، ۳۳۷۴)

قاسم نعمت قدرت پہ...... لاکھوں سلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ

یارسول اللہ! ان میں اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اکٹھا کیا اور میرے لیے ان میں دعائے [illegible] اپنے اس توشہ دان میں رکھ دو اور جب انہیں

لینا چاہو تو اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر لے لیا کرو اسے جھاڑنا نہیں۔

سو میں نے ان میں سے اتنے اتنے (یعنی کئی) وسق (ایک وسق دو سو چالیس کلو گرام کے برابر ہوتا ہے) کھجوریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیں ہم خود اس میں کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ کبھی وہ توشہ دان میری کمر سے جدا نہ ہوا (یعنی کھجوریں ختم نہ ہوئیں) یہاں تک کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ مجھ سے کہیں گر گیا۔ (سنن ترمذی: ۵/۶۸۵، الرقم: ۳۸۳۹، مسند احمد بن حنبل: ۲/۳۵۲، الرقم: ۸۶۱۳)

عزیز بہنو! جب اتنے سارے حوالے سامنے ہوں تو پھر کیوں نہ کہیں۔

ملی برکت کملی والے دی

دو جگ دے نور اجالے دی

سانوں لوڑ نئیں حور حوالے دی

پڑھو لا الہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

سونے کے پہاڑ...... میرے ساتھ چلتے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ شِئْتَ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ ۔

اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ ساتھ چلتے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۲۱)

پہاڑ...... اور وہ بھی سونے کا! کیا بات ہے!

ہم اپنی انگوٹھی	نہیں چلا سکتے
ہم اپنے گلے کا ہار	نہیں چلا سکتے
اپنے گھر کے برتن	نہیں چلا سکتے
اپنا ساز و سامان	نہیں چلا سکتے

اور محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم نے اتنی طاقت بخشی کہ آپ پہاڑ چلا سکتے تھے۔ مگر چلائے نہیں کیوں؟

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کسی مرتبے پر فخر نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ساری زندگی	سادگی سے گزاری
تھوڑے پر	صبر کیا
قناعت کو	پسند فرمایا

کیونکہ

یہ دنیا	فانی ہے
یہ دنیا	ملعون ہے
یہ دنیا	دھوکے کا سامان ہے

ہے بادل پر...... حکومت میرے حضور کی

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک دفعہ اہل مدینہ (شدید) قحط سے دوچار ہو گئے۔ (اس دوران) ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ! ہمارے گھوڑے ہلاک ہو گئے، بکریاں مر گئیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمیں پانی عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا پھر فوراً تیز ہوا چلی، بادل گھر کر آئے اور آسمان نے اپنا منہ کھول دیا۔ سو ہم برستی ہوئی بارش میں اپنے گھروں میں گئے اور اگلے جمعہ تک متواتر بارش ہوتی رہی۔ پھر (آئندہ جمعہ) وہی شخص یا کوئی اور دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا۔

یا رسول اللہ! گھر تباہ ہو رہے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اب اس (بارش) کو روک لے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس شخص کی بات سن کر) مسکرا پڑے اور (اپنے

سر اقدس کے اوپر بادل کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے اسے حکم) فرمایا: ہمیں چھوڑ کر، ہمارے اردگرد برسو۔ تو ہم نے دیکھا کہ اسی وقت بادل مدینہ منورہ کے اوپر سے ہٹ کر چاروں طرف یوں چھٹ گئے گویا وہ تاج ہیں (یعنی تاج کی طرح دائرہ کی شکل میں پھیل گئے)

(صحیح بخاری: ۳/۱۳۱۳، الرقم: ۳۳۸۹، صحیح مسلم: ۲/۶۱۴، الرقم: ۸۹۷، سنن ابوداؤد: ۱/۳۰۴، الرقم: ۱۱۷۴)

گویا پتہ چلا کہ

عرش پر حکومت ۔۔۔ میرے حضور کی ہے
فرش پر حکومت ۔۔۔ میرے حضور کی ہے
انسانوں پر حکومت ۔۔۔ میرے حضور کی ہے
پتھروں پر حکومت ۔۔۔ میرے حضور کی ہے
نباتات پر حکومت ۔۔۔ میرے حضور کی ہے
جمادات پر حکومت ۔۔۔ میرے حضور کی ہے

سوہنا رحمت بن کے آیا اے
کناں رب نے شان ودھایا اے
نالے ایہہ فرمایا اے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

اشاروں پہ چلتا تھا......کھلونا نور کا

علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ مشرکوں کا ایک وفد جس میں ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، نضر بن حارث اور ان کے دیگر روسا قریش تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْ فَعَلْتُ تُؤْمِنُوْنَ

"اگر میں ایسا کردوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے۔" وہ بولے ضرور۔

اس رات کو چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم سے عرض کی کہ کفار نے جو مطالبہ کیا ہے اسے پورا کرنے کی قوت دی جائے۔ چنانچہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

سرکار دو عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کا نام لے لے کر فرما رہے تھے۔

یَا فُلَانُ یَا فُلَانُ اِشْهَدُوْا

اے فلاں! اے فلاں! (اب اپنی آنکھوں سے دیکھو) اور اس بات پر گواہ رہنا (تمہاری فرمائش پوری ہو گئی)

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کفار نے جب اس عظیم معجزہ کو دیکھا تو ایمان لانے کی بجائے انہوں نے کہا:

هٰذَا مِنْ سِحْرِ ابْنِ اَبِیْ كَبْشَةَ

"یہ ابی کبشہ کے بیٹے کے سحر کا اثر ہے۔" اس نے تمہاری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔ چند دنوں تک باہر سے قافلے آنے والے ہیں اور ہم ان سے پوچھیں گے، اس جادو کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی۔

جب وہ قافلے مکہ آئے اور ان سے پوچھا گیا کہ فلاں رات کو چاند کو شق ہوتے تم نے دیکھا ہے؟ تو سب نے اس کی تصدیق کی لیکن اس کے باوجود کفار مکہ کو ایمان لانے

کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ (ضیاء النبی:۵/۲۰۸)

کافروں نے شق القمر کا معجزہ دیکھنے کے بعد یہ کہہ دیا کہ یہ جادو ہے اور ایسا جادو پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝

قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں کہنے لگتے ہیں، یہ بڑا زبردست جادو ہے۔

(پ:۲۷، القمر:۲-۱)(شرح صحیح مسلم:۷/۲۱۹)

غلامانِ رسول یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

؎ جن کے اشارے سے ہوا چاند پارہ پارہ
اس انگلی کی جرأت پہ لاکھوں سلام

اس شکم کی قناعت پہ...... لاکھوں سلام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور کا شکم مبارک کمر کے ساتھ چپکا ہوا تھا اور بھوک کی وجہ سے کمر پتلی ہو گئی تھی۔ اسی اثناء میں ایک سخت چٹان خندق میں ظاہر ہوئی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو توڑنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

بارگاہ رسالت میں فریاد کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خندق کھودتے ہوئے ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ سب نے اس کو توڑنے کی کوشش کی لیکن نہیں ٹوٹی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابھی آ رہا ہوں پھر سرور کائنات کھڑے ہوئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تین دن وہاں رہے اور ایک دانہ بھی ہمارے منہ میں نہیں گیا۔

چنانچہ شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کدال لے کر وہاں پہنچے اور اس کو ضرب لگائی۔ ضرب نبوت سے اس کا تیسرا حصہ ٹوٹ کر ملک شام کی سمت جا گرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَآئِنِ الشَّامِ

''مجھے شام کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔''

دوسری ضرب لگائی اس کا تیسرا ٹکڑا ایران کے ملک کی طرف جا گرا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ضرب سے مجھے کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔''

تیسری بار جب ضرب لگائی تو اس چٹان کا بقیہ حصہ یمن کی طرف جا گرا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے یمن کے ملک کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔''

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت ہو تو گھر تک ہو آؤں۔ میں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت فاقہ کی حالت میں دیکھا ہے۔ کیا تیرے پاس حضور کو پیش کرنے کے لیے کوئی چیز ہے؟ اس نیک بخت نے کہا ہمارے پاس کچھ جو ہیں اور ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ہے۔ میں نے اس بکری کے بچے کو ذبح کیا۔ اور میری رفیقہ حیات نے جو پیسے، میں نے گوشت ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر رکھا اور خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میدان جنگ میں واپس آیا۔

جب میں جانے لگا تو میری زوجہ نے کہا مجھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ میں نے جب مکی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سرگوشی کرتے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس بکری کا چھوٹا سا بچہ ہے اور ایک صاع جو کا آٹا ہم نے گوندھا ہے۔ حضور خود بھی تشریف لائیں اور

دس تک اپنے صحابہ کو ساتھ لائیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَثِيْرٌ طَيِّبٌ

بہت زیادہ اور پاکیزہ ہے۔

اپنی بیوی کو کہو جب تک میں نہ پہنچوں چولہے سے ہانڈی نہ اتارنا اور تندور سے روٹی نہ نکالنا یہ کہہ کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو گھر روانہ کیا، پھر تمام لشکر میں منادی کرا دی۔ اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے کھانا پکایا ہے۔

فَحَيَّهَلَّا بِكُمْ

آؤ سب کو صلائے عام ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے پاس گئے اور بتایا خدا تیرا بھلا کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے تمام لشکریوں کو ہمراہ لے کر آ رہے ہیں۔ اس مومنہ صادقہ نے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے کتنا کھانا پکایا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے عرض کر دی تھی لیکن دل میں مجھے بڑی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ ایک صاع جو اور ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ اور سارا لشکر اسلام تو اس مومنہ صادقہ نے کہا:

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ نَحْنُ اَخْبَرْنَاهُ بِمَا عِنْدَنَا

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ہم نے تو جو ہمارے پاس تھا اطلاع دے دی۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوندھا ہوا آٹا پیش کیا گیا۔

فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔"

پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ''اس میں بھی لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔'' پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ روٹی پکانے والی عورت کو بلاؤ جو تیری بیوی سے مل کر روٹی پکائے پھر بتایا میرے ساتھ ایک ہزار آدمی آئے ہیں۔ ہانڈی کو چولہے سے نہیں اتارنا وہیں سے ہی چمچے سے سالن ڈالتے جانا۔ سب لوگ باری باری آتے رہے اور سب سیر ہو کر چلے گئے اور جتنا آٹا پہلے تھا اتنا ہی باقی رہا اور ہانڈی بھی بھری ہوئی تھی، جیسے اس سے کسی نے ایک چمچہ سالن نہیں نکالا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خود کھاؤ اور پڑوسیوں، رشتہ داروں کو بطور ہدیہ بھیجو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سارا دن کھاتے رہے، کھلاتے رہے اور بانٹتے رہے۔

(شرح مشکوٰۃ ترجمہ اشعۃ اللمعات: ۲۶۲/۷، فرید بک سٹال، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۷۵۳/۵، زینی دحلان، ''السیرۃ النبویۃ'': ۱۴۸-۵۰/۳)

یہ تمام اس سید السادات اور منبع البرکات صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں جن کی برکات وانعامات سے زمین وآسمان اور ظاہر و باطن چل رہے ہیں۔ ذرا تصور تو کیجئے وہاں کے حاضرین کے دلوں کو اس کے کھانے سے کس قدر ذوق وسرور حاصل ہوا ہوگا۔ ان کے باطن کس قدر خوش قسمت ہیں جنہیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت نصیب ہوئی۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ: ۲۶۴/۷، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

پانی کے چشمے جاری ہو گئے

حضرت عمران بن حصین خزاعی سے روایت ہے فرمایا ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ کچھ لوگوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر شدت پیاس کی شکایت کی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی سے نیچے اترے۔ حضرت زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو یاد فرمایا۔ جب وہ حاضر ہوئے حکم فرمایا:

اِذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ

''جاؤ پانی تلاش کرو۔''

تعمیل حکم میں وہ دونوں صاحبان پانی کی تلاش میں ادھر ادھر چکر لگانے لگے یہاں تک کہ انہیں ایک عورت ملی۔

قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں پانی کی تلاش میں بھیجا تو بتایا۔

اَنْتُمَا تَجِدَانِ اِمْرَاۃً بِمَکَانِ کَذَا مَعَھَا بَعِیْر عَلَیْہِ مِزَاوَتَانِ

تمہیں ایک عورت فلاں جگہ پر ملے گی جو اونٹ پر سوار ہوگی اور اس کے دونوں طرف پانی کے مشکیزے لٹک رہے ہوں گے (اور وہ ان کے درمیان پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوگی) (ان دونوں صحابیوں کو وہ عورت اسی مقام پر اسی حالت میں مل گئی) یہ دونوں حضرات اسے لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا۔ اس کی دونوں مشکوں کے منہ کھول دیئے اور پانی اس برتن میں انڈیلا پھر اس پانی میں اپنا دست مبارک رکھا تو پانی دست مبارک سے ابلنے لگا چنانچہ تمام مجاہدین میں اعلان کر دیا گیا کہ آؤ پانی پیو اور پلاؤ۔ اعلان سن کر لوگ دوڑے آئے اور جتنا جتنا پانی کسی کو درکار تھا وہ لے کر واپس ہوتے گئے۔ وہ عورت بے حس و حرکت کھڑی تھی اور یہ منظر دیکھ رہی تھی کہ کس طرح لوگ دھڑا دھڑ آ رہے ہیں اور اس کے مشکیزوں سے پانی لے لے کر جا رہے ہیں۔ وہ بڑی دور سے پانی لے کر آئی تھی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ حسب توفیق سب لوگ اس عورت کی امداد کریں تا کہ اس کو ہماری وجہ سے جو تکلیف پہنچی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمان حسب توفیق اس کی امداد کرنے میں مشغول ہو گئے۔ کوئی کھجوریں لا رہا تھا، کوئی آٹا، کوئی ستو، کوئی کپڑے لا رہا تھا۔ ان سب چیزوں کو ایک گٹھڑی میں باندھ کر اس کے اونٹ پر لاد دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتی ہو کہ ہم نے تیرے پانی سے ایک قطرہ بھی

نہیں لیا۔ تیری دونوں مشکیں جس طرح تم بھر کر لائی تھی۔ اب بھی وہ لبالب بھری ہوئی ہیں۔ ہم نے تیرے پانی سے ایک قطرہ بھی نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی پلایا ہے۔

چنانچہ وہ روانہ ہوگئی۔ جب اپنے گھر پہنچی تو اس کے اہل خانہ نے اس سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ کچھ نہ پوچھو، میرے ساتھ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا ہے اور اس نے سارا واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ یوں پانی بھر کر لا رہی تھی۔ دو آدمی مجھے ملے جو مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جس کو تم صابی کہتے ہو۔ اس نے تمام تفصیلات کھول کر ان کے سامنے بیان کیں۔

آخر میں اس نے کہا یہ شخص یا تو بہت بڑا جادوگر ہے یا یہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ اس کے بعد مسلمان کافی عرصہ وہاں ٹھہرے رہے اور کفار و مشرکین کے جو ریوڑ یا اونٹوں کے گلے انہیں دستیاب ہوتے وہ ان پر قبضہ کر لیتے۔ خاتون کے قبیلہ کی بھیڑ، بکریاں یا اونٹ چر رہے ہوتے تو ان سے تعرض نہ کرتے۔ اس عورت نے انہیں کہا اے میری قوم! مسلمان آپ کے اونٹوں اور بکریوں پر قبضہ نہیں کرتے وہ جان بوجھ کر ان سے صرف نظر کر رہے ہیں اگر تم اپنے دل میں اسلام قبول کرنے کی رغبت محسوس کرتے ہو تو آؤ اس نبی مکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے دست ہدایت بخش پر اسلام قبول کر لیں۔ چنانچہ اس خاتون کی بات انہیں پسند آئی۔ وہ سب لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵/۷۴۳، زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ: ۲/۱۴۷)

ایسے معجزات پر اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

[illegible] یا رسول اللہ

[illegible] معجزہ تھا کہ درخت بھی آپ کو سلام کرتے تھے۔

عَنْ عِبَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ اَدْخُلُ مَعَهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَادِيَ فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَسْمَعُهُ

حضرت عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں فلاں وادی میں داخل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بھی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور میں یہ تمام سن رہا تھا۔ (بیہقی: ۲/۱۵۳، ابن کثیر فی شمائل الرسول: ۲۵۹، ۲۶۰)

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

اس زلال حلاوت پہ...... لاکھوں سلام

حافظ ابونعیم، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ مدینہ شریف کا سب سے زیادہ شیریں کنواں بن گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین: ۱/۲۰۳ ے (اردو) مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور)

سلطان العارفین، امام العاشقین حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

نال کسنگی سنگ نہ کریئے، کل نوں لاج نہ لائیے ھو
تے مول تربوز نہ ہوون توڑ ٹکے سلے چاہیے ھو

کاواں دے بچے ہنس نہ تھیندے پے موتی چوگ چگائیے ہو
کوڑے کھوہ نہ مٹھے ہندے بے منّاں کھنڈ پائیے ہو

یہ تو ہماری بے بسی ہے کہ ہم کوڑے کھوہ میٹھے نہیں کر سکتے۔ مختار کل، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو طاقتیں ہی بڑی ہیں۔ جی ہاں!

لعاب نبی جد پاندے نیں
کوڑے کھوہ مٹھے ہو جاندے نیں

صحابہ پئے فرماندے نیں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ○

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اس نگری نوں کوہ طور آکھو جھدے وچ سجناں دا پھیرا اے
اوہ دل وی عرش معلےٰ اے جیہڑے دل وچ یار دا ڈیرا اے

تساں سانوں مکھ وکھلاونا نہیں اساں دید بناں ایتھوں جاونا نہیں
اساں نت نت جگ تے آونا نہیں ساڈا جوگیاں والا پھیرا اے

جیہڑے عشق ترے نے چور کیتے ترے نیناں نے مخمور کیتے
اونہاں دل دنیا توں دور کیتے اونہاں بھل گیا میرا تیرا اے

نہ علماں وچ پھسا سانوں کوئی یار دی گل سنا سانوں
اوتھے علم دا سکہ نہیں چلدا جتھے عشق ہراں دا ڈیرا اے

میری آس امید دی دنیا وچ تیری یاد دا دیوا بلدا اے
اے محبوباں دیا محبوبا ایہہ سارا ای چانن تیرا اے

چل اعظم اوتھے چل وسیے جتھے یار دا اونا جانا اے
اس بستی دے وچ رہنا کیہہ جتھے سجناں باجھ ہنیرا اے

(اعظم چشتی)

ابتدائیہ

تاریخ گواہ ہے کہ رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت سے سرشار جذبات ہر دور میں پائے جاتے ہیں...... اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا شاندار انداز میں اظہار کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اطاعت کو ہی اپنی محبت کی علامت بتایا ہے...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی محبت کو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بتایا ہے...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں کی دھڑکن ہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا...... وہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و غلامی میں اتنے منہمک اور مستغرق ہو چکے تھے کہ انہیں دنیا کی کسی چیز اور کسی نسبت سے کوئی غرض نہ تھی...... وہ سب کچھ برداشت کر سکتے تھے لیکن انہیں کبھی یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی ان کے دلوں کے چین، رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی بے ادبی کی جرأت کرے......

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق اور اخلاص و استقامت کے ساتھ منہمک شخص کے دل کو سکون ملتا ہے...... ایمان کی مٹھاس نصیب ہوتی ہے...... جنت میں اعلیٰ مقام نصیب ہوتا ہے...... محبت رحمان نصیب ہوتی ہے...... بارگاہ رسالت میں حاضری کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

(الف) حضور کی محبت...... (قرآن کی روشنی میں)

(i) حضور کے پیار میں...... اللہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط

(اے محبوب!) آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔ اور معاف فرمادے گا تمہارے گناہ۔ (پ:۳، آل عمران:۳۱)

حضور کے پیار میں	اللہ ہے
حضور کی گفتار میں	اللہ ہے
حضور کے افکار میں	اللہ ہے
حضور کے کردار میں	اللہ ہے
حضور کی اتباع میں	اللہ ہے

Due to the love of Mohammad Every muslim attains success and salvation in this world and in the hereafter.

اگر امت مسلمہ اتباع حبیب خدا کو اپنا شعار بنالے اور سنت سرور کائنات کے سانچے میں اپنی سیرت کو ڈھال لے تو محبوبیت الٰہی کی خلعت فاخرہ سے نوازا جائے گا۔ اور گناہوں کی معافی کا پروانہ اسے نصیب ہوگا۔

(ii) شکستہ دلوں کا سہارا نبی...... بے کسوں کی دعا بن کے آیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَن يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ○

اور (یادرکھو) جس نے مددگار بنایا اللہ کو اور اس کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور ایمان والوں کو (تو وہ اللہ کے گروہ سے ہیں اور) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔ (پ:٦، المائدۃ:٥٦)

پیکر دلربا بن کے آیا
روح ارض و سما بن کے آیا
سب رسول خدا بن کے آئے
وہ حبیب خدا بن کے آیا
حضرت آمنہ کا دلارا نبی
وہ حلیمہ کی آنکھوں کا تارا نبی
وہ شکستہ دلوں کا سہارا نبی
بے کسوں کی دعا بن کے آیا

(iii) سب سے بڑھ کر اللہ کے رسول سے محبت کرو...... ورنہ!!

ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ○

(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم !) آپ فرمایئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔(پ:۱۰،التوبۃ:۲۴)

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر آگاہ کیا جارہا ہے کہ

اپنے باپ (Father) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو
اپنے بیٹے (Son) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو
اپنے بھائی (Brother) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو
اپنی بیویوں (Spouses) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو
اپنے کنبے (Tribes) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو
اپنے کاروبار (Trade) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو
اپنے مکانات (Houses) کی محبت سے زیادہ	اللہ کے رسول سے محبت کرو

(ب) حضور کی محبت ...... حدیث کی روشنی میں

مومنین کی یہ شان ہے کہ وہ سب سے زیادہ محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے غلاموں کو یہ بتا دیا ہے اور اس بات کا اعلان بزبان رسالت کرایا ہے کہ اے محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے غلاموں کو بتا دیجئے کہ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے آباء...... اپنی اولاد...... اپنے بھائیوں...... اپنے جوڑوں...... اپنے خاندانوں...... اپنے جمع کردہ اموال...... اپنی تجارت...... اپنے پسندیدہ مکانات سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں۔

(i) سند ایمان ...... محبت والیٔ دو جہان

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد (یعنی والدین) اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔" (صحیح بخاری: ۱/۱۴، الرقم: ۱۵، صحیح مسلم: ۱/۶۷، الرقم: ۴۴)

صرف ! کلمہ پڑھنے سے بندہ مومن نہیں ہو سکتا
صرف ! نماز پڑھنے سے بندہ مومن نہیں ہو سکتا

صرف! تبلیغ کرنے سے بندہ — مومن نہیں ہو سکتا
صرف! قرآن پڑھنے سے بندہ — مومن نہیں ہو سکتا
صرف! زکوٰۃ دینے سے بندہ — مومن نہیں ہو سکتا
صرف! حج کرنے سے بندہ — مومن نہیں ہو سکتا
صرف! روزہ رکھنے سے بندہ — مومن نہیں ہو سکتا

مگر جس وقت دین کے ان احکامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں بسا کر......اغیار کا دل سے نقش مٹا کر......غلامی سرکار کا طوق گلے میں سجا کر......خود کو مومن کہے گا تو بے شک وہ سچ کہہ رہا ہے...... کیونکہ اس کو مومن ہونے کی سند راز دار کن فکاں، والیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کی ہے۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحیٰ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

(ii) ایمان کی مٹھاس ہے......چاہت رسول میں

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ: اَنْ يَكُوْنَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین چیزیں پائی جائیں اس نے حلاوت ایمان کو پالیا۔

(۱) جسے ہر چیز سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو۔

(۲) اور جب آدمی کسی سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے۔

(۳) اور وہ کفر کی طرف لوٹنا ایسے ہی ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:۱/۶۰، صحیح مسلم:۱/۶۶)

ہمیشہ یاد رکھو

ایمان کی مٹھاس ہے چاہت رسول میں
رونق جہاں ہے چاہت رسول میں
صحابہ کی پہچان ہے چاہت رسول میں
عشاق کی رفعت ہے چاہت رسول میں
امتی کے لیے سعادت ہے چاہت رسول میں

کیسے نبی سے دور زمانہ گزار دوں
کس طرح روح کو خلش نوک خار دوں

اے دل تجھے وہ دولت صد افتخار دوں
عشق رسول پاک کا جذبہ ابھار دوں

(iii) محبت رسول……وسیلۂ جنت ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟ فَكَاَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا اَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صِيَامٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، قَالَ: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ.

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک مرتبہ مسجد سے نکل رہے تھے کہ مسجد کے دروازے پر ایک آدمی ملا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ وہ آدمی کچھ دیر تو خاموش رہا پھر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اس کے لیے بہت سے روزے، بہت سی نمازیں اور صدقہ وغیرہ (جیسے اعمال) تو تیار نہیں کیے لیکن (اتنا ہے کہ) میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے روز) تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔"

(صحیح بخاری: ۶/ ۲۶۱۵، الرقم: ۶۷۳۴، صحیح مسلم: ۴/ ۲۰۳۲-۲۰۳۳، الرقم: ۲۶۳۹)

کسی محب صادق نے کیا خوب کہا۔

جس کے دربار پیمبر کی زیارت کی ہے
اس پہ اللہ نے کیا بارش رحمت کی ہے
بے خطر عرصۂ محشر سے گزر جائے گا
جس نے سرکار دو عالم سے محبت کی ہے

(ج) حضور کی محبت...... صحابہ کرام کی نظر میں

محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں بسانے والوں کی ہر رات سرور اور ہر صبح معطر ہوتی ہے جس پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو وہ قدسیوں کے لیے بھی لائق احترام ہو جاتا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جو محبت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو۔ چاہے وہ زمانہ آقا کی بعثت سے پہلے کا ہو یا بعد کا۔ بعثت سے پہلے انبیاء محبت سرکار کا پرچار کرتے تھے اور بعثت کے بعد امتی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہیں۔ محبت اور عشق ہر دور میں رہا ہے صرف نام بدلتے رہے ہیں کام ایک ہی رہا ہے۔

صحابہ	عشق نبی کی تصویر ہیں
تابعین	عشق نبی کی تصویر ہیں
صالحین	عشق نبی کی تصویر ہیں
اولیاء	عشق نبی کی تصویر ہیں
اولیاء	عشق نبی کی تصویر ہیں

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

(i) یہ رشتے بھی تمہارے ہیں...... یہ جان بھی تمہاری ہے

ایک عاشقہ صادقہ کی ترجمانی کرنے لگی ہوں۔ جن کے جذبات کچھ یوں تھے۔
اے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

میرا تخت بھی تو — میرا تاج بھی تو
میرا کل بھی تو — میرا آج بھی تو
میرا یار بھی تو — میرا غمخوار بھی تو
میرا امان بھی تو — میرا ایمان بھی تو
میرا دیوان بھی تو — میرا سلطان بھی تو
میری ذات بھی تو — میری اوقات بھی تو
میری حاجات بھی تو — میری برکات بھی تو

تے میں مکدی گل مکاں دیواں
میرا دین بھی تو تے ایمان بھی تو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ احد کا دن تھا تو اہل مدینہ سخت تنگی و پریشانی میں مبتلا ہو گئے (کیونکہ) انہوں نے (غلط فہمی اور منافقین کی افواہیں سن کر) سمجھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو (العیاذ باللہ) شہید کر دیا گیا ہے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں چیخ و پکار کرنے والی عورتوں کی کثیر تعداد جمع ہو گئی، انصار کی ایک عورت کمر پر کپڑا باندھے ہوئے (غم سے نڈھال) باہر نکلی اور اپنے بیٹے، باپ، خاوند اور بھائی (کی لاشوں کے پاس) سے گزری، (راوی کہتے ہیں:) مجھے یاد نہیں کہ اس نے سب سے پہلے کس کی لاش دیکھی۔ پس جب وہ ان میں سے سب سے آخری لاش کے پاس سے گزری تو پوچھنے لگی: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: تمہارا باپ، بھائی، خاوند اور بیٹا ہے (جو کہ شہید ہو چکے ہیں) وہ کہنے لگی: (مجھے صرف یہ بتاؤ کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ لوگ کہنے لگے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے موجود ہیں یہاں تک کہ اس عورت کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا گیا تو اس عورت نے (شدت جذبات سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک کا پلو پکڑ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ

آپ پر قربان ہوں، جب آپ سلامت ہیں تو مجھے اور کوئی دکھ نہیں (یعنی رسول اللہ! آپ پر میرا باپ، بھائی، خاوند اور بیٹا سب کچھ قربان ہیں)

(المعجم الأوسط: ۲۸۰/۷، الرقم: ۷۴۹۹، حلیۃ الأولیاء: ۳۳۲/۲، مجمع الزوائد: ۱۱۵/۶)

بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج والم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

فائدہ

جب وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس عورت کو خوش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شہدائے احد کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا: ام سعد خوش ہو جاؤ، شہداء کے گھر والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے شہید سب کے سب ایک ساتھ جنت میں ہیں اور اپنے گھر والوں کے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر لی گئی ہے۔ وہ عظیم عورت کہنے لگی: یا رسول اللہ! اس خوشخبری کے آ جانے کے بعد اب ان شہیدوں پر کون روئے گا۔ الحمد للہ! یہ رونے کا نہیں بلکہ فخر وانبساط کا مقام ہے۔

(ii) محبت رسول...... در دولت پہ لے آئی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما نہ تھے۔ میں نے خادم سے دریافت کیا اس نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہیں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی آدمی آپ کے پاس نہ تھا۔ مجھے اس وقت یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی حالت میں ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کیا چیز یہاں لائی ہے۔ میں نے عرض

کیا اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گیا، نہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کچھ فرماتے۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: تجھے کیا چیز یہاں لائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی محبت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو کے قریب سنگریزے لیے۔ ان سنگریزوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شہد کی مکھی کے مانند آواز سنائی دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا اور وہ چپ ہو گئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سنگریزے مجھے چھوڑ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیئے ان سنگریزوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی طرح ان سے آواز سنی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے اور ویسے ہی سنگریزے بن گئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انہوں [illegible] کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی۔ یہاں تک

کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانندان کی آواز سنی پھر آپ نے زمین پر رکھ دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانندان کی آواز سنی۔ پھر ان کو زمین پر رکھ دیا گیا وہ چپ ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔ (الخصائص الکبریٰ: ۲/۱۲۴ زینی دحلان ''السیرۃ النبویہ'' ۳۰/۱۲۸)

(iii) سب کچھ دے کر محبت بچالوں...... میں سمجھوں پھر بھی خسارہ نہیں

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم رضی اللہ عنہ صحابی کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازے پر اتفاقیہ اکٹھے ہو گئے ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو کچھ اس زمانہ میں قلیل یا کمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا۔ ہر طرح ستائے گئے۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آخر کار ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔

اس لیے جس کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات پا نہ سکے۔ چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا، اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لیے گئی انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اوران لوگوں سے کہا کہ دیکھو تم کو معلوم ہے کہ میں تم سے زیادہ تیر انداز ہوں ایک بھی تیر میرے پاس باقی رہے گا تو تم لوگ مجھ تک نہیں آسکو گے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا۔ اس لیے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلے میں اپنے مال کا پتہ بتا سکتا ہوں جو مکہ

میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ تم سب لے لو! اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا مال دے کر جان چھڑائی۔

اس بارے میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۝

اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لیے اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر۔ (پ:۲، البقرہ:۲۰۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت ہے۔ صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھجور تناول فرما رہے تھے اور میری آنکھ دکھ رہی تھی ساتھ کھانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھ تو دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو۔ میں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو درست ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔ (اسد الغابہ:۳/۳۹)

ایس عشق دی بازی دا دستور انوکھا اے
جت جاواں محبت نوں ہر چیز بے ہر جاواں

سرکار ﷺ دی خاطر میں چھڈیا اے زمانے نوں
سرکار ﷺ دا در چھڈ کے کیوں غیر دے در جاواں

قارئین کرام! ہر صحابی کا عقیدہ تھا کہ

میری چاہت	حضور کی محبت سے ہے
میری نسبت	حضور کی محبت سے ہے

میری عقیدت	حضور کی محبت سے ہے
میری شہرت	حضور کی محبت سے ہے
میری عزت	حضور کی محبت سے ہے
میرا نام	حضور کی محبت سے ہے
میرا کام	حضور کی محبت سے ہے
میرا اچھا انعام	حضور کی محبت سے ہے
میری اوقات	حضور کی محبت سے ہے
رحمت کی برسات	حضور کی محبت سے ہے

اچا سچا سوچ دا معیار ہوناں چاہی دا

اللہ دے حبیب نال پیار ہوناں چاہی دا

سانوں یار غار نے ایہہ دسیا اے دوستو

سب کچھ سوہنے توں نثار ہوناں چاہی دا

(iv) یہ زخم تو ہیں......دل کا قرار میرا

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ پوری پشت مبارکہ میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اے خباب رضی اللہ عنہ! یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین آپ رضی اللہ عنہ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لے کر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سر کاٹنے کے لیے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت کفار مکہ نے مجھے آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹایا میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے

اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر رب کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے زبان سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نکلا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مصیبت سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: اے خباب رضی اللہ عنہ! کرتہ اٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک ومقدس ہے جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳/۱۲۳)

شاعر کیا خوب جذبہ دے رہا ہے۔

یوں خزاں کو بہار کر لینا
کملی والے سے پیار کر لینا
زخم حیدر جو آئیں جسموں پر
ان کو دل کا قرار کر لینا

(۷) ہر چیز ان پہ.....وارے چلے جا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پہلے چوب اور کوڑوں کی مار سے کفار نے نڈھال کر دیا۔ پھر آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر یہ استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گزرے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا۔ عمار رضی اللہ عنہ کی یہ مصیبت دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل صدموں سے چور چور ہو گیا اور فرمایا:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

اے آگ! تو عمار پر اس طرح ٹھنڈک اور سلامتی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳/۱۸۸)

ہو ایسی "محبت" آقا کی تجھ میں
کہ ہر چیز ان پہ تو وارے چلا جا
ملے گی ہر اک گام ساگر کو منزل
خدا اور نبی کے سہارے چلا جا

(vi) حضور کی پیشکش......اور سواد کے بوسے

عشق رسول کے بغیر گزارہ نہیں
اس کے بغیر کسی نے پار اتارا نہیں
نبی سے بڑھ کر روشن کوئی تارا نہیں
آپ سے بڑھ کر کوئی مشفق ہمارا نہیں
آپ کے بغیر کسی نے مقدر سنوارا نہیں
نبی سے بڑھ کر ہمیں کوئی پیارا نہیں

قارئین کرام! آیئے پڑھئے اس پیارے صحابی کی محبت وشوق کا واقعہ جو سب سے بڑھ کر حضور سے پیار کرتے تھے۔

غزوہ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تیر ہے۔ صحابہ کرام کی صف بندی کی جارہی ہے۔ جذبہ شہادت سے سرشار صحابہ کرام سینہ تانے کھڑے ہیں۔ آپ تیر کے اشارے سے ان کی صفیں سیدھی کررہے ہیں۔ سواد بن غزیہ نامی ایک صحابی سینہ تانے تھوڑا سا صف سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ ارشاد رسالت ہوا: سواد برابر ہو جاؤ۔ صف میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور ساتھ ہی اس کے پیٹ پر تیر رکھ کر قدرے دبادیا۔

انہوں نے موقع غنیمت جانا، کہنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے تیر سے دبایا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق اور انصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے بدلہ دیجئے۔ اللہ اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع دیکھئے اپنے بطن پاک سے فوراً کپڑا اٹھادیا۔ فرمایا: بدلہ لے لو۔ سواد تو موقع کے منتظر تھے۔ فوراً آپ سے چمٹ گئے اور

آپ کے پیٹ کو والہانہ چومنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: سواد! یہ حرکت کرنے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ سواد کی محبت اور سوچ پر غور فرمائیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی زبردست محبت ہے۔ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ حالت جنگ درپیش ہے، زندگی کا کیا بھروسہ؟ اس حالت میں میری تمنا یہ تھی کہ میرا آخری عمل یہ قرار پائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جسم سے میرا جسم چھو جائے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابی کی یہ محبت اور جذبۂ شوق دیکھا تو اس کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام:۲/۲۲۸)

کوئی حد نئیں عشق دے جلویاں دی کامیاب نہ مینوں ناکام لکھنا
میں نئیں جاندا ہجر وصال کی اے سوچ سمجھ کے میرا مقام لکھنا

سوہنے یار دے پیراں دی خاک ہاں میں عشق وچ اے میرا مقام لکھنا
جدوں مراں دیوانیہ کفن اتے میری سوہنی سرکار دا نام لکھنا

(vii) مغز قرآن..... حب حبیب رحمان

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) اللہ (رب العزت) کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الآن یا عمر۔

اے عمر! اب (تمہارا ایمان کامل ہوا) ہے۔

"Now your faith has become complete."

(صحیح بخاری:۶/۲۴۴۵،الرقم:۶۲۵۷)

یہ ایک حقیقت اور صداقت ہے کہ

مغز قرآں روح ایمان جان دیں
ہست حب رحمۃ للعلمین

نکتہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کی شان میں قرآن نازل ہوا...... جو سنت رسول سے پیار کرنے والے ہیں...... جن کے لیے جنت کی بشارتیں ہیں...... جن کی وسعت علمی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بے انتہا ہے...... جو زاہد و عابد ہیں...... جن کے رعب و دبدبے سے قیصر و کسریٰ جیسی عظیم الشان سلطنت لرزہ براندام تھی...... ان کا ایمان بھی اسی وقت مکمل ہوا جب انہوں نے اپنی جان سے بھی بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اقرار کیا۔

(viii) میں شیدا ہوں کس کا...... محمد کا محمد کا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَقُلْتُ، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَالِرِجْلِكَ؟ قَالَ: اجْتَمَعَ عَصَبُهَا مِنْ هَاهُنَا ۔ فَقُلْتُ: أُدْعُ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ ۔ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ۔ فَانْبَسَطَتْ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا تو میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہاں سے میرے پٹھے کھنچ گئے ہیں تو میں نے عرض کیا: تمام لوگوں

میں سے جو ہستی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اسے پکاریں، تو انہوں نے یا محمد! کا نعرہ بلند کیا (راوی بیان کرتے ہیں کہ) اسی وقت ان کے اعصاب کھل گئے۔ (بخاری فی الادب المفرد، ص: ۳۳۵، الرقم: ۹۶۴، الطبقات الکبریٰ: ۴/۱۵۴)

؎ نہ ہو ذکر مبارک آپ کا ورد زباں کیونکر
میں ہوں روز ازل سے عاشق و شیدا محمد کا

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا
کہ ہوں بندہ خدا کا اور شیدا محمد کا

خدایا جب میرے قالب خاکی سے جان نکلے
زبان پر اس وقت جاری رہے کلمہ محمد کا

خدا بھی گر حشر میں پوچھے گا عاشق تو کس کا ہے
تو کہہ دوں گا محمد کا محمد کا محمد کا

(د) حضور کی محبت......حیوانات کی نظر میں

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ سرور کائنات سے کائنات کی ہر چیز پیار کرتی ہے۔

حضور سے محبت مشرق والوں کی بھی ہے
حضور سے محبت مغرب والوں کی بھی ہے
حضور سے محبت شمال والوں کی بھی ہے
حضور سے محبت جنوب والوں کی بھی ہے
حضور سے محبت عرش والوں کی بھی ہے
حضور سے محبت فرش والوں کی بھی ہے
حضور سے محبت انسانوں کی بھی ہے
حضور سے محبت حیوانات کی بھی ہے

(i) جانوروں سے سیکھو......محبت رسول کی

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد
یہیں سے چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد
گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحراء میں سے گزر رہے تھے۔ کسی ندا دینے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یارسول اللہ'' کہہ کر پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف متوجہ ہوئے لیکن آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے کوئی نظر نہ آیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ غور سے دیکھا تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرے نزدیک تشریف لائیے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے اور اس سے پوچھا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا:

اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے چھوٹے نومولود بچے ہیں۔پس آپ مجھے آزاد کر دیجئے کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا سکوں پھر میں واپس لوٹ آؤں گی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم ایسا ہی کرو گی؟ اس نے عرض کیا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے سخت عذاب دے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔وہ گئی اس نے اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور پھر واپس لوٹ آئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا۔

پھر اچانک وہ اعرابی (جس نے اس ہرنی کو باندھ رکھا تھا) متوجہ ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اس ہرنی کو آزاد کر دو۔پس اس اعرابی نے اسے فوراً آزاد کر دیا۔وہ وہاں سے دوڑتی ہوئی نکلی اور وہ یہ کہتی جا رہی تھی۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

(المعجم الکبیر: ۲۳/۳۳۱، الرقم: ۷۶۳، الترغیب والترہیب: ۱/۳۲۱، الرقم: ۱۱۷۶)

اے زائر مدینہ! میری گزارش کو یاد رکھنا اور

عرب کی حسین وادیوں کو، کبوتروں اور ہرنیوں کو
میری جانب سے پلکیں بچھا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

مانگنا مت تو دنیا کی دولت، مانگنا ان سے بس ان کی الفت
خوب دیوانے دل کو لگا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

(ii) اس بکری کو میرا..... سلام ہو

محبوب دو جہاں سے بھیڑ بکریاں بھی محبت کرتی ہیں۔ ہم انہیں سلام پیش کرتے ہیں۔

کوئے محبوب کی بکریوں کو، مرغیوں، ککڑیوں، لکڑیوں کو
بلکہ تنکے وہاں کے اٹھا کے، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
رو رہا ہے ہر اک غم کا مارا، عرض کرتا ہے تجھ سے بچارا
میری بھی حاضری کی دعا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

حضرت جیش بن خالد صحابی رسول سے مروی ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گائیڈ لیثی عبداللہ بن اریقط مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی غرض سے نکلے تو وہ ام معبد خزاعیہ کے دو خیموں کے پاس سے گزرے اور وہ بڑی بہادر اور دلیر خاتون تھیں۔ وہ اپنے خیمے کے آگے میدان میں چادر اوڑھ کر بیٹھتی تھیں اور لوگوں کو کھلاتی پلاتی تھیں۔

ان حضرات نے ان سے کھجور یا گوشت دریافت کیا کہ خریدیں مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہ پائی۔ لوگوں کا زادراہ ختم ہو چکا تھا اور لوگ قحط کی حالت میں تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے ایک کونے میں ایک بھیڑ دیکھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام معبد! یہ بھیڑ کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ وہ بکری ہے جس کو تھکن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے (جس کی وجہ سے اور بکریاں چرنے گئیں اور یہ رہ گئی ہے) فرمایا: اس کا کچھ دودھ بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: (اس بکری کے لیے دودھ دینا) اس سے (یعنی جنگل جانے سے) بھی زیادہ دشوار ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ

دوہوں؟ انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہاں اگر آپ اس کا دودھ دیکھیں (تو دوہ لیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر تھن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ! ام معبد کو ان کی بکریوں میں برکت دے۔ اس بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور فرمانبردار ہوگئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا وہ برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کردے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو سیلاب کی طرح دوہا یہاں تک کہ کف اس کے اوپر آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پلایا، ام معبد نے پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہو گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو پلایا، وہ سیراب ہوگئے۔ سب سے آخر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا اور فرمایا: کہ قوم کے ساقی کو سب سے آخر میں پینا چاہئے۔ سب نے ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پیا اور خوب سیر ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی برتن میں ابتدائی طریقہ پر دوبارہ دودھ دوہا اور اس کو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔ (مستدرک حاکم: ۳/۱۰، الرقم: ۴۲۷۴، الطبقات الکبریٰ: ۱/۲۳۰)

؎ کملی والے ہتھ دے اللہ بکری تے جد لایا

سکے تھناں دے وچ وی ساجد دودھ اتر سی آیا

(iii) عاشق صادق...... اور شیر کی ملاقات

؎ اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم

جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم

پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

''حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ وہ (شیر) سامنے تھا۔ میں نے کہا: اے

ابوالحارث (شیر کی کنیت)! میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو اس نے فوراً اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا۔

؎ شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے
جو محبّ نبی دے ہوون اسیں غلام انہاندے

فَلَمَّا وَضَعَنِیْ هَمْهَمَ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ یُوَدِّعُنِیْ

پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرایا۔ سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔'' (مستدرک حاکم: ۲/۶۷۵، الرقم: ۴۲۳۵، المعجم الکبیر: ۷/۸۰، الرقم: ۶۴۳۲)

؎ مدینے کی ہریالیوں کو، اور پھلوں سے لدی ڈالیوں کو
میٹھی میٹھی کھجوریں منگا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
وہ مدینے کے شیر اور کبوتر، جب آئیں تجھ کو نظر
ان کو چارہ و دانے کھلا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

(iv) صدقے واری جاوں......ویکھن والیاں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ بنو سلیم کا ایک آدمی آیا۔ اس نے ایک گوہ کا شکار کیا تھا اور کہا: مجھے لات و عزیٰ کی قسم! میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہیں لاتی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی آستین سے گوہ نکال کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پھینک دی اور کہا: اگر یہ گوہ آپ پر ایمان لے آئے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا ضَبُّ .

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ (کلام کر)!

فَتَكَلَّمَ الضَّبُّ بِكَلَامٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ فَهِمَهُ الْقَوْمُ جَمِيْعًا: لَبَّيْكَ

وَسَعْدَيْكَ، يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَعْبُدُ؟ قَالَ: الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ عَرْشُهٗ وَفِى الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَفِى الْبَحْرِ سَبِيْلُهٗ وَفِى الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَفِى النَّارِ عَذَابُهٗ ۔ قَالَ: فَمَنْ اَنَا، يَا ضَبُّ؟

پس گوہ نے ایسی واضح اور فصیح عربی میں کلام کیا کہ جسے تمام لوگوں نے سمجھا۔اس گوہ نے عرض کیا:اے دو جہانوں کے رب کے رسول! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:تم کس کی عبادت کرتی ہو؟اس نے عرض کیا: میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔زمین پر جس کی حکمرانی ہے اور سمندر پر جس کا قبضہ ہے۔ جنت میں جس کی رحمت ہے اور دوزخ میں جس کا عذاب ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا:اے گوہ! میں کون ہوں؟

قَالَ: اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ، وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ .

اس نے عرض کیا: آپ دو جہانوں کے رب کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ فلاح پا گیا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ ذلیل وخوار ہو گیا۔

فَقَالَ الْاَعْرَابِىُّ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ حَقًّا .

اعرابی یہ دیکھ کر بول اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو روئے زمین پر آپ سے بڑھ کر کوئی شخص مجھے ناپسند نہ تھا۔ اور بخدا! اس وقت آپ مجھے اپنی جان اور اولاد سے بھی بڑھ کر محبوب ہیں۔ میرے جسم کا ہر بال اور ہر رونگٹا، میرا عیاں و نہاں اور میرا ظاہر و باطن آپ پر ایمان لا چکا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اللہ جل مجدہٗ کے لیے ہر تعریف ہے جس نے تجھے اس دین کی طرف ہدایت دی۔

(المعجم الاوسط: ۶/ ۱۲۶-۱۲۹، الرقم: ۵۹۹۶، الخصائص الکبریٰ: ۲/ ۶۵)

دعوتِ فکر

عقل والے یہ سوچتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک جانور کیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دے سکتا ہے۔ ایک جانور کیسے کلام کر سکتا ہے۔ مگر عشق والے کہتے ہیں کہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ جانور تو کیا کائنات کی ہر چیز پکار پکار کر گواہی دے سکتی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

ے نوری مکھڑا تے نال زلفاں کالیاں
صدقے واری جاون ویکھن والیاں
عشق دے جھلے ای نمبر لے گئے
عقلنداں اینویں عمراں گالیاں

(ہ) حضور کی محبت...... جمادات کی نظر میں

(i) پہاڑوں کے سینے میں ہے...... چاہت رسول کی

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ حَتّٰی اِذَا اَشْرَفْنَا عَلَی الْمَدِیْنَۃِ قَالَ: ھٰذِہٖ طَابَۃُ وَھٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ ۔

''حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک سے واپسی کے دوران حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طابہ (یعنی مدینہ منورہ) ہے اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' (صحیح بخاری: ۱۶۱۰/۴، الرقم: ۴۱۶۰، صحیح مسلم: ۱۷۸۵/۴، الرقم: ۱۳۹۲، مسند احمد بن حنبل: ۴۲۴/۵، الرقم: ۲۳۶۵۲)

؎ عشق محمد کی خیرات دے یا خدائے محمد
اک محمد کی محبت کا خزینہ دے دے

جس میں روشن ہوں محمد کی محبت کے چراغ
صدقہ حسین کا سب کو وہ سینہ دے دے

(ii) حضور سے محبت کرنے والے پتھروں کو...... میرا اسلام

عَنْ عَبَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ: لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَدْخُلُ مَعَہٗ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْوَادِیَ ۔ فَلَا یَمُرُّ

بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَسْمَعُهُ۔

''حضرت عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے دیکھا کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں فلاں وادی میں داخل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بھی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو، اور میں یہ تمام سن رہا تھا۔''

(دلائل النبوۃ: ۲/۱۵۴، البدایۃ والنہایۃ: ۳/۱۶)

سنگریزوں کو اور پتھروں کو، اونٹ گھوڑوں، خروں، خچروں کو
اور پرندوں پہ نظریں جما کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
تو مدینے کے کہسار کو بھی، خس کو خاشاک کو خار کو بھی
ذرّے ذرّے پہ آنکھیں بچھا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

(و) حضور کی محبت کا صلہ و اجر

(i) ہے سرمایہ حیات...... محبت رسول کی

؎ غوث قطب ہن ارے اریرے عاشق جان اگیرے ہو
جیہڑی منزل عاشق پہنچن غوث نہ پاون پھیرے ہو
عاشق وچ وصال دے رہندے لا مکانی ڈیرے ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں ذاتو ذات بسیرے ہو

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ اڑا ہوا دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو دردمند عاشق نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد۔ بات یہ ہے کہ رخ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بیتاب ہو جاتا ہے فوراً زیارت سے اس کو تسلی دیتا ہوں۔ اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلند کہاں ہوگا اور یہ مسکین کس گوشہ میں پڑا ہوگا۔ اگر روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لیے جنت کی ساری لذتیں ختم ہو جائیں گی، فراق و ہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دل ناتواں سے برداشت نہ ہو سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا سن کر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ جبرئیل امین علیہ السلام یہ مژدہ لے کر تشریف لائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ

رَفِيْقًا۝

اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔ (پ:۵، النساء:۶۹)

(الجامع الاحکام القرآن:۵/۲۶۱، الرقم:۲۳۰۹)

؎ جہڑی لذت رون اندر اوہ وچ بیان نہ آوے
رونا دل دی میل اتارے نالے من دے روگ گواوے
رونا عشق دی شان وکھاوے نالے رٹھڑے یار مناوے
اعظم رون دھون والا کدی دوزخ نہ جاوے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق دیوانے کبھی حضور کی زیارت کا تذکرہ کرتے ہیں...... کبھی حضور کی محبت کا تذکرہ کرتے ہیں...... کبھی محبوب کا نام لے کر ان کے دل کو سکون ہوتا ہے...... کبھی محبوب کے خیالات میں گم ہو کر ان کو راحت ملتی ہے...... کبھی دیوانہ وار اپنے محبوب کی زلفوں کا ذکر کرتے ہیں...... کبھی محبوب کے ہاتھوں کا تذکرہ چھیڑتے ہیں۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جن کو محبت بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

(ii) محبت رسول کا صلہ

اے عشق نبی ﷺ میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا

ہر خواہش میری اک بت ہے میرے دل کا
بت خانہ دل میرا کعبہ سا بنا جانا

جو رنگ کہ جامی پر رومی پر چڑھایا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پہ بھی چڑھا جانا

خرقانی و بسطامی منصور نے جو پی تھی
اک قطرہ اسی مے کا مجھ کو بھی پلا جانا
قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی تھیں
اس چہرۂ انور کا دیدار کرا جانا

حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دعوت جہاد دی اور ان سے کفر کے مقابلے کے لیے نکلنے کو کہا تو حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس آئے۔ ان کی والدہ بوڑھی ہو چکی تھیں، خاوند پہلے ہی فوت ہو چکا تھا، بڑھاپے کا واحد سہارا حارثہ تھے۔ جن سے شدید محبت تھی۔ یوں تو تمام مائیں اپنی اولاد سے بڑی محبت اور پیار کرتی ہیں مگر اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کی محبت ضرب المثل تھی۔ بیٹے کی معمولی تکلیف پر تڑپ اٹھتیں۔ سردی کے موسم میں ذرا سی سردی پر پریشان ہو جاتیں کہ کہیں میرے بیٹے کو سردی نہ لگ جائے۔ گرمی کے موسم میں یہ پریشانی لاحق ہوتی کہ کہیں میرے بیٹے کو لو نہ لگ جائے۔

اور آج بیٹا اپنی والدہ کے روبرو کھڑا تھا۔ ماں نے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: بیٹے! اب تم بڑے ہو چکے ہو۔ میری ایک ہی خواہش ہے کہ اب تمہاری شادی کروں۔ تمہاری اولاد ہو، میں ان سے دل بہلاؤں، ان سے کھیلوں۔ اور بیٹا کہہ رہا ہے: اماں جان! آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان کیا ہے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں، آپ کی اجازت لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اماں جان! مجھے خوشی خوشی اجازت عطا فرمائیں۔

والدہ کہنے لگی: بیٹے مجھ سے تمہاری جدائی و مفارقت برداشت نہ ہو پائے گی۔ تم میرے پاس ہی رہو۔ ادھر حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے بار بار اجازت کے لیے اصرار کر رہا ہے۔ ان کے ہاتھ چوم رہا ہے، سر چوم رہا ہے۔ کہتا ہے: اماں جان! خوشی سے اجازت دے دیجیے۔ جب بیٹے کا اصرار حد سے بڑھا تو بوڑھی والدہ نے کہا: بیٹے!

ٹھیک ہے تم جہاد پر جانا چاہتے ہو، میں تمہیں اجازت دیتی ہوں، مگر سنو! تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگے گا۔ جب تک تم واپس نہیں آجاتے مجھے کھانا پینا اچھا نہیں لگے گا، مجھے چین نہیں آئے گا، پھر والدہ اٹھی، اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے کپڑے پہنائے، تلوار اس کے گلے میں لٹکائی، پھر بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے میدان جہاد کی جانب روانہ کر دیا۔

جب مسلمان بدر کے مقام پر پہنچے تو کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ ادھر قریش بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ وارد ہوئے اور پھر یوم الفرقان آ گیا، حق اور باطل کے درمیان فیصلے کا دن۔ مسلمانوں نے بھی اور کفار نے بھی لڑائی کے لیے صفیں باندھ لیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لشکر کی صف بندی فرمائی، آپ نے حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر آگے بڑھ کر پانی کے کنویں پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حفاظت کے لیے ایک انصاری جوان حبان بن عرقہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ کوئی دشمن اس میں زہر نہ ملا دے، چنانچہ ان کو یہ ہدایت کی گئی کہ دشمن کا کوئی بھی آدمی کنویں کے قریب پھٹکنے نہ پائے۔ بنو نجار سے تعلق رکھنے والے یہ صحابی تیر چلانے میں بڑی مہارت رکھتے تھے، ان کا نشانہ کم ہی چوکتا تھا۔

لڑائی کے شروع ہونے سے ذرا پہلے حارثہ رضی اللہ عنہ کو پیاس محسوس ہوئی اور انہوں نے کنویں کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر کنویں سے پانی نکالا۔ اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے کہ کنویں کی حفاظت پر مامور انصاری صحابی نے سمجھا یہ دشمن کا آدمی ہے۔ جو کنویں میں زہر ملانا چاہتا ہے یا مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا چاہتا ہے۔ کہنے لگے: نعوذ باللہ، اسلام کا یہ دشمن ہمارے کنویں کو خراب کرنے کے لیے آیا ہے۔ انہوں نے اپنے تیر کو کمان میں رکھا اور نشانہ باندھ کر پوری طاقت سے حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکا۔ تیر سیدھا ان کے حلق میں جا لگا۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری، زمین پر گر پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں دشمن کا آدمی سمجھا، کسی نے ان کی طرف توجہ نہ دی، حارثہ رضی اللہ عنہ نے تیر نکال لیے

کی کوشش کی، مگر ان کی اجل آ چکی تھی، شہ رگ کٹ چکی تھی، خون کا فوارہ بہہ رہا تھا۔ اور اسی حالت میں وہ اپنے رب کے پاس چلے گئے۔ جب ان کی موت واقع ہوگئی تو کنویں پر مامور محافظ صحابی آگے بڑھے اور اپنے تیر کا شکار ایک مسلمان کو دیکھ کر سخت حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا، میں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ میں نے اسے دشمن کا آدمی سمجھا تھا!!

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپ نے اس انصاری صحابی کو معاف کر دیا کہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ مسلمان خوش خوش واپس مدینہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سیّدنا بلال اور سیّدنا زید رضی اللہ عنہما کو فتح کی خوشخبری دے کر مدینہ بھجوا دیا تھا۔ جب مسلمان واپس آئے تو اہل مدینہ نے مجاہدین کا والہانہ استقبال کیا۔ عورتیں، بچے اور بوڑھی خواتین اپنے خاوندوں، باپوں اور بیٹوں کے انتظار میں تھیں۔ رشتہ دار والہانہ طور پر اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے۔ انہی استقبال کرنے والوں میں سے ام حارثہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔

مسلمان مجاہد مدینہ میں داخل ہوئے۔ بچے آگے بڑھ بڑھ کر اپنے باپوں کو سلام کر رہے ہیں۔ ان کے احوال پوچھ رہے ہیں۔ ام حارثہ رضی اللہ عنہا ایک طرف شوق انتظار میں کھڑی ہے کہ کب لخت جگر نظر آئے۔ اس کو سینے سے لگائے۔ اپنی اداسی دور کرے۔ قافلے آتے رہے اس کے پاس سے گزرتے رہے، مگر ان میں اس کو اپنا لخت جگر حارثہ نظر نہ آیا۔ دل میں طرح طرح کے وسوسے اور خدشات پیدا ہو رہے تھے۔ آخر دل کو تھام نہ سکی۔ ایک صحابی کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی۔

پوچھا: تم حارثہ کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں جانتا ہوں۔ مگر تمہارا حارثہ سے کیا تعلق؟ کہنے لگی: میں اس کی والدہ ہوں۔ میں ام حارثہ ہوں۔ صحابی نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے پر صبر کرو تمہارا بیٹا قتل ہوگیا ہے۔ ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے جب خبر سنی، شہید کا

مقام ومرتبہ یاد آ گیا، بیٹا شہید ہو گیا، میں شہید کی ماں، میرا بیٹا جنتی......اللہ اکبر...... یہ مقام ومرتبہ، میرا بیٹا میری سفارش کرے گا۔ بے اختیار کہنے لگی: میرا بیٹا شہید ہے۔

مگر میں تو اس کو شہید نہیں سمجھتا۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ پوچھا: کیوں؟ کیا اس کو کافروں نے قتل نہیں کیا؟ کہا: نہیں۔

پوچھا: کیا وہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی کے دوران قتل نہیں ہوا؟ کہا: نہیں۔

کہا کیا؟ میرا بیٹا اپنے دین کا، اسلام کا دفاع کرتے ہوئے شہید نہیں ہوا۔ میرا بیٹا کیسے قتل ہوا؟ میرا بیٹا حارثہ کدھر ہے؟ وہ غم ومصیبت میں مبتلا سوال پر سوال کیے جا رہی تھی۔

صحابی نے کہا در اصل تمہارا بیٹا معرکہ شروع ہونے سے پہلے ہی قتل ہو گیا تھا۔ اور اس کو قتل کرنے والا بھی مسلمان ہے۔ تمہارے بیٹے نے معرکے میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اماں نے کہا تمہارا مطلب یہ ہے کہ میرا بیٹا شہید نہیں ہے۔ صحابی نے کہا: وہ شہید تو نہیں، مگر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے جنت نصیب کر دے۔

اس بوڑھی اماں نے جب سارا واقعہ سنا تو مضطرب اور بے چین ہو کر کہنے لگی کہ کائنات کے امام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ صحابی نے کہا وہ دیکھو اللہ کے رسول تشریف لا رہے ہیں۔ وہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی۔ آنکھوں میں آنسو جاری، غم و الم کا پہاڑ آ پڑا کہ جوان، اکلوتا بیٹا شہید نہیں ہوا۔

مشفق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک خاتون آ رہی ہے۔ رک گئے۔ اماں پاس آئی تو پوچھا: کون؟ کہا: ام حارثہ۔ فرمایا: ام حارثہ! کیا چاہتی ہو؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجھے اپنے بیٹے حارثہ سے کتنی محبت تھی، سارا مدینہ میری محبت سے خوب واقف ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرا بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ اللہ کے رسول! مجھے بتائیے قتل کے بعد حارثہ کہاں ہے۔ میرا لخت جگر کہاں ہے؟ اگر تو جنت میں

ہے تو میں صبر و شکر کروں اور اگر وہ جنت میں نہیں ہے تو پھر مجھے اجازت دیں، خوب روؤں، اتنا روؤں کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہ ہو، حتیٰ کہ مجھے قرار آ جائے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''ام حارثہ! کیا کہتی ہو؟'' کہنے لگی: یا رسول اللہ! وہی جو آپ مجھ سے سن چکے ہیں۔ اگر جنتی ہے تو صبر اور شکر کروں اور جنتی نہیں تو کم از کم جی بھر کر رو لوں۔

کائنات کی سب سے مشفق شخصیت نے رحمت بھری نظروں سے دیکھا، ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کے لیے تڑپ رہی ہے، پھر بھی صبر کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ وہ اگر اس کے سامنے ہوتا تو اسے گلے سے لگاتی، اس کا منہ چومتی، اپنے سے کبھی جدا نہ ہونے دیتی۔

ام حارثہ نہایت اضطراب کے عالم میں کھڑی نتیجے کا انتظار کر رہی ہے۔ نجانے آپ کیا فرماتے ہیں۔ قدموں میں لغزش ہے، حلق خشک ہو گیا ہے۔ چہرے پر آنسو ٹھہر گئے ہیں۔ حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں کہ ابھی وہ زبان حرکت میں آنے والی ہے جس سے صرف سچ نکلتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس عورت کی اپنے بیٹے سے محبت اور عجز و انکسار دیکھا تو فرمایا:

وَيْحَكِ أَوَ هَبِلْتِ، أَوَ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟

''ام حارثہ! تمھیں کیا ہو گیا ہے، بیٹے کی محبت میں دیوانی ہو گئی ہو۔ تم ایک جنت کی بات کرتی ہو۔''

إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ .

''اللہ رب العزت کی بہت ساری جنتیں ہیں۔ خوش ہو جاؤ، تمہارا بیٹا (ان میں سے سب سے اعلیٰ) جنت الفردوس میں پہنچ گیا ہے۔''

(صحیح بخاری، الرقم:۳۹۸۲، جامع ترمذی، الرقم:۳۱۷۴، مسند احمد:۳/۱۲۴، اسد الغابہ:۱/۶۵۰)

قابل تعریف ساتھیو! جنت کیا ہے؟..... جنت میں کیا ہے؟ ذرا سنیے شاعر کی

زبانی۔

؎ جنت اندر نرم ملائم بستر ملنے سوہنے
ایہو جئے کسے دی بستر نئیں ویکھے ہونے

جنت وچ لباس جو ملسی کدی نہیں ملیا ہونا
ریشم خاص دا ملسی ساجد پوے کدی نہ دھونا

جنت اندر برتن سارے نویں نرالے ہونے
شیشے توں وده ساجد سوہنے خاص پیالے ہونے

برتن سونے چاندی والے وچ جنت دے ملنے
ساجد ہر شے آپے ملنی بندے وی نہیں ہلنے

یہ نعمتیں اللہ کریم جل جلالہٗ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کو عطا فرمائے گا۔

(iii) محبّ کے ذہن میں......محبوب کی فکر

جب محبت شدید ہوتی ہے تو محبت کے ذہن میں ہر وقت محبوب کی فکر رہتی ہے۔ زبان پر اس کا ذکر اور دل میں اس کی یاد رہتی ہے۔ وہ اس کے علاوہ کسی بات کو نہیں سوچ سکتا۔ اس کے بغیر کسی کو دیکھ نہیں سکتا۔

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

اَلنَّظَرُ اِلَيْكَ وَاِنْفَاقُ مَالِيْ عَلَيْكَ وَالْجُلُوْسُ بَيْنَ يَدَيْكَ ۔

(i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ پرانوار کا دیدار کرتے رہنا۔

(ii) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال خرچ کرنا اور۔

(iii) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔ (تفسیر روح البیان:۶/۳۶۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہی یہ کمال تھا کہ

حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر　　　حضور کی محبت نے بنایا

حضرت عمر کو فاروق اعظم	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت عثمان کو ذی النورین	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت علی کو شیر خدا	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت بلال کو مؤذن رسول	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت حسن کو سیّد الاسخیاء	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت حسین کو سیّد الشہداء	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت ابوحنیفہ کو امام اعظم	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت احمد رضا کو اعلیٰ حضرت	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت پیر محمد کرم شاہ کو ضیاء الامت	حضور کی محبت نے بنایا
حضرت الیاس قادری کو امیر اہلسنت	حضور کی محبت نے بنایا

؎ آپ نے اپنی غلام کی دے دی سند
عزت و مرتبہ اور کیا چاہیئے
نعمتیں دو عالم کی دے کر ہمیں
پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیئے

یہ غلامی تو ہے مگر ہے کس کی؟

عرب کا ایک مشہور قبیلہ بنو کلب ہے۔ یہ قبیلہ اپنی شجاعت اور بہادری میں بڑا مانا ہوا تھا۔ یہ لوگ سعودی عرب کے شمال میں دومۃ الجندل کے علاقے میں رہتے تھے۔ حارثہ بن شراحیل کی بیوی اپنے آٹھ سالہ بیٹے زید کے ساتھ میکے گئی ہوئی تھی۔ ان کی بستی پر بنو قیس بن جسرو کے لوگوں نے شب خون مارا، بہت سارے لوگوں کو گرفتار کیا۔ بستی کا سامان لوٹا، عورتوں اور بچوں کو لونڈیاں اور غلام بنایا اور بھاگ گئے۔ جن بچوں کو غلام بنایا گیا ان میں آٹھ سالہ زید بن حارثہ بھی شامل تھا۔ زید بڑا سلیم الفطرت، گورا چٹا، نہایت

ہی خوبصورت اور مؤدب بچہ تھا۔ طائف کے قرب وجوار میں ہر سال عکاظ کا میلہ لگتا تھا۔ جس کی شہرت بڑی دور دور تک تھی لوگ دور دراز سے میلے میں شرکت کے لیے آتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بازار غلاموں کی خرید وفروخت کا بھی ہوتا تھا۔ جس میں غلاموں کو بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کیا جاتا تھا۔ عکاظ کے میلے میں جن غلاموں کو فروخت کے لیے پیش کیا گیا ان میں زید بن حارثہ بھی شامل تھے۔ مکہ مکرمہ سے دیگر خریداروں کے علاوہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام بھی تھے۔ انہوں نے زید کو دیکھا تو یہ نوجوان پسند آ گیا۔ زید کو خریدا اور اسے مکہ مکرمہ لے آئے۔

حکیم بن حزام بڑے ہی شریف الطبع تھے۔ اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نہایت ہی محبت کرتے تھے۔ ایک دن مکہ مکرمہ میں اپنی پھوپھی سے ملے تو ان کی خدمت میں زید رضی اللہ عنہ کو پیش کیا کہ یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ اب زید سیّدہ کے گھر کا غلام بن کر رہنے لگا۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو سیّدہ نے زید کو آپ کی خدمت کے لیے مامور کر دیا اور کہا: یہ زید اب آپ کا غلام ہے۔ زید کی خوش قسمتی کہ اسے اللہ کے رسول کی غلامی حاصل ہوگئی۔ یہ غلامی کیا تھی؟ بس دونوں جہاں کی سعادت اور خوش قسمتی تھی، زید اب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے لگا۔ اسے اللہ کے رسول کے قریب ہونے کا موقع ملا تو وہ آپ کے اخلاق وکردار سے نہایت متاثر ہوا۔

ادھر حارثہ بن شراحیل کلبی اپنے بیٹے کی وجہ سے سخت پریشان تھا۔ اس کی والدہ اپنے بیٹے کو یاد کر کے ہر وقت روتی رہتی تھی۔ زید کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کی جارہی تھی۔ حارثہ نے چاروں طرف اعلان کر دیا کہ کوئی شخص اس کے بیٹے کے بارے میں اطلاع دے گا تو وہ اسے منہ مانگی قیمت دے کر چھڑوالائے گا۔ اس کے جاننے والے قبیلے کے لوگ جہاں بھی جاتے زید کے بارے میں معلوم کرتے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ عمرہ یا حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئے تو انہیں زید کے بارے

میں معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ انہوں نے زید کے والد حارثہ کو اطلاع دی تو اس نے بھاری رقم ساتھ لی اپنے بھائی کو ہمراہ لیا اور مکہ مکرمہ آ گیا۔ یہ نبوت ملنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حارثہ اپنے بھائی کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچا تو سیدھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آتے ہی بتا دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لیے آیا ہے۔ اور اپنے ساتھ معقول معاوضہ بھی لایا ہے۔ دونوں بھائی اللہ کے رسول سے کہنے لگے: آپ جتنا بھی معاوضہ طلب فرمائیں ہم دینے کے لیے تیار ہیں۔ بس ہمارے بیٹے کو ہمارے حوالے کر دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں آپ لوگوں سے کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ زید میری طرف سے آزاد ہے۔ بس اس سے پوچھ لو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو اسے لے جاؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں آزادی کا اختیار تمہارے بیٹے کو دیتا ہوں اور اگر نہیں جانا چاہتا تو اسے چھوڑ دو۔ سیدنا زید کا والد اور چچا کہنے لگے کہ اس سے زیادہ انصاف کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے بیٹے کے پاس آئے۔ زید سے کہا: زید! چلو تمہیں آزادی کا پروانہ مل چکا ہے۔ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ ادھر زید کا عالم ہی نرالا تھا۔ انہوں نے اللہ کے رسول کی قربت سے جو لذت حاصل کی تھی۔ آپ کے عدیم النظیر اخلاق اور شفقت و رحمت سے فیض یاب ہوئے تھے۔ اس کی بنا پر کہنے لگے: میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں یہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں ہی میں زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ ان کی غلامی پر ہزاروں آزادیاں قربان ہیں۔

زید کا جواب اس کے والد اور چچا کے لیے قطعاً ناقابل یقین تھا۔ وہ ناراض ہوئے اور کہنے لگے: زید تمہارا ناس ہو۔ تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو۔ اپنے والد، اپنے چچا اور اپنے خاندان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت دے رہے ہو۔ اب ذرا زید کا جواب سنیے۔ کہنے لگے: ہاں! یہ غلامی تو ہے مگر دیکھو تو سہی کہ ہے کس کی؟ میں نے محمد صلی اللہ علیہ

وسلم میں جو محبت، الفت، پیار اور جملہ مکارم اخلاق دیکھے ہیں اس کے بعد میں ان کی ذات بابرکت پر کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ چاہے وہ میرا باپ یا چچا ہی کیوں نہ ہو۔ میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ بلکہ یہیں رہوں گا۔ زید کے والد اور چچا مایوس ہو کر مکہ مکرمہ سے واپس چل دیئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زید کے جواب کی اطلاع مل گئی آپ زید کے فیصلے سے اس قدر مطمئن اور مسرور ہوئے کہ اس کو ہمراہ لے کر بیت اللہ شریف پہنچ گئے وہ زید کو ایک اعزاز اور تحفہ دے رہے تھے۔ بیت اللہ میں قریش کے اکابر بیٹھے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ زید کا ہاتھ آپ کے مبارک ہاتھوں میں تھا۔ ارشاد فرمایا: آج سے زید میرا غلام نہیں۔ میرا بیٹا ہے مکہ مکرمہ والے زید کو رشک اور حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ صادق اور امین کا بیٹا بن گیا ہے۔ لوگوں نے زید کو اب محمد کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ پھر جب تک اللہ عزوجل نے اس سے منع نہیں کر دیا تب تک یہی نام چلتا رہا۔

(صحیح البخاری، الرقم: ۴۷۸۲، والاصابۃ: ۲/۴۹۴-۴۹۷، والاستیعاب، ص: ۲۸۵-۲۸۷)

ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ان کا نام مالک بن قیس تھا، وہ کوئی بہت زیادہ معروف اور نمایاں شخص تو نہ تھے۔ مگر ان کی بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت کرتے تھے۔ یہ محبت کوئی یک طرفہ نہ تھی۔ بلکہ اللہ کے رسول بھی ان سے خوب محبت کرتے تھے۔ غزوہ تبوک ۹ ہجری میں ہوا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس ہزار صحابہ کرام تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے روانہ ہو چکے ہیں مگر ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے لشکر کے ساتھ روانہ نہ ہو سکے۔ ایک دن، دو دن بلکہ کئی دن گزر چکے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں وہ دن خاصا گرم تھا۔ ابوخیثمہ کی دو بیویاں تھیں۔ دونوں اپنے باغ میں گئیں۔ وہاں اپنا اپنا عریش یعنی چھپر بنایا۔ اس میں پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ ٹھنڈے پانی کے اہتمام کے

ساتھ ساتھ مزیدار کھانا تیار کیا۔ دونوں اپنے اپنے چھپر میں ابوخیثمہ کا انتظار کر رہی ہیں ابوخیثمہ جب اپنے باغ میں پہنچے تو دونوں بیویوں نے ان کو دعوت دی کہ وہ ان کے چھپر میں آئیں، ان کے ہاں استراحت کریں۔

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ چھپر کے دروازے پر پہنچے تو رک گئے۔ اس دور میں عریش (ہوادار چھپر) خصوصاً گرمیوں کے موسم میں بڑی آرام دہ جگہ ہوتی تھی۔ عریش میں مزیدار کھانے، ٹھنڈا پانی اور حسین بیوی نظر آ رہی تھی۔ اچانک انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے۔ آپ کی محبت، ان کے ساتھ پیار۔ کہنے لگے: اللہ کے رسول تو دھوپ میں کھڑے ہیں۔ دھوپ اور لو برداشت کر رہے ہیں۔ جبکہ ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے تلے ہیں۔ اور عمدہ کھانوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ وہ اپنی بیویوں سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تم دونوں میں سے کسی کے عریش میں داخل نہیں ہوں گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں۔ بیویوں کا حکم دیا کہ فوراً زادِ راہ کا اہتمام کرو۔

تبوک مدینہ طیبہ کی شمالی جانب 750 کلومیٹر فاصلے پر ہے۔ دونوں بیویوں نے زادِ راہ تیار کیا۔ یہ کم و بیش دس بارہ دن کا سفر تھا، ان کا اونٹ لایا گیا۔ انہوں نے اس پر کجاوہ کسا، زادِ راہ رکھا، اونٹ کی مہار پکڑی اور تبوک کی راہ لی۔ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی خوش قسمتی کہ دورانِ سفر انہیں راستے میں عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ مل جاتے ہیں۔ وہ بھی کسی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے۔ اتنے لمبے سفر میں کوئی ساتھی مل جائے تو سفر آسان ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں منزلوں پر منزلیں مارتے جلد از جلد تبوک کی طرف سفر کر رہے تھے۔ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک کسک تھی۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس تھا کہ میں مدینہ طیبہ سے اسلامی لشکر کے ساتھ کیوں نہیں نکلا۔ تبوک کے قریب پہنچے تو اپنے ہم راہی سیّدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: بھائی! میں نے ایک گناہ کا کام کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اکیلا ہی بارگاہِ نبوی میں حاضری دوں۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ [illegible] میرے بعد آپ حاضری دیں۔

سیّدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان لی اور تھوڑا پیچھے رہ گئے۔ ابوخیثمہ کے ذہن میں تھا اللہ کے رسول تاخیر کی وجہ سے میری سرزنش کریں گے۔ مجھے ڈانٹ پڑے گی۔ لہٰذا مجھے اکیلے بارگاہ رسالت میں پہنچنا چاہئے۔ ادھر اللہ کے رسول تبوک پہنچ کر پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ صحابہ نے دیکھا کہ دور سے کوئی سواری آرہی ہے۔ آپس میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں کہ کون ہوسکتا ہے؟

قابل قدر بہنو! اسے محبت اور پیار کہتے ہیں کہ تیس ہزار کا لشکر ہے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو دیکھئے کہ آپ کو اپنے ایک ایک ساتھی کا خیال ہے۔ اس کے بارے میں معلومات ہیں کہ کون ساتھ آیا ہے اور کون پیچھے رہ گیا ہے۔ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ بھی سچے صحابی تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ساتھیوں کی زبانی سنا کہ ایک سوار آرہا ہے تو آپ ارشاد فرمارہے ہیں کن ابا خیثمۃ ''ابوخیثمہ ہی ہو'' یہ ایک عربی اسلوب ہے جس کا معنیٰ ہے آنے والا اللہ نے چاہا تو ابوخیثمہ ہی ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے، ادھر وہ سوار اور قریب آگیا۔ صحابہ کرام نے دیکھا، ان کو پہچان لیا۔ اللہ کے رسول سے عرض کی کہ اللہ کے رسول آنے والا ابوخیثمہ ہی ہے۔ ادھر ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا تو بڑے شوق اور محبت سے تیز قدموں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آکر سلام عرض کیا۔ ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد کی خوشی میں فرما رہے ہیں۔

اَوْلٰی لَکَ یَا اَبَا خَیْثَمَۃَ

ابوخیثمہ تمہارا آنا یہ بہتر تھا۔

ابوخیثمہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے حالات کہہ سنائے کہ وہ کیونکر تاخیر کا شکار ہوئے کس طرح ان کی بیویوں نے ان کے استقبال کی تیاریاں کر رکھی تھیں، سفر کی صعوبتیں، سفر میں کتنے دن لگے اور کیسے وہ یہاں پہنچے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم اپنے ساتھی کی پرخطر داستان کو سنتے ہیں تو اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا لیتے ہیں۔ اور ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے لیے خیر اور بھلائی کی دعا مانگتے ہیں۔

(صحیح مسلم، الرقم: ۲۷۶۹، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۴/۱۶۴)

سیّدنا عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیش العسرۃ کے متعلق خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے تو میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں ایک سو اونٹوں کا مع ساز و سامان ذمہ لیتا ہوں۔ اللہ کے رسول بہت خوش ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اپنے ساتھیوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی پھر ترغیب دلا رہے ہیں۔ کہ اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔ ایک مرتبہ پھر سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول! میں ایک سو اونٹ اور مع ساز و سامان مجاہدین کے لیے پیش کرتا ہوں۔

قابلِ احترام ماؤ! دو سو اونٹ مع ساز و سامان کوئی معمولی عطیہ نہ تھا۔

مگر اس غزوہ کے لیے تو بہت زیادہ سامان، اونٹ، گھوڑے اور نقد مال درکار تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر ساتھیوں کو ترغیب دلا رہے تھے۔ ایک مرتبہ پھر سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ مزید ایک سو اونٹوں کا عطیہ دے رہے ہیں۔ اللہ کے رسول! اب میری طرف سے تین سو اونٹ پیش خدمت ہیں، اللہ کے رسول بار بار لوگوں سے خرچ کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اونٹوں میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ صرف اونٹ ہی نہیں بلکہ سو گھوڑے بھی بطور عطیہ دیے جاتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی سیڑھی سے نیچے اترتے ہوئے اپنے ساتھی کی اس طرح حوصلہ افزائی فرما رہے تھے

مَا عَلَیٰ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھٰذَا

آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

قابل قدر بہنو!

سیّدنا عثمان کو اپنے قائد کی طرف سے حوصلہ افزائی اور جنت کی خوشخبری ملی ہے۔ یہ کوئی معمول چیز نہیں۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے جاتے ہیں اپنی چادر میں ایک ہزار دینار ڈالتے ہیں اور انہیں لے کر اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول نے انہیں لے کر الٹنا پلٹنا شروع کیا۔ اور پھر اپنے ساتھی کو یہ اعزاز دیا کہ ارشاد فرمایا:

مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ ۔

آج کے بعد عفان کا بیٹا (عثمان رضی اللہ عنہ) جو کام چاہے کرے۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

سیرت نگاروں کے مطابق سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں نوسو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد پیش کیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ الفاظ دوہرا رہے تھے۔ (جامع ترمذی، الرقم: ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ومسند احمد: ۵/۶۳، والرحیق المختوم، ص: ۴۱۱)

ابو عقیل رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے۔ ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہ تھی۔ مگر دل اللہ کے رسول کی شدید محبت سے معمور تھا۔ رات بھر محنت مزدوری کرتے رہے۔ جس کا معاوضہ انہیں ایک صاع یعنی ڈھائی کلو کھجوریں ملیں۔ ان میں سے آدھی کھجوریں گھر والوں کو دے آئے کہ گھر میں کچھ نہ تھا۔ باقی کھجوریں لے کر وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ یقیناً وہ شرما رہے ہیں کہ میں کیا لے کر آیا ہوں؟ جہاں دیگر لوگوں نے اتنے بڑے بڑے عطیات دیئے ہیں۔ مسجد نبوی کے صحن میں لوگوں کے عطیات کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ ادھر منافقین انہیں دیکھ کر اشارے کر رہے ہیں۔ انہیں عار دلا رہے ہیں کہ دیکھو میاں! اللہ و رسول ان چند کھجوروں کے محتاج تو نہیں ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے اپنے ساتھی کو دیکھا اور پھر آپ کے اعلیٰ اخلاق کو تو دیکھئے آپ نے حکم دیا کہ ابو عقیل کی کھجوروں کو عطیات کے تمام ڈھیر کے اوپر پھیلا دیا جائے۔

چنانچہ ان کی کھجوروں کو تمام ڈھیر کے اوپر پھیلا دیا گیا۔ ابو عقیل رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کی دربار نبوی میں اس قبولیت پر منافقین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

(صحیح البخاری، الرقم: ۴۶۶۸، صحیح مسلم، الرقم: ۱۰۱۸، المعجم الکبیر للطبرانی: ۱/۴۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ○ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ○

اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ○

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

نعت رسولِ مقبول ﷺ

آ دل دا وضو کر کے سرکار دی گل کریئے
ہو جاوے گا رب راضی اوہدے یار دی گل کریئے

جہدے مٹھیاں بولاں موہ لیا اے جگ سارا
اوہدے خلق دی گل کریئے اوہدے پیار دی گل کریئے

ہو جاندا اے دل روشن ٹھنڈ پیندی اے سینے وچ
جد عشق محمد دے انوار دی گل کریئے

جتھوں لنگھ جاوے اک واری گلزاراں نے مہک دیاں
اوہدے پاک پسینے دی مہکار دی گل کریئے

سرکار جو گل کردے قرآن اوہ بن جاندا
سلطان مدینہ دی گفتار دی گل کریئے

جہدا حسن نرالا اے دو جگ دے حسیناں توں
اس سوہنے تے من موہنے من ٹھار دی گل کریئے

جتھے آن کے جھک دے نے سلطان زمانے دے
اس کملی والے دے دربار دی گل کریئے

جو رلیا سی اجڑاں وچ دربار تے جان لئی
اس جامی جئے عاشق حبدار دی گل کریئے

دکھ درد تے غم سہارے مک جان جمیل آپے
جس وقت وی امت دے غمخوار دی گل کریئے

ابتدائیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (پ:۳، آل عمران:۳۱)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہوسکتا ہے جب آدمی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور حضور کی اطاعت اختیار کرے۔ یہ محتاج بیان نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احوال کا جاننا از حد ضروری ہے اور ان اقوال وافعال کو یہ حدیث کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف خلف نے احادیث کو یاد کرنے اور انہیں دیگر لوگوں تک پہنچانے کے لیے ہر دور میں بہت اہتمام فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج تک جتنی بھی کتب لکھی گئیں ان میں سب سے زیادہ کتب کا موضوع حدیث رسول ہی بنا۔ اور کیوں نہ ہو کہ بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

؎ میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بلاشبہ احادیث نبویہ دین اسلام کے مآخذ میں سے ہیں اور ہر دور میں آئمہ دین ان کی خدمت کرتے رہے۔ اور یہی احادیث نبویہ انسانی زندگی کا ضابطہ ہیں اور حیات

انسانی کا کوئی ایسا موڑ نہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی نہ فرمائی ہو...... کہیں صوم وصلوٰۃ کا بیان ہے تو کہیں حج وزکوٰۃ کا بیان...... کہیں والدین کے حقوق کے انمول موتی ہیں تو کہیں زوجین کے حقوق کے درنایاب...... کہیں اچھے تاجر کی خصوصیات کا تذکرہ ہے تو کہیں بیع وشراء کے انمول اصول...... کہیں دنیا کی مذمت کا بیان ہے تو کہیں آخرت سنوارنے کی ترغیب...... الغرض قدم قدم پر پیارے آقا علیہ السلام کی پیاری باتیں ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔ مگر پھر بھی انسان خواب غفلت کا شکار ہے۔

اس لیے ہمیں بھی چاہئے کہ اپنی زندگی کو سنت رسول کے مطابق بسر کریں۔ تاکہ ہماری آخرت سنور سکے۔

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (قرآن کریم کی روشنی میں)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ۝

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اور (اطاعت خدا اور رسول سے روگردانی کر کے) اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔ (پ:۲۶، محمد:۳۳)

نیک اور صالح عمل وہی ہے۔ جس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی چھاپ ہوگی۔ لیکن وہ عمل جو صورۃً تو نیک محسوس ہو لیکن اس پر اطاعت رسول کی جھلک نظر نہ آئے تو وہ حقیقتاً نیک نہیں ہے۔ ہر نیک و صالح عمل کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ اس عمل کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت ہے بھی یا نہیں اگر اس عمل کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و شریعت سے ہے تو وہ عمل یقیناً نیک ہے۔

لیکن اگر اس کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے نہیں اور نہ ہی شریعت مطہرہ کے موافق ہے تو وہ عمل کسی صورت بھی اعمال صالحہ کی فہرست میں شمار نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اللہ کی اطاعت کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

حکم الٰہی ماننا ہی بندگی ہے۔ آیئے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات کا

مشن بنائیں اوراطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس عالم رنگ و بو میں وقت گزاریں تو یقیناً اس زندگی کے جملہ لحات لحاتِ بندگی میں شمار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ بنیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۝

اے ایمان والو! جب (بھی) رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں (جاودانی) زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فوراً) حاضر ہو جایا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان (شان قربت خاصہ کے ساتھ) حائل ہوتا ہے۔ اور یہ کہ تم سب (بالآخر) اس کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔ (پ:۹، الانفال:۲۴)

اسوۂ حسنہ پر عمل کی ضرورت واہمیت

اللہ رب العزت نے انسان کو ایک نظام حیات عطا کیا ہے جس میں زندگی کے ہر موڑ پر راہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہر مرحلہ پر کسی عملی نمونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ کریم نے اپنی مخلوق کے لیے صرف قرآن نازل کرنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کی تبلیغ کرنے کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا تا کہ وہ ارشادات خداوندی پر خود عمل کر کے دکھائے اور ان پر عمل کرنے سے زندگی میں جو زیبائی اور نکھار پیدا ہوتا ہے اس کا عملی نمونہ پیش کرنے تا کہ جو حق کے متلاشی ہیں وہ قرآن کی تعلیمات کی عملی تصویر دیکھ کر اس کو اپنے سینہ سے لگالیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔ (پ:۲۱، الاحزاب:۲۱)

اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ تمہارے لیے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے اور نیک اور اچھی خصلتیں ہیں۔ ایسی سنن صالحہ ہیں جو جو واجب الاتباع ہیں آپ جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں...... بھوک و پیاس کی سختیوں سے گھبراتے نہیں...... اللہ کی راہ میں جو زخم کھاتے ہیں ان پر صبر کرتے ہیں...... غزوہ احد میں آپ کے سر پر زخم آیا...... آپ کے سامنے کے دانت کا ایک حصہ شہید ہو گیا...... آپ کے عم مکرم سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ان کا مُثلہ کیا گیا...... اللہ کی راہ میں آپ کو بہت ایذائیں دی گئیں...... آپ ثابت قدم رہے...... آپ نے کبھی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار نہیں کیا...... سواے مسلمانو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اتباع کرو۔

اور یاد رکھو!

بھوک پیاس برداشت کرنا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
اللہ کی راہ میں زخم کھا کر صبر کرنا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہنا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
مشکلات میں نہ گھبرانا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
دشمن کو دیکھ کر پریشان نہ ہونا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
دوسروں کی دلجوئی کرنا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
دشمن کی گالیاں سن کر جواب نہ دینا	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

لہٰذا سچائی اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا لو تمہاری زندگی کا ہر موڑ خوبصورت ہو جائے گا۔ کیونکہ

عزت ہے　　　　تو سنت مصطفیٰ میں

برکت ہے	تو سنت مصطفیٰ میں
حرکت ہے	تو سنت مصطفیٰ میں
رحمت ہے	تو سنت مصطفیٰ میں
دنیا میں بہتری ہے	تو سنت مصطفیٰ میں
آخرت میں بہتری ہے	تو سنت مصطفیٰ میں
کامیابی ہے	تو سنت مصطفیٰ میں
دوزخ سے آزادی ہے	تو سنت مصطفیٰ میں

سنت رسول کی اہمیت وضرورت

(حدیث کی روشنی میں)

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! رب عزوجل قیامت کے دن اسے دو دیکھنے والی آنکھوں اور بولنے والی زبان کے ساتھ استلام کرنے والوں کے بارے میں گواہی دے گا۔ (جامع ترمذی، کتاب الحج: ۲/۲۸۶، الرقم: ۹۶۳)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبۃ اللہ شریف سے ٹیک لگا کر فرماتے ہوئے سنا ''رکن (اسود) اور مقام ابراہیم علیہ السلام جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اگر اللہ عزوجل ان دونوں کا نور مٹا دیتا تو مشرق ومغرب کی ہر چیز کو روشن کر دیتے۔'' (جامع ترمذی، کتاب الحج: ۲/۲۴۸، الرقم: ۸۷۹)

ایک اور روایت میں ہے کہ:

بے شک رکن (اسود) اور مقام ابراہیم علیہ السلام جنت کے یاقوتوں میں سے ہیں۔ اگر یہ اپنے اندر آدمیوں کی خطائیں جذب نہ کرتے تو مشرق ومغرب کی ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ اور جو بیمار اور مصیبت زدہ انہیں چھولے اسے شفا دے دی جاتی ہے۔

(شعب الایمان، باب فی المناسک: ۳/۴۴۹، الرقم: ۴۰۳۱)

حجر اسود کو چومنے کی بہت فضیلت ہے۔ اس کے باوجود حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ

عَنْهُ، يُقَبِّلُ الْحَجَرَ يَعْنِي الْاَسْوَدَ وَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ۔

حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے۔

میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے۔ نہ نفع دے سکتا ہے۔ اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(صحیح ابوداؤد: ۱/۵۲۳، الرقم: ۱۸۷۳، مسند الامام احمد: ۱/۲۲۳، الرقم: ۱۳۱، صحیح سنن النسائی: ۲/۳۲۴، الرقم: ۲۹۳۷)

آپ کی نظر کرم سے...... ہدایت کا نور پھیلا ہوا ہے

جب بارش برستی ہے تو منظر قابل دیدار ہوا کرتا ہے۔

بارش کا کام برسنا ہے...... وہ جب برستی ہے تو یہ نہیں دیکھتی کہ اپنے کا گھر ہے یا بیگانے کا گھر ہے...... وہ یہ بھی نہیں دیکھتی کہ دیہات ہے یا شہر ہے...... محل ہے یا سادہ مکان ہے...... باغ ہے یا خالی زمین...... وہ تو برستی ہے...... لگاتار برستی ہے...... اور موسلا دھار برستی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ہدایت کی بارش بھی برس رہی ہے...... لگاتار برس رہی ہے...... اور موسلا دھار برس رہی ہے۔

آیئے حدیث پاک سنیے۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ نے جو ہدایت و علم دے کر مجھے بھیجا اس کی مثال بہت زیادہ بارش کی ہے جو زمین پر نازل ہوئی۔ زمین کا ایک قطعہ طیب و طاہر تھا اس نے اس بارش کے پانی کو قبول

کرلیا۔ اس زمین نے سبزہ اور تازہ گھاس اگا دیا۔ زمین کا ایک قطعہ مزروعہ (سخت و پتھریلا) تھا۔ اس نے (اپنے اوپر) جمع کرلیا۔ پس اللہ نے لوگوں کو اس قطعہ زمین سے بھی فائدہ بخشا۔ لوگوں نے خود پانی پیا اوروں کو پلایا اور اسی پانی سے کھیتی باڑی کی۔

یہ بارش زمین کے ایسے قطعات کو بھی پہنچی جو چٹیل میدان تھے (سیم وتھور والی زمین تھی) جس نے نہ پانی جمع کیا اور نہ ہی سبزہ اگایا۔

یہ مثال اس کی جس نے اللہ کے دین میں تفقہ (حقیقی سمجھ) کو حاصل کیا۔ اور جس علم و ہدایت کو دے کر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا اس نے اس آدمی کو نفع دیا۔ پس اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کیا۔

اور یہ مثال اس بدنصیب کے لیے بھی ہے جس نے اس جانب بالکل توجہ نہیں کی اور اس نے اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا۔ جس ہدایت کو دے کر اللہ نے مجھے اس عالم میں بھیجا۔

(صحیح البخاری:۱/۵۳،الرقم:۷۹،مصابیح السنۃ:۱/۱۵۳،الرقم:۱۱۱،الترغیب والترہیب:۱/۱۲۷،الرقم:۱۲۲)

زرخیز زمین

زرخیز زمین پر جب بارش نازل ہوتی ہے تو وہاں بہار آجاتی ہے۔ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اثر کمال کا ہے۔

حضرت ابوبکر نے سنت پر عمل کیا تو	وہ صدیق بن گئے
حضرت عمر نے سنت پر عمل کیا تو	وہ فاروق بن گئے
حضرت عبدالقادر نے سنت پر عمل کیا تو	وہ غوث اعظم بن گئے
حضرت ابوحنیفہ نے سنت پر عمل کیا تو	وہ امام اعظم بن گئے
حضرت علی ہجویری نے سنت پر عمل کیا تو	وہ داتا صاحب بن گئے
امام احمد رضا نے سنت پر عمل کیا تو	وہ اعلیٰ حضرت بن گئے
پیر محمد کرم شاہ صاحب نے سنت پر عمل کیا تو	وہ ضیاء الامت بن گئے

دنیا کی بارش

دنیا کی بارش تو چند گھڑیاں رہتی ہے۔ پھر تھم جاتی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ہدایت کی بارش زمان و مکان کی حدود و قیود سے وراء ہے وہ رحمت بارش اتنی عالمگیر اور ہمہ گیر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی مخلوق کے ہاں اس کا تصور تک نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نور بھری اور رحمتوں سے لبریز بارش نے عالم رنگ و بو میں وہ بہار دکھائی کہ عالم بالا کے مکیں بھی سبحان اللہ پکار اٹھے۔

☆ کہیں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا رحمت بھرا دور...... تو کہیں ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی ہدایت آفرین محفلیں۔

☆ کہیں ائمہ مجتہدین کی علم و حکمت سے بھرپور مجلسیں...... تو کہیں محدثین کرام رحمہم اللہ کی انوار سنت سے لبریز کاوشیں۔

☆ کہیں اصحاب طریقت رحمہم اللہ کی...... ذکر و فکر کی پر کیف رونقیں...... تو کہیں مئے وحدت سے مخمور اصحاب باطن رحمہم اللہ کے نعرہ ہائے ایمان افروز یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علم و ہدایت کی بارش کے حسین ثمرات اور سنت رسول پر عمل کی برکات ہیں۔

آج دینی درسگاہوں میں قال اللہ اور قال رسول اللہ کی دلکش آوازیں
طریقت کے انوار سے معمور مراکز رشد و ہدایت
طالبان ہدایت کا اژدھام
ان کی زبان قلب و قالب سے ذکر الٰہی کے پھوٹتے سوتے
رات کی رحمت والی گھڑیوں میں طویل سجدے
مدینہ منورہ حرم نبوی میں عشاق کے چمکتے چہرے
ان کی مست آنکھوں کے سرخ ڈورے
کعبۃ اللہ میں عابدوں زاہدوں کا جم غفیر

طواف کعبہ میں مصروف — فرزند اسلام

ملتزم سے چمٹے ہوئے — اہل ایمان

دنیا بھر کی مساجد کے مناروں سے پانچوں وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی شیریں اور مترنم آواز

عبادت گاہوں سے اہل اسلام کا پانچ وقت مل کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا

یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علم وہدایت کی بارش کا ایک سہانا اور دلکش اثر اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کی زندہ وجاوید تصویر ہے۔

سخت اور پتھریلی زمین

ایسے افراد بھی آپ کو بکثرت نظر آئیں گے جن کی زمین شور والی جہاں سبزہ بھی نہیں اور پانی بھی نہیں رکتا کہ دوسرا ہی فائدہ لے لے۔ بلکہ اس سیم والی زمین پر اگر کوئی پانی نظر بھی آئے تو وہ کھیتی کے لئے زہر قاتل ہے۔

ایسی زمین — ابولہب کے دل کی زمین ہے

ایسی زمین — ابوجہل کے دل کی زمین ہے

ایسی زمین — یزید کے دل کی زمین ہے

ایسی زمین — شمر کے دل کی زمین ہے

ایسی زمین — عبداللہ بن ابی کے دل کی زمین ہے

درس ہدایت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ہدایت کی بارش ہر جگہ برس رہی ہے...... اور پاکیزہ زمینیں اس بارش سے سیراب ہو رہی ہیں...... اور اپنا مقدر سنوار رہی ہیں...... جیسے ہدایت کی بارش کل عالم میں برس رہی ہے...... اسی طرح آپ کے علم وعرفان سے بھی کوئی جگہ خالی نہیں...... آپ کے علم وعرفان کی زد میں کائنات کا ذرہ ذرہ ہے...... اور آپ کا علم پاک بھی جہاں گیر اور ہمہ گیر ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارش کے ہوتے ہوئے کوئی اپنا برتن ہی الٹا کر دے تو اس میں کسی کا کیا قصور......؟ وہ رحمۃ

اللعالمین ہیں ان کا کام تو ہر ایک پر نظرِ رحمت فرمانا ہے...... ہر ایک کا بھلا کرنا ہے......
اب اگر کوئی اپنا منہ موڑ لے تو یہ اس کی اپنی بدنصیبی...... ہمارے آقا و مولا کی عطا و بخشش میں کوئی کمی نہیں۔

اگر کسی کی زمین سیم وتھور والی ہے اس پر ہدایت و علم کی بارش کا اثر نہیں تو اسے چاہئے کہ وہ آپ کے علم و عرفان اور رشد و ہدایت کا انکار نہ کرے۔ بلکہ اپنے دل کی زمین کا علاج کروائے۔ ہوسکتا ہے کسی نظر والے کے کرم سے اس کی زمین طیب و طاہر ہو جائے تو پھر اسے اپنی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی جلوہ گری اور آپ کی ہدایت کی مہک نظر آئے گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَی الْحَوْضِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں تم ان دونوں پر عمل کے بعد گمراہ نہیں ہوسکتے۔ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت (یہ دونوں لازم وملزوم ہیں) اور یہ میدان حشر میں حوض (کوثر) پر وارد ہونے تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ (مستدرک حاکم: ۱/ ۱۷۲، الرقم: ۳۱۹)

آپ نے کمال کرم نوازی سے ہمیں دو تحفے عطا فرمائے اور رہتی دنیا تک یہ رہیں گے۔

(۱۔ کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول اللہ)

قابل قدر ہے صحیفہ یاد رکھو

جیسے کتاب اللہ [illegible] ہے ویسے ہی سنت رسول بھی قابل قدر ہے

جیسے کتاب اللہ [illegible] ہے ویسے ہی سنت رسول بھی قابل عمل ہے

جیسے کتاب اللہ قابل محبت ہے ویسے ہی سنت رسول بھی قابل محبت ہے
جیسے کتاب اللہ قابل حفاظت ہے ویسے ہی سنت رسول بھی قابل حفاظت ہے
کتاب وسنت حوض کوثر پر ہوں گے تو ان سے محبت کرنیوالے بھی حوض کوثر پر ہوں گے
کتاب وسنت حوض کوثر پر ہوں گے تو ان پر عمل کرنے والے بھی حوض کوثر پر ہوں گے
کتاب وسنت حوض کوثر پر ہوں گے تو ان کی قدر کرنے والے بھی حوض کوثر پر ہوں گے
کتاب وسنت حوض کوثر پر ہوں گے تو ان کو اپنا آئیڈل بنانیوالے بھی حوض کوثر پر ہوں گے

دعوتِ عمل

کتاب وسنت پر عمل کرنے والے اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اس لیے کتاب وسنت پر عمل کرنے کی ترغیب بنائیں اور اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں وہ تمام امور جو کتاب وسنت میں موجود ہیں سرانجام دیں تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو جائے۔

یہ تو ابو اسحاق فزاری کی جگہ ہے

ہم جس زمانے میں سانس لے رہے ہیں اس زمانے میں کئی کلمہ گو، اغیار کے زیر اثر، مسلمانوں کے لیے صرف اطاعت خدا کو کافی قرار دیتے ہیں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نزدیک ضروری نہیں ہے۔ یہ سوچ انتہائی خطرناک ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار برکات ہیں ان برکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونا انتہائی آسان لگتا ہے۔ آیئے چند برکات سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنیے۔

سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کے روز وشب، جنہوں نے اپنی زندگی کی حسین بہاریں، جوانی سنت کی حفاظت میں گزار دی۔ زندگی کا آخری حصہ جو زندگی کا نچوڑ ہے وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حدیث میں گزار دیا۔ وہ واقعی اس قابل ہیں کہ

انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جگہ دی جائے۔

قَالَ الْفُضَيْلُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ، وَإِلَى جَنْبِهِ فُرْجَةٌ فَذَهَبْتُ لِأَجْلِسَ، فَقَالَ: هٰذَا مَجْلِسُ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے آپ کے پہلو میں کشادہ جگہ دیکھی، میں بیٹھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ابواسحاق الفزاری کی جگہ ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۸/۵۴۲)

یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھنے والا دونوں جہانوں میں بامراد رہا کرتا ہے اور رحمت الٰہیہ کے حصار میں رہا کرتا ہے۔

حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — بخشش کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — رحمت کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — حضور کی شفقت کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — جنت کی بہاروں کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — حضور کی محبت کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — جنت کے بازاروں کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — فرشتوں کے سلام کا حقدار ہے
حضور کے پہلو میں بیٹھنے والا — جنت میں آرام کا حقدار ہے

کامیاب وکامران کون؟

حقیقی کامیاب وہ نہیں جس کو کوئی بورڈ — کامیاب کرتا ہے
حقیقی کامیاب وہ نہیں جو تجارت میں — کامیاب ہے

حقیقی کامیاب وہ نہیں جو دنیا میں کامیاب ہے
حقیقی کامیاب وہ نہیں جو لوٹ مار کرنے میں کامیاب ہے
حقیقی کامیاب وہ نہیں جو جھوٹ بولنے میں کامیاب ہے
حقیقی کامیاب وہ نہیں جو دھوکہ دینے میں کامیاب ہے
حقیقی کامیاب وہ نہیں جو چالاکی کرنے میں کامیاب ہے
حقیقی کامیاب وہ نہیں جو کار کوٹھی کا مالک ہے

بلکہ حقیقی کامیاب وہ ہے جس کو اللہ عزوجل کامیاب بنائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝

اور جس (خوش نصیب) نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اور اللہ سے ڈرتا رہا اور اسی کا تقویٰ اختیار کیا بس یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

(پ:۱۸، النور:۵۲)

نیز ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے تو بے شک وہ بڑی کامیابی سے سرفراز ہوا۔ (پ:۲۲، الاحزاب:۷۱)

غور کیجئے! اللہ رب العزت اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا کس احسن طریقے سے حکم دے رہا ہے، پھر وہ خوشبخت افراد جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ اللہ ان کی واضح کامیابی کا اعلان فرماتا ہے۔

ایسے افراد کی کامیابی عظیم کامیابی ہے

ایسے افراد کی کامیابی قابل فخر کامیابی ہے
ایسے افراد کی کامیابی مکمل کامیابی ہے
ایسے افراد کی کامیابی دنیا کی کامیابی ہے
ایسے افراد کی کامیابی قبر کی کامیابی ہے
ایسے افراد کی کامیابی حشر کی کامیابی ہے

جس کامیابی کو اللہ تعالیٰ عظیم فرماتا ہو۔ اس کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا صدیقین میں سے ہے

آج لوگ صدر کی سنگت پر فخر کرتے ہیں
آج لوگ وزیراعظم کی سنگت پر فخر کرتے ہیں
آج لوگ جاگیردار کی سنگت پر فخر کرتے ہیں
آج لوگ زمیندار کی سنگت پر فخر کرتے ہیں

مگر قابل فخر تو وہ سنگت ہے جو اللہ کی نظروں میں قابل فخر ہے۔

یہ دنیا کی سنگتیں فانی ہیں
یہ دنیا کی سنگتیں نقصان دہ ہیں
یہ دنیا کی سنگتیں لالچ پر مبنی ہیں
یہ دنیا کی سنگتیں دھوکے پر مبنی ہیں
یہ دنیا کی سنگتیں جھوٹ پر مبنی ہیں
یہ دنیا کی سنگتیں عذاب الٰہی میں گرفتار کرنے والی ہیں

آیئے اس سنگت کی طرف جو انتہائی اچھی ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ

النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ؕ

اور جو کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔ جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ (پ:۵، النساء:۶۹)

فائدہ

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے سرشار لوگ تنہا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعام یافتہ لوگوں کی معیت نصیب ہے۔ وہ آدمی جسے کسی بڑے افسر کی جانب کی معیت نصیب ہو اس کی چال ڈھال سب سے جدا نظر آتی ہے تو وہ اللہ کا پیارا بندہ جسے انبیاء، شہداء، صدیقین اور صلحاء کی معیت نصیب ہو اس کی قسمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اس آدمی کو حقیر نہ سمجھنا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں مگن ہے۔ وہ کہیں تنہا بھی بیٹھا ہو تو اسے تنہا نہ سمجھنا حکم الٰہی کے مطابق اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت نصیب ہے۔ اس خوش نصیب کی عظمت پر قربان جائیں جو تنہا ہو کر بھی تنہا نہیں، بلکہ انبیاء و صلحاء کی ارواح مقدسہ ہر وقت اس کی نگرانی کرتی ہیں۔

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام واکرام فرمایا۔

یہ معیت یہ سنگت عارضی اور ناپائیدار نہیں۔ اور نہ ہی زمان و مکاں کی حدود میں مقید ہے۔ اللہ کے وعدہ کے مطابق وہ جہاں بھی جائیں گے جس جہاں میں جائیں گے

پاکیزہ سنگت ومعیت سے محروم نہیں ہوں گے۔

اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے

قیامت کے بھرے مجمع میں نفانفسی کا عالم ہوگا لوگ پسینوں میں شرابور ہوں گے، ان کی رنگت سیاہ ہوگی لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس فزع اکبر میں اطمینان وسکون میں ہوں گے۔ اور ان کے چہرے سفید ہوں گے۔ ان کے چہروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہوں گی۔ ان کے چہروں پر اطمینان اور سکون کا جہاں آباد ہوگا۔

یہ کون خوش قسمت لوگ ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار رہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو لازم پکڑا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے قرآن وسنت کے علم کے دروازے وا کردیئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ.

جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کوئی چہرے سیاہ ہوں گے۔

(پ:۴، آل عمران:۱۰۶)

قَالَ فَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ: فَاَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَاُولُو الْعِلْمِ ۔

ترجمان اسلام مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کا یہ ارشاد:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ

کی تشریح کرتے فرماتے ہیں۔ بہرحال جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اہل سنت وجماعت اور علم والے ہیں۔ (صلاح الامۃ:۲/۱۵۶)

درسِ عمل

اے میری بہنو!

اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	علم دین سیکھو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	نماز پڑھو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	قرآن کی تلاوت کرو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	عبادت وریاضت کرو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	والدین کی قدر کرو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	بڑوں کی عزت کرو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	چھوٹوں پر شفقت کرو
اگر روزِ محشر چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	زکوٰۃ ادا کرو
اگر بروزِ قیامت چہروں کی سفیدی چاہتی ہو تو	رسول کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرو

آگ بھی شرم کرے گی

جیسے

چھری کی فطرت	کاٹنا ہے
سانپ کی فطرت	ڈسنا ہے
مچھر کی فطرت	کاٹنا ہے
پانی کی فطرت	چلنا ہے
درخت کی فطرت	پھیلنا ہے
آگ کی فطرت	جلانا ہے

مگر آگ کی یہ فطرت کبھی کبھی تبدیل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام	کو آگ نے نہ جلایا
حضرت ابراہیم علیہ السلام	کے رومال کو آگ نے نہ جلایا

قرآن کریم کو   آگ نے نہ جلایا

حضرت صالح کے کپڑے کو   آگ نے نہ جلایا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا بیان کرتی ہیں۔

آیئے ایک دلچسپ اور حیرت انگیز واقعہ سنیے۔

فاطمہ کہتی ہیں: میرے بھائی صالح کے گھر کو آگ لگ گئی۔ انہوں نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ تو انہوں نے تقریباً چار ہزار دینار کا سامان بھیجا تھا۔ جسے آگ کھا گئی۔ میرے بھائی صالح کہتے جا رہے تھے مجھے اس سارے سامان کے جلنے کا غم نہیں غم تو ایک کپڑے کا ہے جس پر میرے والد گرامی حضرت امام احمد نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں اس کپڑے سے برکت حاصل کرتا تھا۔ اور اس پر نماز پڑھتا تھا۔

جناب فاطمہ فرماتی ہیں۔

آگ بجھ گئی، لوگ جلے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کپڑا صحیح حالت میں چارپائی پر ہے۔ آگ نے اس کے چاروں طرف کی تمام اشیاء کو جلا دیا۔ لیکن وہ کپڑا صحیح و سالم رہا۔ (تہذیب السیر ۱/۹۵۰)

دعوتِ فکر

آگ تیرا لحاظ   نہیں کرتی

آگ میرا لحاظ   نہیں کرتی

آگ کسی امیر کا لحاظ   نہیں کرتی

آگ کسی غریب کا لحاظ   نہیں کرتی

آگ کسی حسین و جمیل کا لحاظ   نہیں کرتی

آگ کسی جوان کا لحاظ   نہیں کرتی

آگ کسی بوڑھے کا لحاظ   نہیں کرتی

آگ کسی سستے کپڑے کا لحاظ　　　نہیں کرتی

آگ کسی مہنگے کپڑے کا لحاظ　　　نہیں کرتی

مگر

سنتوں پر عمل کرنے والے کے کپڑے کا لحاظ　　　کرتی ہے

سنت سے پیار...... آنکھوں میں آگئی بہار

یعقوب فسوی فرماتے ہیں۔ میں رات (احادیث) لکھنے اور دن (احادیث) پڑھنے میں مصروف رہتا تھا۔ ایک رات میں بیٹھا احادیث مبارکہ لکھ رہا تھا۔ رات ختم ہو رہی تھی کہ میری آنکھوں کا پانی اتر گیا۔ مجھے نہ چراغ نظر آیا نہ گھر، میں اپنی آنکھیں کھو جانے اور علم کے ضائع ہو جانے پر رونے لگ گیا۔ میرا رونا شدید ہو گیا یہاں تک کہ میں اپنے پہلو پر لیٹ گیا اور سو گیا۔ میں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ندا دی۔

اے یعقوب بن سفیان! تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ مجھے اب حسرت ہے آپ کی سنت کی کتابیں مجھ سے کھو جائیں گی، اور اپنے شہر سے دور ہوں۔

آپ نے فرمایا:

میرے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ کے قریب ہو گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میری آنکھوں پر پھیرا گویا کہ آپ کچھ پڑھ رہے ہیں۔

جناب یعقوب فرماتے ہیں۔

پھر میں بیدار ہو گیا تو میری آنکھیں روشن تھیں، میں نے اپنی کاپی پکڑی چراغ کی روشنی میں دوبارہ لکھنا شروع کر دیا۔

(سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۱۸۱-۱۸۲، وتہذیب التہذیب: ۱۱/۳۸۶-۳۸۷)

؎ اس در سے شفا پائی دکھ درد کے ماروں نے

اس در سے ضیا پائی غمگین لاچاروں نے

اسی لیے تو ہم کہتے ہیں:

؎ جدوں دید سرکار کراون گے
جدوں مکھڑا نوری دکھاون گے
مینوں سارے دکھ بھل جاون گے
پڑھو لا الہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

گناہ جھڑ گئے......خشک پتوں کی طرح

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سنت کی اہمیت کو اجاگر فرمارہے ہیں۔ ان کے نزدیک اسی عمل پر اجروثواب ملے گا جو سنت کے مطابق ہوگا۔ اور وہی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوگا جس پر سنت کی مہر لگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسو نکل آنا بہت بڑی سعادت ہے۔ خوف خدا سے آنکھیں چھلک جائیں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن یہاں بھی وہی اصول کارفرما ہے کہ یہ نعمت صرف اسی کے لیے ہے جو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہے۔

اگر ذکر الٰہی کے دوران اس کی آنکھیں گیلی ہو جائیں تو وہ عذاب الٰہی سے مامون ومحفوظ ہوگا۔ در رحمت اسی کے لیے کشادہ ہے جو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلدادہ ہے اور جو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہے وہ اللہ کے انعامات سے بھی دور ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

تم پر صراط مستقیم وسنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لازم ہے۔ روئے زمین پر کوئی بھی بندہ سبیل وسنت میں ہو اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں چھلک جائیں۔ اللہ کے خوف و خشیت سے تو اللہ ایسے آدمی کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

زمین پر کوئی بندہ بھی سبیل وسنت پر ہو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی جلد میں کپکپی طاری ہو جائے تو وہ اس درخت کی طرح ہے جس کے پتے خشک

ہو جائیں جب تیز آندھی چلے تو اس کے پتے گر جائیں تو ایسے آدمی کے اللہ گناہ یوں گرا دے گا جیسے خشک درخت کے پتے گر گئے۔ (صلاح الامۃ: ۲/۱۶۷)

قابل قدر بہنو!

سنت رسول پر عمل کرنے سے	نیکیوں کے باغ لگ جاتے ہیں
سنت رسول پر عمل کرنے سے	اللہ کریم راضی ہوتا ہے
سنت رسول پر عمل کرنے سے	رسول کریم راضی ہوتے ہیں
سنت رسول پر عمل کرنے سے	گھر آباد ہوتے ہیں
سنت رسول پر عمل کرنے سے	دل شاد ہوتے ہیں
سنت رسول پر عمل کرنے سے	اعمال نکھر جاتے ہیں
سنت رسول پر عمل کرنے سے	مقدر سنور جاتے ہیں

پچاس شہیدوں کا ثواب

شہادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بندہ کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ شہید فی سبیل اللہ کا مرتبہ و مقام بہت بلند ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے اسے حیاۃ جاودانی نصیب ہوتی ہے وہ منوں مٹی کے نیچے بھی زندہ ہوتا ہے۔ اسے یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عمدہ عطیہ ہے۔

لیکن سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عاق کو ایسے زمانہ میں جو صبر کا تقاضا کرتا ہے جس میں فتنہ و فساد عام ہوگا۔ اس زمانہ میں اپنے دامن کو بچانا بڑا مشکل ہوگا۔ اس سخت ترین زمانہ میں سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے کو پچاس شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اس لیے سنت رسول پر عمل کر کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ وَّرَائِکُمْ زَمَانَ صَبْرٍ لِلْمُتَمَسِّکِ فِیْہِ اَجْرُ

خَمْسِيْنَ شَهِيْدًا مِّنْكُمْ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک تمہارے بعد صبر کا زمانہ آئے گا۔ اس میں میری سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے کو تم سے پچاس شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (کنز العمال:۱/۱۱۲، الرقم:۳۰۱۱۵، صحیح الجامع والصغیر والزیادہ:۱/۴۴۴، الرقم:۲۲۳۴، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:۱/۸۱۲، الرقم:۴۹۴)

شہیدوں کیلئے چھ اعزازات

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنَ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

۱ – لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ، يُغْفَرُ لَهُ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ مِّنْ دَمِهٖ، وَيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

۲ – وَيَاْمَنُ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ .

۳ – وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا .

۴ – وَيُحَلّٰى حِلْيَةَ الْاِيْمَانِ .

۵ – وَيُزَوَّجُ اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ .

۶ – وَيَشْفَعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ اَقَارِبِهٖ .

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ہاں شہیدوں کے لیے چھ خصلتیں ہیں۔

۱۔ ان کے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے اس کا جنت میں گھر دکھا دیا جاتا ہے۔

۲- عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے اور فزع اکبر بڑی گھبراہٹ (قیامت کی گھبراہٹ) سے امن میں ہوگا۔

۳- اس کے سر پر (عزت) وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہوگا۔

۴- اسے ایمان کا زیور پہنایا جائے گا۔

۵- بہتر (۷۲) حورعین سے اس کی شادی کی جائے گی۔

۶- اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔

(کنز العمال: ۱/۴۲۲، الرقم: ۱۱۱۵۴، سنن ابن ماجہ: ۳/۳۶۴، الرقم: ۴۷۹۹، مجمع الزوائد: ۵/۳۸۰، الرقم: ۹۵۱۶)

فائدہ

حدیث پاک کی روشنی میں پتہ چلا کہ:

سنت پر عمل کرنے والے کی	مغفرت ہو جائے گی
سنت پر عمل کرنے والے کو	جنت کا محل دکھایا جائے گا
سنت پر عمل کرنے والے کو	عذاب قبر سے بچایا جائے گا
سنت پر عمل کرنے والے کو	روز محشر امن نصیب ہوگا
سنت پر عمل کرنے والے کو	عظمت کا تاج پہنایا جائے گا
سنت پر عمل کرنے والے کو	ایمان کا زیور نصیب ہوگا
سنت پر عمل کرنے والے کو	70 حوریں نصیب ہوں گی
سنت پر عمل کرنے والا	70 افراد کی شفاعت کرے گا

قبر میں عزت افزائی

وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا رَأَيْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ فِي الْمَنَامِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ أَتَاكَ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ؟ قَالَ: أَيْ وَاللهِ وَمَا لَايُنِيْ: مَنْ رَبُّكَ؟

وَمَا دِيْنُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ قَالَ الْمُثْلِي يُقَالُ هٰذَا؟ وَآنَا كُنْتُ اُعَلِّمُ النَّاسَ بِهٰذَا فِيْ دَارِ الدُّنْيَا؟ فَقَالَا لِيْ: صَدَقْتَ، فَنَم نَوْمَةَ الْعُرُوْسِ لَابُؤْس عَلَيْكَ۔

ایک آدمی کا بیان ہے: میں نے محدث کبیر حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے عرض کی: کیا آپ کے پاس منکر نکیر آئے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا: مَنْ رَّبُّكَ ؟ تیرا رب کون ہے؟ مَا دِيْنُكَ ؟ تیرا دین کیا ہے؟ مَنْ نَّبِيُّكَ ؟ تیرا نبی کون ہے؟ میں نے کہا: کیا مجھ جیسے آدمی سے یہ سوال کرو گے۔ میں دنیا میں لوگوں کو انہیں سوالات کی تعلیم دیتا رہا ہوں۔

ان دونوں نے کہا آپ نے بالکل سچ کہا۔ اس لئے اب سو جایئے جیسے دلہن سوتی ہے۔ اور آپ پر کوئی تکلیف نہیں۔ (صلاح الامۃ علو الھمۃ: ۱/۲۴۲، تاریخ بغداد: ۱۴/۳۴۶-۳۴۷)

سنت کی تعلیم دینے کی فضیلت

عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى خُلَفَائِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوْا: وَمَنْ خُلَفَاؤُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلَّذِيْنَ يُحْيُوْنَ سُنَّتِيْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا: میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ (لوگ) جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو بھی ان کی تعلیم دیتے ہیں (میرے خلفاء ہیں) (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق [illegible] وابن عبد البر فی جامع بیان العلم وفضلہ: ۱/۴۶، والہندی فی کنز العمال: ۱۰/۲۲۹۔)

(الرقم:۲۹۲۰۹)

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے جو آخری پیغام ہدایت نازل فرمایا ہے اس کے بنیادی ستون دو ہیں:

(۱) کتاب اللہ

(۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ دونوں چیزیں نسل انسانی پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور کرم ہیں یہ دو نور ہیں جن کی روشنی میں حضرت انسان اپنی خداداد صلاحیتوں کو استعمال کر کے دنیوی اور اخروی عظمتوں اور رفعتوں سے مالا مال ہو سکتا ہے اور سنت رسول پر عمل کرنے والے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا ہیں۔

وہ کون ہیں؟ جنہیں دیکھنا بھی عبادت ہے

وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جو کسی عالم بالسنۃ کی زیارت سے شادکام ہوتے ہیں۔ ایسے باعمل عالم کے چہرے کی طرف محبت سے تکتے ہیں۔ ان کا یہ دیکھنا ان کا نورانی چہروں کی زیارت کرنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں عبادت کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلنَّظْرُ اِلَى الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ يَدْعُوْ اِلَى السُّنَّةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْبِدْعَةِ، عِبَادَةٌ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اہل سنت سے وہ آدمی جو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا ہے۔ اور بدعت سے روکتا ہے۔ اس کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد:۱/۵۵)

ایسی بہنوں سے محبت کریں جو شرعی پردہ کرتی ہوں
ایسی بہنوں سے محبت کریں جو نماز کی پابندی کرتی ہوں

ایسی بہنوں سے محبت کریں جو سنت رسول پر عمل کرتی ہوں
ایسی بہنوں سے محبت کریں جو قرآن وحدیث سیکھتی ہوں
ایسی بہنوں سے محبت کریں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی ہوں
ایسے افراد سے محبت کریں جن کی زندگی سنت کی اشاعت وترویج میں بسر ہوتی ہو
ایسے افراد سے محبت کریں جو سنت رسول کے گرویدہ ہوں
ایسے افراد سے محبت کریں جو آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوں

سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل فرد بشر کتنے خوش بختوں والا ہے کہ اللہ کی مخلوق کو اس کی زیارت سے شرف ملتا ہے۔ خود رب العالمین اس سے کس درجہ محبت فرماتا ہو گا۔ اور اسے کن کن اعزازات سے نوازتا ہو گا۔

نظر اللہ کریم کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کا استعمال سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔

اے امت مسلمہ!

اگر زیارت کرنی ہے تو بیت اللہ کی کرو جس کی زیارت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں
اگر زیارت کرنی ہے تو روضہ رسول کی کرو جس کی زیارت سے آنکھوں کو چین ملتا ہے
اگر زیارت کرنی ہے تو قرآن کریم کی کرو جس کی زیارت سے نیکیاں ملتی ہیں
اگر زیارت کرنی ہے تو حدیث رسول کی کرو جس کی زیارت سے دل کو سرور ملتا ہے
اگر زیارت کرنی ہے تو عامل بالسنۃ کی کرو جس کی زیارت سے عبادت کا درجہ ملتا ہے

وہ کون ہے...... جس سے اللہ کے رسول پیار کرتے ہیں

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ: مَا كَانَ بِالْعِرَاقِ اَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ مِنِ ابْنِ عَوْنٍ.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ قَالَ:

رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ: زُوْرُوْا ابْنَ عَوْنٍ فَاِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. اَوْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ وَرَسُوْلُهُ.

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: حافظ عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر بصرہ میں عامل بالسنۃ (سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والا) کوئی نہ تھا۔

محمد بن فضاء فرماتے ہیں۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ابن عون کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ یا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔

(تہذیب السیر :۱/ ۶۶۷)

فائدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرنا معمولی سعادت نہیں۔

جب آدمی کے روز وشب اشاعت اسلام میں بسر ہوں۔ سنت مبارکہ کا درس دیتے ہوں۔ جس کی زندگی کی بہاریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے گزری ہوں اور اس کے وجود کے انگ انگ سے سنت مبارکہ کے سوتے پھوٹتے ہوں بھلا اس کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں کوئی شک رہ جاتا ہے۔

سنت پر عمل محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ناممکن ہے۔ پھر جو خوش بخت ہر وقت ہر لحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے متعلق سوچتا رہے اور اس پر عمل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ پھر اس پر بس نہیں، بلکہ مخلوق خدا کو سنت کا درس دینے کی فکر دامن گیر رہے۔ بات فکر سے بڑھ کر عمل تک پہنچ جائے۔ اور ہر ملنے والے کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دے تو پھر وہی صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں۔ جس آدمی سے نیلی چھت کا مالک جل جلالہ اور سبز گنبد کا مکین صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرے اس کے بختوں تک کس کی رسائی ہے۔ اور اس کے نجات یافتہ ہونے میں کیسے شک رہ سکتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: (سب سے) آخر میں جنت میں داخل ہونے والا وہ شخص ہوگا جو کبھی چلے گا اور کبھی منہ کے بل گر پڑے گا اور کبھی وہ آگ کے تھپیڑے کی زد میں آئے گا۔ جب وہ آگ سے آگے بڑھے گا تو آگ کی طرف متوجہ ہوگا اور کہے گا: عظمتوں والی ہے وہ ذات جس نے تجھ سے نجات دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ اسی اثناء میں ایک درخت کو اس کے سامنے کیا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! مجھے اس درخت کے نزدیک کر دے تاکہ میں اس کے سائے سے مستفیض ہو سکوں اور اس کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! ممکن ہے اگر میں تمہاری یہ دعا قبول کرلوں تو تم (اس پر قناعت نہ کرو اور) اس کے علاوہ کچھ اور مانگنے لگو۔ وہ عرض کرے گا: نہیں۔ میرے پروردگار! وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرے گا کہ مزید کچھ نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور قرار دے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر صبر نہیں کرسکتا۔ وہ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا وہ اس کے سائے سے مستفیض ہوگا اور اس کا پانی پیئے گا۔

پھر ایک اور درخت اس کے سامنے کیا جائے گا جو پہلے درخت سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کا پانی پی سکوں اور اس کے سائے سے مستفیض ہو سکوں۔ میں اس کے علاوہ تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے فرزند آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اس کے بغیر کچھ نہیں مانگے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ممکن ہے میں تمہیں اس درخت کے نزدیک کر دوں تو تم اور مانگو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرے گا کہ وہ کچھ اور نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور قرار دے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر صبر نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دے گا وہ اس کے سائے سے مستفیض ہوگا اور اس کا پانی پیئے گا۔

پھر جنت کے دروازے کے پاس ایک اور درخت اس کے سامنے کیا جائے گا وہ

ان پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اس کے سائے سے لطف اندوز ہوسکوں اور اس کا پانی پی سکوں۔ پروردگار! میں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے فرزند آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اور کچھ نہیں مانگے گا؟ عرض کرے گا: پروردگار! وعدہ تو ضرور کیا تھا: پروردگار! بس یہ عطا فرما دے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کردے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قریب کرے گا اور وہ جنتیوں کی آوازیں سنے گا تو عرض کرے گا۔ پروردگار! مجھے جنت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! مجھ سے تیرا یہ مسلسل مانگنا کیسے ختم ہوگا؟ کیا تو اس پر راضی ہے کہ ساری دنیا تجھے دے دی جائے اور اس کے ساتھ اتنی مزید بھی؟

عرض کرے گا: پروردگار! تو مجھ سے استہزاء فرما رہا ہے جبکہ تو پروردگار عالم ہے (یہ کہتے ہوئے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (راوی) ہنسے پھر فرمایا: کیا تم مجھ سے یہ نہیں پوچھتے کہ میں ہنسا کیوں؟ لوگوں نے پوچھا: آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: (یہ روایت بیان کرتے ہوئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہنسے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہنسے کیوں ہیں تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے (بلا تمثیل) ضحک کی وجہ سے۔ جب وہ بندہ کہے گا: پروردگار! تو مجھ سے استہزاء فرما رہا ہے جبکہ آپ رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تیرے ساتھ استہزاء نہیں کر رہا بلکہ میں جو چاہتا ہوں اس کو کرنے پر قادر ہوں۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۰۵)

وہ انسان کتنا خوش قسمت ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ لیکن اس انسان کی خوش قسمتی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس سے خود اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ یہ سعادت اسے ہی ملتی ہے جو اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا حکم قرآن میں بھی دیا گیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

اور جس خوش نصیب نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور اللہ سے ڈرتا رہا اور اسی کا تقویٰ اختیار کیا بس یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

(پ:۱۸، النور: ۵۲/۲۴)

شہادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بندہ مومن کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ شہید فی سبیل اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے اسے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے۔ وہ منوں مٹی تلے بھی زندہ رہتا ہے۔ اسے یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عمدہ عطیہ ہے۔

لیکن سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل کو ایسے زمانے میں جو صبر کا تقاضا کرتا ہے، جس میں فتنہ وفساد عام ہوگا۔ اس زمانے میں اپنے دامن کو بچانا بہت مشکل ہوگا۔ اس سخت ترین زمانہ میں سنت رسول پر عمل کرنے والے کو پچاس شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

پانی پینے کی سنتیں اور آداب

پانی پیتے وقت احتیاط کی ضرورت

کئی لوگ پانی میں پھونکیں مارتے ہیں — اس سے آپ نے منع فرمایا ہے
کئی لوگ پانی ضائع کر دیتے ہیں — اس سے آپ نے منع فرمایا ہے
کئی لوگ پانی بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں — اس سے آپ نے منع فرمایا ہے
کئی لوگ کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں — اس سے آپ نے منع فرمایا ہے

کھڑے ہو کر پانی پینے کے نقصانات

کھڑے ہو کر پانی پینے کے 2 نقصانات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱......کھڑے ہو کر پانی پینے سے سانس کی نالی میں پانی جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

۲......کھڑے ہو کر پانی پینے سے معدے میں فوراً زیادہ مقدار میں پانی چلا جاتا ہے۔ معدے میں پھیلاؤ آ جاتا ہے۔ اور اگر یہ پھیلاؤ دائیں طرف ہو تو جگر کے نقصان کا احتمال ہے۔ اور اگر بائیں طرف ہے تو تلی کو نقصان پہنچتا ہے۔ جبکہ نیچے کی طرف ہو تو دباؤ ہونے سے آنتوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اور اگر اوپر کی طرف ہو تو پھیپھڑوں کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔

درسِ عبرت

دیکھا آپ نے خلاف سنت کام کرنے کا کتنا نقصان ہے۔ ایسے کام سے ضرور بچنا چاہیے۔

پانی پینے کے فوائد

۱...... پانی کی تاثیر سرد ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتا ہے۔ بے ہوشی، تھکاوٹ، ہچکی، قے اور قبض کو دور کرتا ہے۔

۲...... خون کو گاڑھا ہونے اور خراب ہونے سے روکتا ہے۔

۳...... جسم کی عمومی صحت کے لیے پانی کی مناسب مقدار ضروری ہوتی ہے۔

۴...... پانی کی مناسب مقدار دوران خون کو قائم اور مستحکم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

۵...... بخار کی حالت میں پانی پلانے سے بخار کی حدت دور ہوتی ہے۔

۶...... یہ جسم کے زہروں کو پیشاب اور پسینہ کے ذریعے خارج کرتا ہے۔

دعوتِ عمل

یاد رہے کہ پانی پینے کے یہ فوائد ہمیں تب ہی حاصل ہوں گے جب ہم سنت رسول کے مطابق پانی پئیں گے۔

لباس کی سنتیں اور آداب

ہمارا مذہب ہمیں اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ہم سادہ لباس استعمال کریں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سادگی کو پسند فرمایا۔ مرد عورتوں کی طرح کا اور عورتیں مردوں کی طرح کا لباس نہ پہنیں۔ مرد اور عورت کو اتنا باریک لباس استعمال نہیں کرنا چاہیے جس سے جسم کی رنگت ظاہر ہو۔ اور نہ ہی اتنا تنگ لباس کہ بدن کے حصوں کی نمائش ہو۔ ہمیں چاہیے کہ پورا اور سادہ لباس اختیار کریں۔

باریک کپڑے کی ممانعت

ہمارا مذہب سادگی کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باریک کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اور موٹا کپڑا پہننے کی تاکید کی گئی ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ رَقِیْقٌ فَشَقَّقَتْهُ عَائِشَةُ وَکَسَتْهَا خِمَارًا کَثِیْفًا ٥

حضرت علقمہ بن ابوعلقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (موطا للامام مالک، کتاب الجامع: ۲/۴۱۰، الرقم: ۱۶۳۹)

درسِ عبرت

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہمارا دین ہمیں باریک لباس پہننے کی اجازت نہیں دیتا۔ جبکہ آج کل ہمارے معاشرے میں عورتیں اتنا باریک اور چست لباس استعمال کرتی ہیں کہ ان کے جسم کے حصوں کی نمائش ہو رہی ہوتی ہے۔ باریک اور چست لباس پہن کر ننگے سر بازاروں میں گھومتی ہیں۔ جبکہ یہ سراسر گناہ اور دین کے خلاف جانے والا کام ہے۔

پیوند لگا لباس پہننا سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا:

اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہے۔ اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔ جب تک پیوند نہ لگا لو۔ (جامع الترمذی ابواب اللباس، ص: ۱۸۳۲، الرقم: ۱۷۸)

فائدہ

پیوند لگا لباس پہننے سے اللہ کی رضا نصیب ہوتی ہے

پیوند لگا لباس پہننے سے سرکار کی رضا نصیب ہوتی ہے
پیوند لگا لباس پہننے سے قناعت کی دولت نصیب ہوتی ہے
پیوند لگا لباس پہننے سے جنت میں حضور کی صحبت نصیب ہوتی ہے

شہرت باعث ہلاکت

آج کل یہ سوچ بنتی جا رہی ہے کہ
شادی میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
ولیمے میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
فوتیدگی میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
محفل میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
مسجد میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
بازار میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
پارک میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو
ہر فنکشن میں بن سنور کر جانا چاہئے تا کہ ہماری شہرت ہو

حالانکہ شہرت باعث ہلاکت ہے۔ آیئے سنیئے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم:
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل: ۲/۲۰۳، الرقم: ۵۶۶۸)

درس ہدایت

میری قابل قدر بہنو!
عورت کے لیے مردوں جیسا لباس پہننا منع ہے اس سے بچنا چاہئے
متکبرانہ لباس پہننا منع ہے اس سے بچنا چاہئے
شہرت کی سوچ سے لباس پہننا منع ہے اس سے بچنا چاہئے

باریک لباس پہننا منع ہے ۔ اس سے بچنا چاہیے
ادھورا لباس پہننا منع ہے ۔ اس سے بچنا چاہیے
اللہ کریم ہمیں سنت کے مطابق لباس پہننے کی سعادت نصیب فرمائیے (آمین)

کھانے کی سنتیں اور آداب

انسانی زندگی کا دارومدار غذا پر ہے۔ انسان کھانا کھانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ اس لیے زندہ رہنے کے لیے کھانا ضروری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لیے ہمیں اس نعمت کو استعمال کرنے کی سنتیں اور آداب معلوم ہونے چاہئیں۔ تاکہ ہم اس نعمت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے مطابق استعمال کر سکیں۔ کھانا کھانے کی چند سنتیں اور آداب درج ذیل ہیں۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذرّیت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنا ملے گا اور نہ کھانا ملے گا۔ اور اگر داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو پھر کہتا ہے تمہیں کھانا بھی ملے گا اور رہنا بھی ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، ص: ۱۰۲۸، الرقم: ۵۲۶۲)

دوسری حدیث پاک میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرما رہے تھے ایک اعرابی حاضر ہوا۔ اس نے دو لقموں میں ہی کھانا صاف کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰى كَفَاكُمْ

اگر یہ بسم اللہ کہہ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔

کھانا مل کر کھانے کی برکت

امام احمد وابوداؤد وابن ماجہ وحاکم وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے راوی، ارشاد فرمایا:
مل کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو۔اس میں تمہارے لیے برکت ہو گی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، ص:۶۷۶، ۲، الرقم:۳۲۸۶)

گرے ہوئے لقمے کو کھانے کی برکت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روٹی کا احترام کرو۔ کیونکہ وہ زمین اور آسمان کی برکات سے ہے۔ جو شخص دستر خوان کی گری ہوئی روٹی کو اٹھا کر کھالے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ص:۸۸، الرقم:۱۴۲۷)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی برکت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے۔ اس کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا۔

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، ص:۱۸۳۹، الرقم:۱۸۴۶)

جوتے اتار کر کھانا سنت ہے

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا کہ کھانے کے وقت جوتا اتار لو کہ یہ سنت جمیلہ ہے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ: ۴/۴۲۳، الرقم:۵۵۵)

کھانا کھا کر شکر ادا کرنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے والا شکر گزار ویسا ہی ہے جیسا روزہ دار صبر کرنے والا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ: ۲/۴۲۹، الرقم:۴۲۰۵)

درسِ ہدایت

بسم اللہ شریف پڑھے بغیر کھانا	سنت کے خلاف ہے
بائیں ہاتھ سے کھانا	سنت کے خلاف ہے
اکیلے اکیلے کھانا	سنت کے خلاف ہے
گرما گرم کھانا	سنت کے خلاف ہے
کھا کر انگلیاں نہ چاٹنا	سنت کے خلاف ہے
زیادہ پیٹ بھر کر کھانا	سنت کے خلاف ہے
کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھونا	سنت کے خلاف ہے
کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا نہ کرنا	سنت کے خلاف ہے

اور یاد رکھیں! جو کام سنت کے خلاف ہوں ان میں بے برکتی ہوتی ہے۔ پس ہمیں خلاف سنت کام سے بچنا چاہئے۔

سلام کرنے کی سنتیں اور آداب

جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ سب سے پہلے سلام لیں، سلام کرنے والا دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتا ہے اور سلام کا جواب دینے والا سلام لینے والے کی سلامتی کی دعا کرتا ہے۔ اس طرح آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ اور بھائی چارے کا گمان بڑھتا ہے۔ اور یہ ایک مستحب عمل ہے۔ سلام کی سنتیں اور آداب درج ذیل ہیں۔

کلام سے پہلے سلام...... سنت ہے

اگر آنے والے آدمی نے پہلے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کر دی تو اسے اختیار ہے کہ اس کی بات کا جواب نہ دے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سلام سے قبل کلام کیا اس کی بات کا جواب نہ دو۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر :۹/۶۸۲)

سلام پھیلایئے...... جنت پایئے

سلام پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنت ہے

سلام سکونِ قلب کا ذریعہ ہے

سلام سلامتی کی ضمانت ہے

سلام محبت کا وسیلہ ہے

سلام جنت کی کنجی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْبُدُو الرَّحْمٰنَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ تَدْخُلُوا الْجِنَانَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رحمان کی عبادت کرو۔ السلام علیکم کی خوب اشاعت کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ (صحیح ابن حبان: ۲/۲۴۲، الرقم: ۴۸۹، صحیح الادب المفرد، ص: ۳۷۷، الرقم: ۹۸۱، الادب المفرد، ص: ۳۴۰، الرقم: ۹۸۱)

درسِ عمل

قابلِ عزت بہنو!

ہمیں اس عظیم سنت پر عمل کرنا چاہئے...... بچوں کو سلام کی عادت ڈالنی چاہئے...... تاکہ ہر طرف سلامتی...... پیار...... محبت...... ایثار...... ہمدردی...... اخوت...... بھائی چارے کے باغ کھل اٹھیں...... اور اللہ کریم محبوب دو جہاں کے صدقے ہمیں جنت کی نعمت عطا فرمائے۔

بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب

ہمیں اپنی زندگی کے روزمرہ معاملات کو حل کرنے کے لیے دوسروں سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ہم کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اپنے بڑوں سے مشورہ کرتے ہیں۔ ان سے گفتگو کرتے ہیں۔ اس لیے یہ بات ضروری ہے کہ ہمیں دوسروں سے بات کرنے کا سلیقہ ہونا چاہئے۔ دوسروں سے بات کرتے ہوئے گفتگو کے آداب کو مدنظر رکھیں۔ اور زیادہ گفتگو نہ کریں۔ کیونکہ زیادہ بولنا آداب گفتگو کے خلاف ہے۔ گفتگو کی چند سنتیں اور آداب درج ذیل ہیں۔

خندہ پیشانی سے بات کرنا	مصطفیٰ کریم کی سنت ہے
سکون واطمینان سے بات کرنا	مصطفیٰ کریم کی سنت ہے
سمجھا سمجھا کر بات کرنا	مصطفیٰ کریم کی سنت ہے
دوسروں کو بات کرنے کا موقع دینا	مصطفیٰ کریم کی سنت ہے
مسکرا کر بات کرنا	مصطفیٰ کریم کی سنت ہے
مختصر مگر پر اثر بات کرنا	مصطفیٰ کریم کی سنت ہے

ہمیں ان سنتوں پر عمل ضرور کرنا چاہئے۔

__ذرا غور کیجئے__

آج کون سی بے احتیاطی ہے...... جس کا ہم شکار نہیں ہیں...... ہماری گفتگو میں دوسروں پر لعنت کی جاتی ہے...... دوسروں کو بددعائیں دی جاتی ہیں...... دوسروں کی نقل اتاری جاتی ہے...... سنی سنائی باتوں پر عمل کیا جاتا ہے...... دوغلہ پن اختیار کیا جاتا ہے...... دوسروں کی غیبت کرنا ہماری عادت بن چکی ہے...... چغلی کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہوتا...... جھوٹ ہمارے وجود میں رچ بس گیا ہے...... منہ پر تعریف...... پیٹھ پیچھے بدگوئی ہمارا وطیرہ بن چکا ہے...... بحث مباحثہ ہمارا مشغلہ ہو چکا ہے...... ہنسی مذاق ہمارا معمول بن چکا ہے۔
فضول گفتگو کو ہم گناہ سمجھتے ہی نہیں

سچ بولنا	ہمیں مشکل لگتا ہے
اللہ کی حمد و ثناء کا	ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہے
سرکار کی نعتیں پڑھنے سے	ہمیں شرم آتی ہے
گانوں کے	ہم رسیا ہو چکے ہیں

اَسْتَغْفِرُ اللہَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللہَ

دوسروں پر لعنت کرنا سنت کے خلاف ہے	ہم کرتے ہیں	کیوں؟
دوسروں کو بددعائیں دینا سنت کے خلاف ہے	ہم دیتے ہیں	کیوں؟
دوسروں کو گالی دینا سنت کے خلاف ہے	ہم دیتے ہیں	کیوں؟
چغلی خوری کرنا سنت کے خلاف ہے	ہم کرتے ہیں	کیوں؟
غیبت کرنا سنت کے خلاف ہے	ہم کرتے ہیں	کیوں؟

ہمیں ان تمام برائیوں سے توبہ کرنی چاہئے۔ اللہ کریم سے معافی مانگنی چاہئے۔ اللہ کریم ہمیں توبہ کی سعادت نصیب فرمائے (آمین)

بے احتیاطی سے گفتگو کرنا...... خلاف سنت ہے

ہمیں گفتگو کرتے وقت احتیاط کرنی چاہئے۔ کہیں کسی کا دل نہ ٹوٹ جائے۔ یا پھر ہماری زبان سے نکلی ہوئی کسی بھی بات سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور ویسے بھی بے احتیاطی سے گفتگو کرنا سنت کے خلاف ہے۔ اور بے احتیاطی سے گفتگو کرنا بری عادت ہے۔ اور یہ جہنم میں بھی گرا دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو زبان کی حفاظت اور کثرت کلام ترک کرنے کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِرَأْسِ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟

قُلْتُ: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِہٖ قَالَ کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا فَقُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! وَاِنَّا لَمُؤَاخِذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ؟ فَقَالَ: ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ! وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ ۔

کیا میں تجھے دین کے سر، اس کے ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی کے بارے میں باخبر نہ کروں؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں (ضرور آگاہ فرمایئے) رسول اللہ نے فرمایا دین کا سر اسلام، اس کا ستون نماز اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جس پر ان سب کا دارومدار ہے؟

میں نے کہا اے اللہ کے نبی! کیوں نہیں! تو آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: اس زبان کو اپنے اوپر روکے رکھو۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ہم زبان سے جو کلام کرتے ہیں کیا اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے! لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتیاں ہی جہنم میں اوندھے منہ گرائیں گی۔ (جامع ترمذی، الایمان، الرقم: ۲۶۱۶)

درسِ عبرت

بلا سوچے سمجھے باتیں کرنے والے لوگو! تمہیں کیا معلوم کہ زیادہ باتیں بگھارنے کی وجہ سے قیل وقال کی کثرت ہو جاتی ہے۔ زبانیں ایک دوسرے کے ساتھ تکرار کرتی ہیں۔ آپس میں لڑائی ہوتی ہے۔ تو پھر جلد ہی وہ نوبت آجاتی ہے کہ وہ دشمنی کا اظہار کرتی ہیں۔ غیبت اور چغل خوری کے چکر میں آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ اور بالآخر ایسے زبان دراز لوگ تمام حدود پھلانگ کر اللہ کے نافرمان بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نماز، تقاضائے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَتَحَ قُلُوْبَ الْعُلَمَاءِ بِمَفَاتِیْحِ الْاِیْمَانِ ○ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الْعُرَفَاءِ بِمَصَابِیْحِ الْاِیْقَانِ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی بَدْرِ التَّمَامِ ○

اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْہُ ط وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ ○

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ
وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَّفْرَتِهٖ

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلاً وَّعُلاً
اَھْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِهٖ

نعت رسول مقبول ﷺ

یاداں پاک نبی دیاں آئیاں نے
جدیاں رب نے شاناں ودھائیاں نے
جدیاں پتھراں نے دتیاں گواہیاں نے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

ربا کہہ دے عرب دے والی نوں
مینوں در تے بلا لو سوالی نوں
میں وی چم لواں روضے دی جالی نوں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

ربا کیہڑا اور شہر مدینہ اے
جتھے دلبر یار نگینہ اے
جدے بدن دا عطر پسینہ اے
پڑھو لا الٰہ الا اللہ یا محمد پاک رسول اللہ

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل و بصیرت سے نوازا ہے...... یہ آفتاب سے زیادہ روشن ایک حقیقت ہے کہ آج مسلمان

تعلیم و تربیت میں	پسماندہ ہے
صنعت و حرفت میں	پسماندہ ہے
تجارت و سیاست میں	پسماندہ ہے
معیشت میں	پسماندہ ہے
تہذیب و معاشرت میں	پسماندہ ہے
اخلاق میں	پسماندہ ہے

ہر طرح کی ذلت و خواری میں مبتلا ہے...... ان کے قوائے عملی و فکری پر جمود و تعطل کی اوس پڑی ہوئی ہے...... قوم پر ذہنی غلامی کی سوچ مسلط ہے...... نہ اس کے پاس اخلاق و روحانیت کی طاقت ہے...... نہ عزت و شوکت...... نہ ان کی زندگی کا کوئی بلند معیار ہے...... نہ ان کے سامنے کوئی نصب العین ہے...... ان میں اتحاد و تنظیم کی روح ختم ہوتی جا رہی ہے...... ہر جگہ اور ہر مقام میں تنزل و ادبار کے ہاتھوں برباد ہیں...... اور انہیں ہر طرف سے مایوسیوں و ناکامیوں نے گھیر رکھا ہے...... اس کا واحد سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دینی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنا چھوڑ دی ہے......

مسلمانوں نے شریعت اسلامیہ کو چھوڑ دیا ہے

مسلمانوں نے اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال دیا ہے

مسلمانوں نے	قرآن کو چھوڑ دیا ہے
مسلمانوں نے	سنت مصطفیٰ کو چھوڑ دیا ہے
مسلمانوں نے	اتباع رسول کو نظر انداز کر دیا ہے
مسلمانوں نے	اغیار سے ناطہ جوڑ لیا ہے
مسلمانوں نے	نماز کو چھوڑ دیا ہے

تاریخ گواہ ہے کہ جس زمانہ میں مسلمانوں نے نماز کو نماز سمجھ کر پڑھا اور اپنے اندر صفات الٰہیہ کو پیدا کیا۔ تو انہوں نے اخلاق و روحانیت میں وہ بلند مرتبہ حاصل کیا جس پر فرشتوں کو بھی رشک تھا...... اخلاقی اور روحانی اعتبار سے وہ دنیا کی تمام قوموں میں سربلند تھے...... حکومت ان کے قدم چومتی تھی...... دولت ان کی ادنیٰ لونڈی تھی...... فتح و نصرت ان کے آگے آگے چلتی تھی...... اور ان کی طاقت و اقتدار (Power and Authority) سے دنیا کی تمام طاقتیں لرزہ براندام تھیں...... نماز نے ان کو نفس اور نفسانی خواہشات پر غالب کر دیا تھا...... اور وہ نجات و فلاح کے صحیح معنوں میں مستحق ہو گئے تھے۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے

ظلمت کے اندھیرے	دور ہو گئے
اتحاد و اتفاق	پیدا ہو گیا
انصاف پسندی	کار رجحان ہو گیا
ایفائے عہد	کی فضا قائم ہو گئی
رحمدلی	کے جذبات ابھرنے لگے
رعایا پروری کے	چرچے ہونے لگے
ربط و نظم	قائم ہو گیا

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا...... تمام قوم کو ایک صف میں کھڑا کیا...... اعلیٰ و ادنیٰ کے فرق کو ختم کیا۔

میلاد......اور......نماز کی فرضیت

سرکار دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری سے لوگوں کی بہتری کا سامان ہو گیا......عبادات کی فرضیت کا سلسلہ شروع ہو گیا تا کہ عابد اور معبود کے درمیان تعلق کسی حالت میں منقطع نہ ہو۔ اور اس تعلق کو قائم رکھنے کے لیے نماز ایک اہم فرض ہے۔ ہر حال میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ صحت کی حالت میں بھی اور بیماری کی حالت میں بھی نماز کی ادائیگی ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے کوئی آدمی ارکان مقررہ کی ادائیگی سے معذور ہے تو ان کے بغیر ہی نماز ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ بیٹھ نہیں سکتا تو لیٹے لیٹے ادا کر سکتا ہے اور اگر زبان بھی ساتھ نہیں دیتی تو اس کی ادائیگی صرف اشارہ سے کافی ہے۔

نماز......اور قرآن کے ارشادات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝

ترجمہ: اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے رہو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی (مکمل) اطاعت بجا لاؤ تا کہ تم پر رحم فرمایا جائے۔

(پ:۱۸، النور:۵۶)

[illegible] مقام پر فرمایا

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝

ترجمہ: اور یہ کہ تم نماز قائم کرو اور اس (اللہ) سے ڈرتے رہو اور وہی اللہ ہے جس کی طرف تم (سب) جمع کیے جاؤ گے۔ (پ:۷، الانعام:۷۲)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝

ترجمہ: پس تم نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور اللہ (کے دامن) کو مضبوطی سے تھامے رکھو، وہی تمہارا مددگار ہے۔ پس وہ کتنا اچھا کارساز (ہے) اور کتنا مددگار ہے۔ (پ:۱۷، الحج:۷۸)

اہل وعیال کو......آگ سے بچاؤ

اللہ کریم نے انسان کو یہ حکم دیا ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

(پ:۲۸، التحریم:۶)

اپنی اولاد کو — راہ خدا پر چلاتے رہو
اپنی اولاد کو — دین کی باتیں سکھاتے رہو
اپنی اولاد کو — جنت کی رغبت دلاتے رہو
اپنی اولاد کو — گناہوں سے بچاتے رہو
اپنی اولاد کو — دوزخ سے ڈراتے رہو
اپنی اولاد کو — نمازیں پڑھواتے رہو

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ

سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم کیا کرو اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز کی پابندی نہ کرنے پر انہیں مارا کرو اور ان کے سونے کی جگہ الگ الگ کر دو۔ (سنن ترمذی، کتاب: الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۲/ ۲۵۹، الرقم: ۴۰۷، سنن ابوداؤد، کتاب: الصلاۃ: ۱/ ۱۳۳، الرقم: ۴۹۴-۴۹۵، مسند احمد بن حنبل: ۲/ ۱۸۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

ترجمہ: اور حکم دیجئے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی پابند رہیے اس پر۔

(پ:۱۶ طٰہٰ: ۱۳۲)

یہاں اہل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے غلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت ہے۔ خاندان رسالت بطریق اولیٰ اس حکم میں شامل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت اور شیر خدا رضی اللہ عنہما کو نماز صبح کے لیے خود بیدار کرتے تھے۔ (ضیاء القرآن: ۳/ ۱۳۶)

کتنی سخت تاکید ہے نماز کے بارے میں لیکن ہم ہیں کہ اپنے بچوں کو

ڈاکٹر بنا دیتے ہیں — نمازی نہیں

انجینئر بنا دیتے ہیں — نمازی نہیں

سائنسدان بنا دیتے ہیں — نمازی نہیں

[illegible] بنا دیتے ہیں — نمازی نہیں

منیجر بنا دیتے ہیں نمازی نہیں

ہم بچوں کی دنیاوی تعلیم کی طرف اتنی توجہ دیتے ہیں کہ ان کو

سمریاں یاد کروا دیتے ہیں نماز نہیں

Poems یاد کروا دیتے ہیں نماز نہیں

سٹوریز یاد کروا دیتے ہیں نماز نہیں

فلمیں، ڈرامے یاد کروا دیتے ہیں نماز نہیں

میتھ کے کلیے یاد کروا دیتے ہیں نماز نہیں

انگلش کے ٹینسز یاد کروا دیتے ہیں نماز نہیں

کاروبار کے گر سکھا دیتے ہیں نماز نہیں

روزی کمانے کے ہنر سکھا دیتے ہیں نماز نہیں

چیزوں میں ملاوٹ کرنا سکھا دیتے ہیں نماز نہیں

ایسا کرنے پر افسوس! صد افسوس! کاش! ہم اپنے بچوں کو ذہن نشین کروا دیں کہ

ہے تجھ پہ نماز فرض...... یہ حکم خدا ہے

تو اتار اپنا قرض...... یہ حکم خدا ہے

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى پڑھ

ہے منافقوں میں یہ مرض...... یہ حکم خدا ہے

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ○

مومن! اللہ کا فرمان پڑھ اور لرز یہ حکم خدا ہے

ظفر تو ناصح تھا...... نصیحت اس نے کر دی

عمل کرنا تیرا ہے فرض...... یہ حکم خدا ہے

میلاد منانے والا...... نماز کی حفاظت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے، احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور ہم اس

کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں لیکن افسوس کہ ہم نماز کی ذرا بھی حفاظت نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ہمیں جگہ جگہ نماز کی حفاظت و نگہداشت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہم دنیا کے کاموں میں تو ہر وقت سرگرم و مصروف رہتے ہیں اور ذرا ذرا سا کام بڑی توجہ سے کرتے ہیں۔ ہر ایک چیز کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

اولاد کی حفاظت ہم کرتے ہیں — نماز کی نہیں
جائیداد کی حفاظت ہم کرتے ہیں — نماز کی نہیں
کاروبار کی حفاظت ہم کرتے ہیں — نماز کی نہیں
عزت کی حفاظت ہم کرتے ہیں — نماز کی نہیں
صحت کی حفاظت ہم کرتے ہیں — نماز کی نہیں
مال و دولت کی حفاظت ہم کرتے ہیں — نماز کی نہیں

؎ آہ! دولت کی حفاظت میں تو سب ہیں کوشاں
حفظ نماز کا تصور ہی مٹا جاتا ہے
یاد رکھو! وہی بے عقل ہے احمق ہے جو
کثرت مال کی چاہت میں مرا جاتا ہے

وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

نماز — عبادت خدا ہے
نماز — اطاعت مصطفےٰ ہے
نماز — پل صراط پر سہارا ہے
نماز — رحمت کا خزانہ ہے
نماز — بندگی کا قرینہ ہے

اور وہ لوگ نماز کی حفاظت کرتے ہیں اور اس ارشاد باری تعالیٰ پر عمل کرتے ہیں۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ○
سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ تعالیٰ
کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو۔ (پ:۲، البقرہ:۲۳۸)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی بزم سجانے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
تعریف و توصیف کرنے والا بے شمار خوبیوں کا مالک ہوتا ہے۔

میلاد منانے والا	نمازی ہوتا ہے
میلاد منانے والا	روزہ دار ہوتا ہے
میلاد منانے والا	اطاعت گزار ہوتا ہے
میلاد منانے والا	شریعت کا پاسدار ہوتا ہے
میلاد منانے والا	متقی و نیک شعار ہوتا ہے
میلاد منانے والا	سراپا ادب و نیاز ہوتا ہے

دعوتِ عمل

آج کل محفل میلاد منانے والے محفل کا آغاز ہی اس وقت کرتے ہیں جب نماز کا وقت قریب ہوتا ہے۔ یا پھر محافل کو اس قدر طویل کر دیا جاتا ہے کہ نماز کے وقت کا خیال ہی نہیں کیا جاتا۔ نماز کا وقت گزر جاتا ہے اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ نماز کی محافظت کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ایسے مواقع پر عموماً لوگ غفلت کا شکار ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ محفل میں شمولیت زیادہ ضروری ہے جبکہ نماز ضروری نہیں۔ تو اے محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کرنے والو! یاد رکھو!

نماز پڑھو گی	تو رحمت مصطفیٰ ملے گی
نماز پڑھو گی	تو برکت مصطفیٰ ملے گی
نماز پڑھو گی	تو قربت مصطفیٰ ملے گی
نماز پڑھو گی	تو نسبت مصطفیٰ ملے گی

نماز پڑھو گی	تو محبت مصطفیٰ ملے گی
نماز پڑھو گی	تو زیارت مصطفیٰ ملے گی
نماز پڑھو گی	تو محفل میلاد کی ضیاء ملے گی

نماز کی محافظت سے کیا مراد ہے؟

نماز کی محافظت سے مراد یہ ہے کہ

(۱)......وقت مقررہ پر ادا کی جائے۔

(۲)......ادائیگی میں نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کی پابندی کی جائے۔

(۳)......نماز کو توڑنے والی اور ناقص کرنے والی چیزوں سے بچایا جائے۔

(۴)......ہمیشہ ادا کیا جائے۔

(۵)......اس کے ظاہری و باطنی آداب یعنی خشوع وخضوع اور حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۶)......انسان نماز کی حفاظت کرے اسے ضائع نہ کرے۔

نماز کی حفاظت کرتے جاؤ......اجر وثواب کماتے جاؤ

نمازی	گناہوں سے محفوظ رہتا ہے
نمازی	بلاو مصیبت سے محفوظ رہتا ہے
نمازی	عذاب آخرت سے محفوظ رہتا ہے

نماز کی حفاظت کرنے والوں کی تعریف سے قرآن وحدیث بھرے پڑے ہیں اور نماز پر جو اجر وثواب ملنے کا خدائے کریم نے وعدہ کیا ہے ان کا جگہ جگہ ذکر آیا ہے۔

ایک جگہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کا اجر وثواب اللہ کے پاس جمع رہے گا اور نہ انہیں کوئی رنج وغم ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(پ:۳، البقرۃ:۲۷۷)

اللہ! اللہ!...... نماز کا کتنا بڑا اجر وثواب ہے اور کتنی اعلیٰ ترغیب ہے۔ نمازی سے زیادہ کس کی زندگی کامیاب (Successful) اور ہشاش بشاش ہوسکتی ہے۔ ان کے لیے نہ کوئی رنج ہے نہ فکر۔ مسرت واطمینان انہی کا حصہ ہے۔ دین ودنیا کے سارے عیش انہی کے لیے ہیں اور ان کے لیے دین ودنیا میں انعام واکرام کی بشارت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندہ نوازی کا لطف انہی کو حاصل ہوتا ہے جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی عبدیت کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہیں۔

اللہ تیری حفاظت فرمائے گا

جب انسان رب کے مقرر کردہ فرض، نماز کی حفاظت کرے۔ رب تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ (پ:۲، البقرہ:۱۵۲)

صحیح مرفوع حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید الشافعین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا:

اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ

اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی حفاظت کر، تو (ہمیشہ) اسے سامنے پائے گا۔

(احکام القرآن:۱/۶۲۲، بحوالہ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی:۹/۱۵۷، الجامع لاحکام القرآن:۳/۲۰۸)

وقت پر نماز پڑھی جائے......تو نور بن جاتی ہے

محبوب رب العزت، محسن انسانیت عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

"جب بندہ اول وقت میں نماز ادا کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے اور عرش تک اس کے ساتھ ساتھ ایک نور رہتا ہے پھر وہ قیامت تک اس نمازی کے لیے استغفار کرتی رہتی ہے اور اس سے کہتی ہے: اللہ عزوجل تیری اس طرح حفاظت فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت فرمائی اور جب بندہ وقت گزار کر نماز پڑھتا ہے تو وہ تاریکی میں ڈوب کر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے پھر جب وہ آسمان پر پہنچ جاتی ہے تو بوسیدہ کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔"

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ص: ۳۴۳، بحوالہ کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ: ۷/ ۱۲۷، الرقم: ۱۹۲۶۳)

نمازی کی عزت افزائی

اللہ رب العزت نمازی کی عزت افزائی اس طرح فرماتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ فِىْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۞

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو جنتوں میں معزز و مکرم ہوں گے۔ (پ: ۲۹، المعارج: ۳۴-۳۵)

سبحان اللہ! جنت بھی ملے اور عزت بھی

عزت ہے تو جنت میں

رفعت ہے تو جنت میں

راحت ہے تو جنت میں

[illegible] تو جنت میں

[illegible] تو جنت میں

سلام ہے	تو	جنت میں
قرار ہے	تو	جنت میں
پیار ہے	تو	جنت میں

نمازی بنئے......اور جنت پانے کی کوشش کیجئے۔

جنت میں	غلمان ہیں
جنت میں	رب کے مہمان ہیں
جنت میں	انبیاء ہیں
جنت میں	صلحاء ہیں
جنت میں	اولیاء ہیں
جنت میں	خدا کا دیدار ہے
جنت میں	مصطفیٰ کا پیار ہے

نمازی کے لیے بشارتیں...... بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب ایک مسلمان شریعت کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اللہ کی عبادت کرتا ہے تو

اس کا کھانا پینا بھی	عبادت ہے
اس کا سونا بھی	عبادت ہے
اس کا تجارت کرنا بھی	عبادت ہے
اس کا دوست احباب سے ملنا جلنا بھی	عبادت ہے
اس کا بھوکے کو کھلانا	عبادت ہے
اس کا پیاسے کو پانی پلانا بھی	عبادت ہے

انسان عبد ہے جب وہ ایمان کے ساتھ عبدیت کا اظہار کرتا ہے تو اس کا ہر عمل معبود کے یہاں عبادت بن جاتا ہے...... اور اس کا اجر و ثواب دیا جاتا ہے...... اس عبدیت کا عادی بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے مخصوص طریقے (Special

Methods) مقرر فرمائے ہیں جن میں عبد مصروف ہوتا ہے...... معبود کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا نظر آتا ہے...... روزہ، حج، زکوٰۃ، عبادت کے ظاہری طریقے ہیں...... ان میں افضل ترین طریقہ نماز ہے جو ایسا پیارا طریقہ ہے کہ اس کے معنوی اثرات کا احساس تو صرف نمازی ہی کو ہوتا ہے لیکن اس کی ظاہری شکل و ہیئت دیکھ کر غیروں کو بھی رشک آتا ہے کہ کس طرح بندہ عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنے رب کے دربار میں حاضر ہے۔

نمازی کے لیے عنایات کریمانہ

نمازی کے لیے عنایات کریمانہ کا دریا کیسے بہتا ہے آیئے سنیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذَالِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم لوگوں میں کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا (اس کے بدن پر) کچھ میل باقی رہ جائے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی حالت میں اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی، اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب: مواقیت الصلوٰۃ: ۱۹۷/۱، الرقم: ۵۲۸، صحیح مسلم، ص: ۳۳۶، الرقم: ۲۸۳، سنن النسائی: ۲۳۱/۱، الرقم: ۵۶۲)

نماز ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے...... رحمت الٰہی کا پانی اس خوش نصیب کے قلب سے تمام کدورتیں دھو دیتا ہے...... جب نماز ادا کرنے والا روزانہ پانچ مرتبہ اس رحیم و کریم اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہے تو وہ پانچ مرتبہ اللہ کی عنایات

کریمانہ کے دریا میں غسل کرتا ہے..... رحمت الٰہی اس کے دل سے تمام ظلمتیں ختم کر دیتی ہے اور تمام گناہوں کے داغ دھو دیتی ہے۔

اب غور کیجئے!

اس آدمی کا دل کتنا مجلی و مصفی ہوگا جو ہمہ وقت اللہ کی بندگی میں مشغول رہتا ہے۔ اس کی پیشانی ہر لحہ اس ذات کے آگے جھکنے کے لیے بے قرار رہتی ہے۔

نماز سے..... گناہ جھڑ جاتے ہیں

نماز گناہوں کو مٹاتی ہے۔ حدیث مبارکہ سنیے اور اپنے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کیجئے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَقَالَ: یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّیَ الصَّلَاۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا یَتَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں اس وقت باہر نکلے جب درختوں کے پتے گرتے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ٹہنیوں کو پکڑا تو ان ٹہنیوں کے پتے گرنے شروع ہو گئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: لبیک یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندۂ مسلم جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نماز ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ یوں گرتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے گرتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل: ۱۷۹/۵، الرقم: ۲۱۵۹۶، الترغیب والترہیب: ۱۵۱/۱، الرقم: ۵۵۲، ... احمد: ... الرقم: ۲۱۵۴۸)

نیکیاں...... برائیوں کو مٹادیتی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ اس سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ گویا وہ عرض کر کے گناہ کے کفارہ کے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ: دن کے دونوں اطراف میں صلاۃ پورے حق سے ادا کرو اور رات کے حصوں میں بھی بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ (پ:۱۲، ہود:۱۱۴)

اس آدمی نے عرض کی:

کیا یہ نوید صرف میرے لیے ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:

بلکہ یہ میرے ہر اس امتی کے لیے جو اس پر عمل کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:۱/۱۷۸، الرقم: ۵۲۶، صحیح مسلم:۵/۲۹۵، الرقم:۲۷۶۳، سنن ابن ماجہ:۴/۵۲۷، الرقم:۴۲۵۴)

گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں۔ آج ہم گناہ صغیرہ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے بلکہ بے دریغ کیے جاتے ہیں، حالانکہ یہ جانتے بھی ہیں۔

لَا صَغِيْرَةَ مَعَ الْاِصْرَارِ

جو گناہ بار بار کیا جائے وہ چاہے نفس الامر میں صغیرہ ہی کیوں نہ ہو بار بار کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

اللہ ہم سب کو گناہوں کی ظلمت سے محفوظ فرمائے (آمین)

یادرکھو!

لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی صِغَرِ الذُّنُوْبِ وَحَقَارَتِهَا وَلٰكِنِ انْظُرُوْا اِلٰی مَنِ اجْتَرَأْتُمْ○

گناہ کے چھوٹے اور حقیر ہونے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو تم کس کی نافرمانی کی جرأت کر رہے ہو۔

گناہ گناہ ہے چاہے جیسا بھی ہو یہ اللہ اکبر کی نافرمانی ہے۔ اللہ کی نافرمانی چھوٹی نہیں ہوا کرتی وہ کسی بھی نافرمانی سے ناراض ہوسکتا ہے اگر وہ ناراض ہو گیا تو اے انسان! بتا تیرا کہاں ٹھکانہ ہوگا؟ (تعلیمات نبویہ: ۲/۵۱۲، مطبوعہ مکتبہ صبح نور فیصل آباد)

نمازی کے لیے......اجر عظیم کی نوید

نمازیوں کے لیے اللہ کریم نے کیسے کیسے اجر عظیم کی نوید سنائی ہے آیئے سنیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا○

ترجمہ: لیکن ان میں سے پختہ علم والے اور مومن لوگ اس (وحی) پر جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس (وحی) پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (برابر) ایمان لاتے ہیں اور وہ (کتنے اچھے ہیں کہ) نماز قائم کرنے والے (ہیں) اور زکوٰۃ دینے والے (ہیں) اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والے (ہیں) ایسے ہی لوگوں کو ہم عنقریب بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔ (پ:۶، النساء:۱۶۲)

نماز...نور ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَآنِ (اَوْ تَمْلَأُ) مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَیْكَ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو ایمان کا حصہ ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں زمین و آسمان کے مابین کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ (نماز) نور ہے، صدقہ برہان ہے، صبر روشنی ہے۔ قرآن کریم (اگر اس پر عمل کرو تو) تیرے حق میں حجت ہے یا تیرے (اگر تو اس کی مخالفت کرو تو) خلاف حجت ہے۔

(سنن ابن ماجہ:۱/۱۶۶، الرقم:۲۸، سنن ترمذی:۵/۵۳۵، الرقم:۳۵۱۷)

پتہ چلا

نماز	نور ہے
نماز	دل کا سرور ہے
نماز	سکون و قرار ہے
نماز	دین کا ستون ہے
نماز	فلاح دارین ہے
نماز	ثواب دارین ہے
نماز	مومن کی صدا ہے
نماز	رب کی عطا ہے

نماز نور ہے...... جو فرزند آدم نماز سے محبت رکھتا ہے...... اس پر محافظت کرتا ہے......اس کے ظاہری و باطنی حقوق کا خیال رکھتا ہے تو یہ نور اس کی روح میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کے قلب سے انوار کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

نور خود روشن ہوتا ہے اور جس پر پڑے، اسے بھی روشن کر دیتا ہے۔نماز کا نور بڑا بابرکت ہے...... جسے یہ نصیب ہو جائے یہ جہان تو یہ جہان رہا اس کی قبر بھی منور ہو جاتی ہے۔قبر تو قبر یہ تو میدان حشر میں بھی اس کے کام آ رہا ہوگا۔

نماز...... جنت کی کنجی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوۃ"

''جنت کی کنجی نماز ہے۔''

(الترغیب والترہیب (مترجم): ۱/۱۷۰، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

سلامتی سے جنت میں داخلہ

پانچ نمازیں پڑھنے والے کی قسمت کا ستارہ کیسے روشن ہوتا ہے۔حدیث پاک سنیے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّي الصَّلٰوتِ الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَقِيْلَ لَهٗ اُدْخُلْ بِسَلَامٍ ۔

کوئی بھی بندہ جب پانچ نمازیں ادا کرتا ہے، رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، ساتوں کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اسے کہا جاتا

سے سلامتی سے (جنت میں) داخل ہو جاؤ۔ (سنن نسائی: ۵/۹، الرقم: ۲۴۳۴،
مستدرک حاکم: ۲/ ۶۱۸، الرقم: ۲۹۹۷، الترغیب والترہیب: ۱/ ۲۱۲، الرقم: ۵۲۶)

۔ وچ نماز نجات بندے دی پاک نبی فرمایا
جیہڑا پنج نمازاں پڑھدا اس دا شان سوایا

فائدہ

جنت میں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا اور یہ داخلہ کئی مراحل سے گزر کر ہوگا...... اللہ کی بارگاہ میں پیشی ہوگی...... میزان پر اعمال تولے جائیں گے...... جہنم پر سے گزرنا ہوگا...... پھر اگر قسمت نے یاوری کی تو جنت میں داخلہ ہوگا۔

لیکن کریم اللہ کی کرم نوازی ملاحظہ ہو جو نماز ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ دیگر فرائض بھی بجالاتا ہے اس کے لیے ابھی جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور نور بھری صدا آتی ہے۔ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

نماز سے محبت کرنے والے کی روح لطیف سے لطیف تر ہوتی ہے...... محبت الٰہی سے سرشار یہ روح ارجمند اللہ کے دیدار کی تمنا میں محو پرواز ہوتی ہے۔ جونہی یہ پر کشا ہوتی ہے اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ندا آتی ہے اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔

جسم تو وعدہ الٰہی کے مطابق قیامت کے بعد جنت میں داخل ہوگا لیکن روح اسی کی کرم نوازیوں سے اس عالم رنگ و بو میں ہوتے ہوئے اس جہاں سے نکل کر جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور جلوۂ الٰہی سے شادکام ہوتی ہے۔ ایسے خوش قسمت افراد کی آنکھیں جلوۂ الٰہی کے خمار سے مست ہوتی ہیں اور زبان حال سے کسی اور جہاں کی بات کر رہی [illegible]

[illegible] (۵۲۹،۵۲۸/۲ [illegible])

[illegible] اس نماز کی پابندی

کرنے والے نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ اس غنی وحمید اور غنی عن العالمین خدائے کریم کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح وتہلیل اور عبادت وریاضت میں مصروف ہو یا نہ ہو۔ اس کو انسان کی عبادت کے متعلق ضرورت نہیں وہ تو بے نیاز ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے بندے کو نماز کا حکم دیا تو اس کا فائدہ سراسر انسان کو ہے۔

کیونکہ

نماز	رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے
نماز	ملائکہ سے محبت کی باعث ہے
نماز	معرفت کا نور ہے
نماز	ایمان کی اصل ہے
نماز	دعا کی قبولیت کا سامان ہے
نماز	دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے
نماز	شیطان کی ناراضگی کا سامان ہے
نماز	اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے
نماز	رزق میں برکت کا ذریعہ ہے
نماز	پل صراط سے گزرنے کا ذریعہ ہے

نماز ادا کرنے والے صحیح معنوں میں عبادت کر کے متقی اور سچا اور کامل مومن بن جاتا ہے۔ اور پھر یہ تھوڑا فائدہ (Advantage) ہے کہ انسان عبادت کر کے عبد کامل اور سچا مومن بن جائے؟ جو عبد کامل مومن بن گیا وہ دارین میں فائز المرام وشادکام بن گیا۔

<u>جنت میں داخلے کی ضمانت</u>

اَبُوْ اَمَامَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ

اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ ۔

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز جو تم پر فرض ہے ادا کرو، اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور جب وہ تمہیں حکم دے اس کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(سنن ترمذی: ۲/ ۵۱۶، الرقم: مسند امام احمد: ۱۶/ ۲۲۲، الرقم: ۲۲۰۶۱، مستدرک حاکم: ۱/ ۱۷، الرقم: ۱۴۷۶)

حیدر جنت اندر جاوے جیہڑا ہووے نمازی

اس نوں اچے رتبے ملنے رب ہو جانا راضی

قابل توجہ نکتہ

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔ دائمی انعامات کی جگہ ہے۔ یہ وہ عزت والا مقام ہے جہاں تمام روئے زمین کے اولین و آخرین نیک لوگ جمع ہوں گے اور ابدالآباد تک وہیں قیام کریں گے۔ اس اعلیٰ و ارفع مقام کو اللہ کے احکامات پر عمل کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے تو جن اعمال سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر تو ربھری سعادت عطا کرتا ہے ان اعمال میں سرفہرست نماز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نماز کی بروقت ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

قرب الٰہی کا حصول

نماز کی پابندی کرنے والا اللہ کے قرب کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَۃَ الصَّلَاۃُ قُرْبَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّۃٌ وَالصَّدَقَۃُ تُطْفِیءُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِیءُ الْمَاءُ النَّارَ۔ وَالنَّاسُ غَادِیَانِ فَمُبْتَاعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقٌ رَقَبَتَہٗ وَمُوْبِقُھَا ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے کعب بن عجرہ! صلاۃ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ بجھا دیتا ہے دو طرح کے لوگ صبح اپنے نفسوں کا سودا کرتے ہیں۔ ایک اطاعت الٰہی کر کے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کر لیتا ہے۔ دوسرا اللہ کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

(تعلیمات نبویہ: ۲/۵۴۱، بحوالہ المستدرک: ۴/۶۰۶، الرقم: ۶۰۸۳، مسند امام احمد: ۱۱/۴۴۹، الرقم: ۱۴۳۷۸، مسند ابویعلیٰ: ۳/۴۷۶، الرقم: ۱۹۹۹)

توجہ فرمایئے

اس حدیث پاک میں نماز کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس فرزند آدم کے بخت قابل رشک ہیں جو ہر روز قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے ادھر وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ اکبر کہتا ہے اور ادھر اللہ کی شان رحیمی اسے قرب کی مزید منزلوں سے سرفراز کرتی جاتی ہے اور جو نماز کی لذت سے مالا مال ہے وہ یقیناً قرب الٰہی کی چاشنی سے بہرہ ور ہے۔

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ

''بندہ نوافل ادا کرتے کرتے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔''

قابلِ غور نکتہ

اس حدیث پاک میں غور کیجئے نفل ادا کرتے ہوئے اللہ کا قرب ملتا ہے..... اللہ کی محبت ملتی ہے..... اللہ کی بے پناہ عنایات ملتی ہیں..... نفل تو پھر نفل ہے۔ جو خلوص دل سے فرائض ادا کرتا ہو اور ان کی حلاوت میں یوں مکیف ہو جائے کہ دنیا کے کیف اس کے سامنے بے معنیٰ ہو جائیں..... ایسے خوش نصیب کے قرب الٰہی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

ہمارے اسلاف میں کتنے ایسے ہیں کہ زندگی بھر نماز قضا نہ ہوئی اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ اگر ایسے نور بھرے افراد کو قرب الٰہی کی دولت مل جائے تو تعجب نہیں۔ (تعلیمات نبویہ: ۲/۵۴۳ مطبوعہ مکتبہ صبح نور فیصل آباد)

اسرار عبودیت کا مظہر نماز ہے
آئینہ اسلام کا جوہر نماز ہے
اسلام ہے گر لفظ تو معنیٰ نماز ہے
ہاں قربت مولا کا وسیلہ نماز ہے

نماز سے..... مدد مانگنا

جب تک انسان اس دنیا میں ہے رنج والم اور مصیبت وغم سے اسے کم وبیش دوچار ہونا ہی پڑتا ہے۔ قرآن نے اپنے ماننے والوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونے دیا کہ اسلام کے دامن میں پناہ لینے سے وہ اب ہر طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ گئے۔ البتہ قرآن نے مسلمانوں کو صبر کی ایک ڈھال (Shield) دے دی جس سے وہ مصائب وحوادثات کے بے رحم حملوں سے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔

[illegible] ایک ایسا [illegible] دیا جو ان کے سکون وقرار کو نازک ترین لمحوں میں بھی [illegible] جس کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ اس [illegible] ہے اور مصیبتیں اسے خس وخاشاک کی طرح بہا لے جاتی

ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ پر توکل (Trust) کرتے ہوئے مصائب کے سامنے ڈٹا رہے تو یہ کالے بادل خود بخود چھٹ جاتے ہیں۔

صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ مشکلات سے گھبراؤ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت پر بھروسہ کر کے قدم بڑھاتے چلو اور نماز سے اپنی بندگی کے تعلق کو پختہ (Strong) بناتے رہو۔ یقیناً کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ اگر انسان اپنے اندر یہ قوت پیدا کر لے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نماز کے ذریعے اپنا رشتہ عبودیت اپنے رب حقیقی سے محکم کر لے تو پھر کوئی مشکل اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی مشکل کام آپڑتا تو فوراً نماز پڑھنے لگتے۔

نماز میں انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ بلکہ نماز خود بہت بڑا ذکر اللہ ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى○

اس نے اپنے رب کے نام کا ذکر کیا تو نماز پڑھی۔ (پ:۳۰، الاعلیٰ:۱۵)

اور اللہ کا ذکر تو ایسا ہے کہ

اللہ کے ذکر میں سکون قلب ہے
اللہ کے ذکر میں قرار قلب ہے
اللہ کے ذکر میں فلاح ہے
اللہ کے ذکر میں نجات ہے
اللہ کے ذکر میں مصیبتوں سے چھٹکارا ہے

جملہ ضروریات کے لیے.....نماز پڑھو

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جملہ ضروریات طلب کرنے کے لیے نماز جیسا کوئی نسخہ نہیں۔

اگلے لوگ ہر دکھ درد کے وقت نماز پڑھتے تو ان کے تمام دکھ درد ٹل جاتے۔ان کی عادت تھی کہ کوئی تکلیف جب بھی پہنچتی تو نماز پڑھتے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے قصے میں فرمایا:

فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۝(پ:۲۳،الصافات:۱۴۳)

اس میں الْمُسَبِّحِیْنَ سے اَلْمُصَلِّیْنَ مراد ہے یعنی اگر وہ نماز پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان:۶/۸۸۲)

؎ جو وی پڑھے نماز ہمیشہ رحمت اس تے آوے
حیدر درد غماں توں اللہ اس نوں آپ بچاوے

نمازی کے دل میں......خوف خدا ہوتا ہے

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ ہر عمل (خواہ اچھا ہو یا برا) کی کوئی نہ کوئی تاثیر اور خاصیت ضرور ہوتی ہے۔نماز کی خاصیت یہ ہے کہ بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت پیدا ہوتی ہے۔اور گناہوں سے روکتی ہے جبکہ عمداً نماز ترک کرنا دل سے خوف خدا نکال دیتا ہے اور معاصی پر ابھارتا ہے۔بندہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔

؎ دل ہائے گناہوں سے بیزار نہیں ہوتا
مغلوب شہا! نفس بدکار نہیں ہوتا
گو لاکھ کروں کوشش اصلاح نہیں ہوتی
پاکیزہ گناہوں سے کردار نہیں ہوتا
یہ سانس کی مالا اب بس ٹوٹنے والی ہے
اے دل کیوں مگر اب بھی بیدار نہیں ہوتا

نماز برائیوں سے روکتی ہے

نماز ہر بری بات سے روکتی ہے۔

نماز بدکلامی سے روکتی ہے

نماز گالی سے روکتی ہے

نماز بدخلقی سے روکتی ہے

نماز بخل سے روکتی ہے

نماز زنا سے روکتی ہے

نماز فحش قول وفعل سے روکتی ہے

نماز خلاف شرع باتوں سے روکتی ہے

نماز غیر پسندیدہ امور سے روکتی ہے

نماز ہر قبیح فعل سے روکتی ہے

نماز...... چوری سے روک دے گی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، اِنَّ فُلَانًا یُّصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرِقَ قَالَ اِنَّہٗ سَیَنْھَاہُ مَا تَقُوْلُ .

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ فلاں آدمی رات کو نماز بھی پڑھتا ہے اور صبح کو چوری بھی کرتا ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: عنقریب اس کی نماز اسے چوری سے روک دے گی۔

(احکام القرآن: ۷/۵۰۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، بحوالہ تفسیر ابن کثیر: ۳/۴۱۵، تفسیر روح البیان: ۷/۲۷۵، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ، تفسیر مظہری: ۷/۲۰۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

تشریح وتوضیح

نماز تو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے تاہم اگر کوئی شخص نمازی ہونے کے باوجود معاصی میں مبتلا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز نے اسے روکا نہیں، نماز ہر فحش اور منکر سے روکتی ہے۔ اب ان امور سے رکنا یا نہ رکنا یہ بندے کا فعل ہے۔ نماز کے روکنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ ان گناہوں سے رک بھی جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ خود بندے کو برائی سے اور بے حیائی سے روکتا ہے: ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔ (پ:۱۴، النحل:۹۰)

مگر اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود بعض لوگ ان قباحتوں میں مبتلا ہیں اور برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے برائیوں سے نہ رکنے کی وجہ سے نہ تو نماز کی تاثیر میں کمی لازم آتی ہے اور نہ ہی حکم الٰہی میں کوئی نقص لازم آتا ہے بلکہ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بندہ سرکش ہے جو روکنے کے باوجود بے حیائی ترک نہیں کرتا۔

(احکام القرآن: ۷/۵۰۵، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، الجامع القرآن: ۱۴/۳۰۸، مطبوعہ بیروت، تفسیر روح المعانی: ۱۸/۱۶۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لم تنهه عن الفحشآء والمنكر لم يزدد بها من الله الا بعدًا

جس شخص کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں روکا۔ اس نماز سے اسے صرف اللہ سے دوری حاصل ہوگی۔

(احکام القرآن: ۷/۵۰۵، تفسیر ابن کثیر: ۳/۴۱۴، تفسیر خازن: ۳/۴۵۲)

اے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والیو! کیا وجہ ہے کہ

ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	ماں باپ کی نافرمانی بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	بے پردگی اور عریانی بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	فلمیں اور ڈرامے بھی دیکھتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	گالی گلوچ بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	غیبت، چغلی بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	دل آزاری بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	لوگوں کی حق تلفی بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	سود اور رشوت کا لین دین بھی کرتے ہیں
ہم نماز بھی پڑھتے ہیں	حرام و گناہ کے کام بھی کرتے ہیں

آج کل ہماری نمازوں سے وہ فوائد و نتائج کیوں مرتب نہیں ہوتے جو خیر القرون میں ہوتے تھے؟ یہ نماز کا قصور نہیں بلکہ خود ہمارا قصور ہے۔

بے شک

نماز تو	دل و دماغ کو روشن کرتی ہے
نماز تو	عبادت میں لذت دیتی ہے
نماز تو	مومن کو رفعت دیتی ہے
نماز تو	بندگی کا قرینہ دیتی ہے
نماز تو	رحمت کا خزانہ دیتی ہے
نماز تو	نجات کا پروانہ دیتی ہے
نماز تو	جنت کا زینہ دیتی ہے
نماز تو	قربت خداوندی دیتی ہے
نماز تو	عطائے محمدی دیتی ہے

اس لیے اس حقیقت کو سمجھیں اور نماز کو نماز سمجھ کر ادا کریں۔ نماز بلاشبہ بے حیائی سے روکتی ہے۔ بشرطیکہ اسے حقیقی معنوں میں ادا کیا جائے اور خشوع وخضوع کا پورا خیال رکھا جائے۔

اللہ کریم نے بھی ان نمازیوں کو کامیاب قرار دیا ہے جو نماز میں خشوع وخضوع کا پورا خیال رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۝

ترجمہ: بے شک دونوں جہانوں میں بامراد ہوں گے ایمان والے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز ونیاز کرتے ہیں۔ (پ:۱۸، المومنون:۱،۲)

جو شخص بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر ادب ونیاز کا پیکر بن جائے...... اپنے مال اور اخلاق کے تزکیہ میں ہر وقت مشغول ہو...... جو اپنی نفسانی اور شہوانی خواہشات کی تکمیل میں بے راہ روی کا شکار نہ ہو...... امانت کی حفاظت کرنے والا ہو...... جو عہد وپیمان کو پورا کرنے والا ہو...... اس کے سر پر اگر فلاح دارین کا تاج نہیں رکھا جائے گا تو کس کے سر پر رکھا جائے گا...... فردوس بریں کی بہاریں اگر اس کے لیے چشم براہ نہ ہوں گی تو اور کس کے لیے ہوں گی۔ (ضیاء القرآن:۳/۲۴۳)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا کہ گویا ایک ستون کھڑا ہے۔ سجدہ کرتے اور طویل سجدہ کرتے حتیٰ کہ چڑیاں دیوار سمجھ کر آپ کی پشت پر بیٹھ جاتیں۔ آپ ہمیشہ شب بیداری فرماتے کسی رات کو صبح تک قیام میں کسی رات کو رکوع میں اور کسی رات کو سجدہ میں بسر کرتے اور آپ کو مسجد کا کبوتر کہا جاتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء، منہاج القرآن والسنۃ:۱/۲۷۰، شعرانی فی طبقات الکبریٰ:۴۱)

؎ جو سب ارکان کی ہے روح رواں...... وہ نماز ہے
ہے جس میں حیات جاوداں...... وہ نماز ہے
جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ فرمان رسول ہے
چشمان رسول کی ہے ٹھنڈک جہاں وہ نماز ہے

نماز کی جامعیت

نماز اسلام کی تمام عبادت کی جامع ہے
نماز میں توحید ورسالت کی گواہی ہے
نماز راہ خدا میں مال خرچ کرنا ہے
نماز قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے
نماز نفسانی خواہشات سے باز رہنا ہے
نماز قرآن کریم کی تلاوت ہے
نماز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی تعظیم ہے
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام ہے
نماز اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے دعا ہے
نماز اخلاص ہے
نماز خوف خدا ہے
نماز تمام برے کاموں سے بچنا ہے
نماز شیطان سے، نفس کی خواہشوں اور اپنے بدن سے جہاد ہے
نماز اعتکاف ہے
نماز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان ہے
نماز اپنے گناہوں کا اعتراف اور استغفار ہے
نماز اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے

نماز مراقبہ ہے

نماز مجاہدہ ہے

نماز مومن کی معراج ہے

نماز ذریعۂ محبت رب اکبر ہے

نماز تمام عبادتوں سے اعلیٰ و برتر ہے

ے دلبر کے لیے ادائے نماز اچھی ہے
عاشق کے لیے رسم نیاز اچھی ہے
موقع ہے یہی تو اک قدم لینے کا
ہر ایک عبادت سے نماز اچھی ہے

بے نمازی کے لیے...... خسارہ وذلت ہے

بے نمازی...... منافق کی طرح ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی

ترجمہ: اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ (پ:۵، النساء:۱۴۲)

بے نمازی کے لیے پندرہ سزائیں

جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پندرہ سزائیں دیتا ہے۔ پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں ملنے والی سزائیں

۱...... اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

۲...... اس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹ جاتی ہے۔

۳...... اسے اللہ تعالیٰ کسی عمل کا اجر نہیں دیتا۔

۴...... اس کی دعا آسمان کی طرف اٹھائی نہیں جاتی (قبول نہیں ہوتی)

۵...... اسے نیک لوگوں کی دعا سے حصہ نہیں ملتا۔

موت کے وقت پہنچنے والی سزائیں

۱...... وہ ذلیل ہو کر مرتا ہے۔

۲......بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔

۳...... پیاسا مرتا ہے اگر چہ دنیا کے تمام سمندروں کا پانی اسے پلا دیا جائے اس کی پیاس نہیں بجھتی۔

قبر میں پہنچنے والی سزائیں

۱......اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔

۲......اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے وہ صبح و شام انگاروں میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔

۳......اس کی قبر پر ایک اژدھا مقرر کیا جاتا ہے۔ جس کا نام ''شجاع اقرع'' ہے، اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں۔ ہر ناخن ایک دن کی مسافت کے برابر لمبا ہے۔ وہ میت کو ڈستا ہے اور کہتا ہے میں ''شجاع اقرع'' ہوں۔ اس کی آواز سخت آواز والی گرج کی طرح ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے اس بات پر ماروں کہ تو نے صبح کی نماز طلوع آفتاب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے ظہر کی نماز عصر تک مؤخر کی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے عصر کی نماز مغرب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے مغرب کی نماز عشاء تک نہ پڑھی اور تجھے اس بات پر ماروں کہ تو نے عشاء کی نماز کو صبح تک مؤخر کیا۔

وہ جب بھی اسے کوئی ضرب مارتا ہے تو وہ زمین میں ستر گز تک دھنس جاتا ہے۔ پس وہ قیامت تک زمین میں عذاب پائے گا۔

میدان محشر میں عذاب

۱......حساب کی سختی۔

۲......رب تعالیٰ کی ناراضگی۔

۳......جہنم میں داخلہ۔ (امام محمد بن احمد ذہبی، کتاب الکبائر (مترجم) ۴۱ تا ۴۳، مطبوعہ: فرید بک [illegible] الزواجر عن اقتراف الکبائر (مترجم) ۲۲۴،۲۲۵، مطبوعہ: مکتبہ المدینہ کراچی)

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال.....نماز کا ہوگا

حضور سیّد المبلغین ، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل کے بارے میں حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ نجات وفلاح پا جائے گا اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ شخص رسوا و برباد ہو جائے گا۔ (جامع ترمذی، باب: الصلاۃ ص:۱۶۸۳، الرقم:۴۱۳)

درسِ عبرت

جہنم اللہ عزوجل کے قہر وغضب کا مظہر ہے جس طرح اللہ عزوجل کی رحمت اور نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں اور انسانی عقل اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی اسی طرح اللہ عزوجل کے قہر وغضب کی بھی کوئی حد نہیں۔

ہر وہ تکلیف دہ چیز جس کا تصور کیا جائے مثلاً کسی آلے سے زندہ انسان کے ناخن کھینچ لینا..... کسی پر چھریوں، لاٹھیوں سے ضربیں لگانا..... کسی کے اوپر وزن دار گاڑی چلا کر اس کی ہڈیاں چکنا چور کر دینا..... اعضاء کاٹ کر نمک مرچ چھڑکنا..... کسی کے سر کے بال پکڑ کر اس کے کھلے منہ میں بندوق کی گولی چلانا..... زندہ کھال اُدھیڑنا..... بغیر بے ہوش کیے آپریشن کرنا..... مختلف بیماریوں کی تکالیف مثلاً سر درد..... بخار..... پیٹ کا درد..... یا پتھری کا درد..... خارش..... شدید گھبراہٹ وغیرہ وغیرہ جو بھی امراض یا مصائب و آلام دنیوی جن کا تصور ممکن ہے وہ جہنم کی تکلیفوں کا نہایت ہی معمولی حصہ ہیں۔ الغرض دنیا کی ساری بیماریاں اور مصیبتیں کسی ایک شخص پر جمع ہو جائیں پھر بھی جہنم کے سب سے ہلکے عذاب کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

نماز میں سستی کرنے والو.....ہوش میں آؤ

آج مسلمان فرائض دینیہ سے غافل اور لاپرواہ ہو چکے ہیں وہ صبح سے لے کر شام تک بازاروں میں کاروبار کریں گے..... کھیتوں میں مشقت کریں گے..... چودہ چودہ

گھنٹے سر پر ٹوکری اٹھائیں گے اور کوئی تھکن محسوس نہ کریں گے لیکن اگر اسی اثناء میں نماز کا وقت آجائے اور اللہ تعالیٰ کا منادی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہہ کر پکارے تو فوراً اعضاء شکنی شروع ہو جائے گی...... تھکاوٹ سے چور چور ہو جائیں گے...... ہم نے اپنے خاکروبوں کو عین جاڑے کے موسم میں سحری کے وقت گلی کوچوں میں پابندی سے جھاڑو دیتے دیکھا ہے نہ اس وقت انہیں نیند ستاتی ہے اور نہ سردی راستہ روک کر کھڑی ہوتی ہے لیکن یہ توفیق کہ قبولیت کی ان سہانی گھڑیوں میں وضو کر کے اپنے رب کی جناب میں سجدہ کر لیں۔ توبہ! توبہ! یہ ان سے نہیں ہو سکے گا...... یہ زحمت وہ گوارا نہیں کر سکیں گے...... (اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہِ) اس کی یہی اور صرف یہی وجہ ہے کہ مسلمان نماز کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں اگر وہ اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ نماز سے رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں...... ابر کرم برستا ہے...... مصیبتوں کے سیلاب کے سامنے بند بندھ جاتا ہے تو یقیناً وہ ایسا نہ کریں جو کرتے ہیں۔ (ضیاء القرآن: ۳/۱۴۷)

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۞ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۞

ترجمہ: تو ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

(پ:۳۰، الماعون: ۵-۴)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

"یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھا کرتے ہوں گے۔" (کتاب الکبائر (اردو) ص:۱۹، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

ویل کیا ہے؟

ویل سے مراد عذاب کی شدت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم میں ایک وادی

ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈال دیئے جاتے تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں
یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ ہوگی جو نماز کو ہلکا جانتے ہیں یا وقت گزار کر پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ اللہ
عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلیں اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوں۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر (مترجم) ص:۴۳۶، مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی)

ترک نماز کا وبال

یاد رکھو! نماز گر چھوڑی
قبر میں پاؤ گے سزا اٹھو!
بے نمازی پھنسے گا محشر میں
ہو گا ناراض کبریا اٹھو!
وادی غی میں جانا پڑے گا
وبال ہے ترک نماز کا بڑا اٹھو!

جس طرح نماز انسان کو نیکی و سعادت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچاتی ہے۔ اسی طرح اس کا ترک بھی انتہائی پستی و ذلت میں لے جاتا ہے۔ جو مسلمان، مسلمان ہو کر نماز نہیں پڑھتا وہ خدا کا باغی اور نفس و شیطان کا دوست ہے۔ اگر سچ پوچھو تو تارک صلوٰۃ کا خدا تعالیٰ پر صحیح ایمان نہیں ہے ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک مسلمان خدا پر ایمان لائے اور پھر اس کے حکم کی تعمیل سے انحراف کرے۔ الغرض مسلمان، مسلمان ہو کر اور بندہ، بندہ ہو کر نماز اور بندگی کے متعلق کوئی عذر اور مجبوری (Subjection) پیش نہیں کرسکتا۔ اس کا کوئی عذر ہرگز قابل سماعت نہیں جو مسلمان نماز نہیں پڑھتا وہ خدا کا بہت بڑا نافرمان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلب تاریک ہوگئے ہیں۔ ان میں احساس فرض باقی نہیں رہا۔ خوف خدا ان میں ذرا بھی نہیں رہا۔ ہم نے اپنی زندگی کو خود وبال جان بنا رکھا ہے۔ ہم ذلیل و پسماندہ ہیں۔ مفلس و قلاش ہیں۔ منتشر و متفرق ہیں اور دنیا کی

دوسری قوموں کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں۔اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم اسلامی فرائض کی بجا آوری سے آزاد ہیں۔ہم نے خدا کو اور اس کی عبادت کو چھوڑ دیا ہے اور اس کے سامنے سر جھکانا ترک کر دیا ہے پھر ہم دین و دنیا میں کیونکر فلاح یاب ہو سکتے ہیں؟

ارشاد خداوندی ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا٥

ترجمہ: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی جنگل پائیں گے۔(پ:۱۶،مریم:۵۹)

عرف عام میں نماز کے ضائع کرنے کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔نماز کا انکار،نماز کو اپنے وقت مقررہ سے مؤخر کر دینا،نماز کے حقوق،ارکان پورے طور پر ادا نہ کرنا،نماز ادا کرنے کے بعد غیبت،جھوٹ،چغلی وغیرہ سے اس کا ثواب ضائع کر دینا۔

(احکام القرآن:۶/۵۳،الجامع الاحکام القرآن:۱۱/۱۲،تفسیر کبیر:۲۱/۲۳۵)

غی دوزخ کی گرم ترین وادی ہے یہ وادی جہنم کے نچلے طبقے میں ہوگی۔جہنم کی آگ ٹھنڈی پڑنے لگے تو یہ وادی اس کو دوبارہ گرم کر دے گی۔کافر اور نافرمان اس وادی میں گرائے جائیں گے۔(احکام القرآن:۶/۵۳،الجامع الاحکام:۱۱/۱۱۶،تفسیر جلالین:۳۰/۴۲)

آیت کریمہ کا مفہوم

آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ان کی امتوں سے ناخلف ان کے جانشین ہوئے۔انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کا راستہ چھوڑ دیا۔نمازوں کو ضائع کرنے لگے اور بری خواہشات میں منہمک ہو گئے اسی طرح امت مرحومہ میں قرب قیامت وہ لوگ کثرت سے ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کر دیں گے

اور بری خواہشات میں مشغول ہوں گے۔ ان سب کا ٹھکانہ دوزخ کا سب سے گرم ترین اور گہرا ترین جنگل (وادی) ہوگا۔ ان برے اعمال سے بندۂ مومن کا بچنا فرض ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام جو ہر لحظہ جلال خداوندی سے ترساں اور لرزاں رہتے اور آنکھیں اشک فشاں رہتیں لیکن ان کے بعد جانشین ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے اسلاف کرام کے طریقہ کو بالکل فراموش کردیا۔ مستحبات ومندوبات کی پابندی تو کجا نماز وزکوٰۃ جیسے فرائض کو بھی انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ یا تو سرے سے ان کی فرضیت کے ہی قائل نہ رہے، یا فرضیت کا اقرار تو کیا لیکن انہیں ادا کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ یا انہیں ادا تو کیا لیکن ان کے آداب وشرائط کو نظر انداز کردیا اور ارشادات الٰہی کی بجا آوری کی جگہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔ وہ یاد رکھیں انہیں اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

ان لوگوں کو جانے دیجئے جو گزر گئے اور جن کے اعمال کے متعلق ہم سے محاسبہ نہیں ہوگا، ذرا اپنے اردگرد نگاہ ڈالئے بڑے بڑے اولیاء کاملین کی اولاد دین سے کس قدر دور اور احکام شریعت کی پابندی سے کس طرح آزاد ہے۔ یہ روح فرسا منظر دیکھ کر حساس دل تڑپ اٹھتا ہے اور آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں۔ جن کے آباؤ اجداد کی ساری عمریں اطاعت خدا اور اطاعت رسول میں گزریں۔ جن کی راتیں جلال خداوندی سے کانپتے ہوئے گزری تھیں۔ جن کا ایک قدم بھی جادۂ شریعت سے ہٹا ہوا نہ تھا۔ جن کا علم، جن کا عرفان، جن کا اثر ورسوخ اور جن کی دولت محض احیائے دین حنیف کے لیے وقف تھی۔ جن کی کتاب زندگی کا ہر ورق روحانیت کے انوار سے منور تھا۔ ان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے فسق وفجور کی رنگینیوں میں کھو کر رہ گئے ہیں۔ اطاعت وانقیاد کی راہ چھوڑ کر انہوں نے سرکشی اور نافرمانی کا راستہ کیوں اختیار کرلیا ہے۔ وہ ان آیت طیبہ میں غور کیوں نہیں کرتے؟ (ضیاء القرآن: ۳/۹۰)

صالحین اور ہم

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

کہاں ہیں رب کے منکر؟ کہاں جو بے نمازی تھے
مٹ گئے سارے عبرت کا نشان ہو کر

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ
تو کیوں ہے غافل؟ حضرت انسان ہو کر

نماز نور ہے اس نور سے کر روشن جبیں اپنی
پھر اُس جہاں میں تو چمکے گا مثل شمس جہاں ہو کر

سلف صالحین اور ہم میں فرق یہ ہے کہ

وہ دن کو روزہ رکھتے تھے	ہم کھاتے پیتے رہتے ہیں
وہ راتوں کو سجدہ کرتے رہتے تھے	ہم فلمیں دیکھتے رہتے ہیں
وہ راتوں کو تسبیح وتہلیل کرتے رہتے تھے	ہم رب کو بھلا کر اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہیں
ان کا دل رب کو منانے میں لگتا تھا	ہمارا دل گانا گانے میں لگتا ہے

ان میں ایک دوسرے کے لیے محبت تھی ہمارے اندر ایک دوسرے کے لیے نفرت ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں؟

جو خلوص ان میں تھا	وہ ہم میں نہیں
جو یک رنگی ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں
جو رواداری ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں
جو انصاف پسندی ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں
جو رعایا پروری ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں

جو ایفائے عہد ان میں تھا	وہ ہم میں نہیں
جو رحم دلی ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں
جو راست بازی ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں
نماز سے جو محبت ان میں تھی	وہ ہم میں نہیں

وہ اذان سن کر کاروبار چھوڑ دیتے تھے...... دنیا سے منہ موڑ لیتے تھے...... دنیاوی مشاغل سے تعلق توڑ لیتے تھے...... اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتے تھے...... اگر کوئی پیشے کے لحاظ سے لوہاروں کا کام کرتا ہے...... ہتھوڑا اس نے اٹھایا ہوا ہے...... اذان ہو گئی تو ضرب لگانے کی بجائے ہتھوڑے کو وہیں چھوڑ دیتا ہے۔

اگر کوئی کسان ہے تو	کھیتی باڑی وہیں چھوڑ دیتا ہے
اگر کوئی دکاندار ہے تو	دکانداری وہیں چھوڑ دیتا ہے
اگر کوئی تاجر ہے تو	تجارت کو وہیں چھوڑ دیتا ہے
اگر کوئی درزی ہے تو	کپڑے کو وہیں چھوڑ دیتا ہے
اگر کوئی پڑھتا ہے تو	پڑھائی کو وہیں چھوڑ دیتا ہے
اگر کوئی مزدور ہے تو	مزدوری کو وہیں چھوڑ دیتا ہے
اگر کوئی معمار ہے تو	اینٹ کو وہیں چھوڑ دیتا ہے

سنیں اور یاد رکھیں

حرکت ہے تو	بزرگوں کے طریقے میں
برکت ہے تو	بزرگوں کے طریقے میں
چین ہے تو	بزرگوں کے طریقے میں
خدا کی عبادت ہے تو	بزرگوں کے طریقے میں
بندوں سے محبت ہے تو	بزرگوں کے طریقے میں
کامیابی کی ضمانت ہے تو	بزرگوں کے طریقے میں

بے نمازی کی سزائیں

بے نمازی تیری شامت آئے گی
قبر کی دیوار بس مل جائے گی
توڑ دے گی قبر تیری پسلیاں
دونوں ہاتھوں کی ملیں جو انگلیاں
عمر میں چھوٹی ہے اگر کوئی نماز
جلد ادا کر لے تو آ غفلت سے باز
کر لے توبہ رب عزوجل کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

بے نمازی کا انجام

بے نمازی کا انجام سنیے اور لرز جایئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً، وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ ۔

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ: جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کے لیے نور کا سبب ہو گی۔ کمال ایمان کی دلیل ہو گی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی اور جو نماز کی پابندی نہیں کرے گا، اس کے لیے نہ تو نور کا سبب ہو گی نہ کمال ایمان کی دلیل ہو گی اور نہ بخشش کا ذریعہ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن

خلف کے ہمراہ ہوگا۔"

(انوار الحدیث، ص: ۱۵۹، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی، سنن دارمی، کتاب الرقائق: ۲/۳۹۰، الرقم: ۲۷۲۱، مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۱۲۴، الرقم: ۵۷۸)

"بعض علماء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا:
بے نمازی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ اس لیے ہوگا کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہوگا لہٰذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر اس کی حکومت نے اسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا یا اس کی غفلت کا سبب اس کی وزارت ہوگی تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا۔ لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا یا پھر اس کی تجارت اسے غفلت میں ڈالے گی لہٰذا وہ مکہ کے کافر ابی بن خلف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔"

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک صلوٰۃ، ص: ۲۱)

افسوس پہ افسوس کہ ضائع گنوائی سب عمر
آخر پڑے اندر سقر اے مومن غافل نہ ہو

اب تو جھک گئی تیری کمر ضعیف ہو گئی تیری نظر
ہوا نہ تجھ پہ اثر اے مومن غافل نہ ہو

وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ ○ لَا تُبْقِیْ وَ لَا تَذَرُ ○
لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ○ اے مومن غافل نہ ہو

قرآن ہے ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ہیں محمد نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ
ڈر، نصیحت قبول کر اے مومن غافل نہ ہو

ہوش کر اے بے خبر کتنا باقی ہے تیرا سفر
منزل ہے تیری قبر اے مومن غافل نہ ہو

قُــمْ، اے ظفر وَثِیَـــابَکَ فَـــطَهِّـــرْ
وَرَبَّکَ فَـــکَبِّـــرْ، اے مومن غافل نہ ہو

بے نمازی......الجھنوں میں رہتا ہے

آج ہمارے گھروں میں جھگڑے، بیماریاں نہ جانے کیا کیا الجھنیں ہیں۔ یقین کیجئے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ گھر والے بے نمازی ہیں۔ بے نمازی مسلمان نہایت ہی بدنصیب اور قابل نفرت ہے۔ اس میں اور کافر میں نشان امتیاز باقی نہیں رہا جس کو شیطان نے بے نمازی بنا دیا وہ شیطان کی سازشوں کا پوری طرح شکار ہو جاتا ہے۔ اس طرح کہ اسے ہر برے کام میں مزا آنے لگتا ہے یہاں تک کہ اسے برائی کا احساس تک نہیں ہوتا اور اس کی انتہا یہ ہے کہ وہ برائی کو اچھائی یا اپنا کمال سمجھنے لگتا ہے۔

یاد رکھیے۔

بے نمازی	دوزخ کا ایندھن ہے
بے نمازی	اندھیرے والا ہے
بے نمازی	شیطان کا چیلا ہے
بے نمازی	زندہ بھی مردہ ہے
بے نمازی	زحمت والا ہے
بے نمازی	گمراہی والا ہے

بے نمازی کی......عبرتناک سزا

سمرہ بن جندبؓ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں طویل حدیث مروی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد فرمایا: آج رات میں نے خواب دیکھا (اور نبی کا خواب حق ہے) کہ میرے پاس دو آنے والے آئے اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ ہم نے دوران سفر دیکھا کہ ایک آدمی زمین پر لیٹا ہے اور دوسرا آدمی اس کے سر پر ایک بڑا پتھر لیے کھڑا ہے اور اس

کے سر پر پتھر دے مارتا ہے۔اور سر کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور پتھر دور جا گرتا ہے۔وہ جا کر وہاں سے پتھر واپس لاتا ہے مگر اس کے آنے تک اس آدمی کا سر ٹھیک ہو جاتا ہے وہ دوبارہ پتھر سے اس کا سر توڑ دیتا ہے۔(اسی طرح اس کا سر بار بار جوڑا اور توڑا جاتا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے پوچھا یہ آدمی کون ہے تو میرے ساتھیوں نے بتلایا، یہ صبح کی نماز کے لیے نہیں اٹھتا تھا، اسے قیامت تک یہی سزا دی جائے گی۔(تفسیر بینات القرآن:۱/۲۳۶،بحوالہ صحیح بخاری:۱/۱۸۵)

بے نمازی کے چہرے......سیاہ ہوں گے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جسے لملم کہا جاتا ہے۔اس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ جتنا ہے۔اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جتنی ہے جب وہ بے نمازی کو ڈسے گا تو اس کا زہر ۷۰ سال تک اس کے جسم میں جوش مارتا رہے گا پھر اس کا گوشت گل کر ہڈی سے الگ ہو جائے گا۔''(الزواجر عن اقتراف الکبائر(مترجم)ص:۴۴۵،مطبوعہ:مکتبۃ المدینہ کراچی،بحوالہ المرجع السابق،ص:۲۶،کتاب الکبائر(مترجم)ص:۴۳،مطبوعہ:فرید بک سٹال(لاہور)

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا......بدتر ہے

دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''بنی اسرائیل کی ایک عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ بھی کر چکی ہوں۔آپ علیہ السلام اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ میرا گناہ معاف فرما کر میری توبہ قبول فرمالے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟ تو وہ بولی: ''میں نے زنا کیا ہے پھر اس سے جو بچہ ہوا میں نے اسے قتل کر دیا۔'' اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''اے بدکار عورت! یہاں سے چلی جا، کہیں آسمان سے آگ نازل نہ ہو جائے اور تیری بدعملی کے سبب ہم بھی اس کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔'' وہ عورت شکستہ دل لیے وہاں سے جانے لگی۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی:

''اے موسیٰ علیہ السلام آپ کا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ'' آپ نے اس توبہ کرنے والی عورت کو واپس کیوں لوٹا دیا؟'' کیا آپ نے اس سے بدتر کسی کو نہ پایا؟'' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے جبرائیل! اس سے بدتر کون ہوگا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جو جان بوجھ کر نماز کو ترک کرے۔'' (الزواجر عن اقتراف عن الکبائر (مترجم) ص: ۴۴۵، مطبوعہ: مکتبہ المدینہ کراچی، کتاب الکبائر (مترجم) ص: ۴۴، مطبوعہ: فرید بک سٹال (لاہور)

بے نماز کی قبر میں...... آگ ہوگی

سلف صالحین میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کی بہن کا انتقال ہو گیا جب وہ اسے دفنانے لگے تو ان کی پوٹلی جس میں کچھ پونجی جمع تھی قبر میں گر گئی۔ دفنا کر لوٹنے تک وہ اس سے بے خبر رہے، جب وہ واپس آئے تو انہیں یاد آیا وہ اس کی قبر پر آئے اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اسے کھودنے لگے۔ انہوں نے قبر میں بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو مٹی ڈال کر روتے ہوئے اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

''اے امی جان! مجھے میری بہن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟'' والدہ صاحبہ نے کہا! ''تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''امی جان میں نے اس کی قبر پر دہکتی ہوئی آگ دیکھی

ہے۔'' یہ سن کر وہ روتے ہوئے بولیں: ''بیٹا! تمہاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور اسے وقت گزار کر پڑھا کرتی تھی۔'' (محمد بن احمد ذہبی فی کتاب الکبائر (مترجم)، ص: ۴۵-۴۴، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، امام ابن حجر مکی فی الزواجر عن اقتراف الکبائر (مترجم) مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

پتہ چلا

نماز میں سستی کرنے والے کی	قبر میں آگ ہوتی ہے
نماز میں سستی کرنے والے کی	وقت نزع سختی آتی ہے
نماز میں سستی کرنے والے سے	اللہ ناراض ہوتا ہے
نماز میں سستی کرنے والے پر	اللہ کی مار ہوتی ہے
نماز میں سستی کرنے والے پر	ہر فرشتہ گرم ہوتا ہے
نماز میں سستی کرنے والا	ہمیشہ ناکام ہوتا ہے

؎ جو کوئی رب اپنے نوں سجدہ نہ کرے
ڈاہڈا دکھ لعین نوں دوزخ وچ سڑے

دوزخیوں کا......اقبال جرم کرنا

جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے، دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۝

کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا؟

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝

وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (پ:۲۹، المدثر: ۴۲-۴۳)

دعوت عمل

قابل قدر ماؤں اور بہنو!

ذرا سوچو تو سہی! جب وقت گزار کر نماز پڑھنے کا یہ حال ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔

ابھی سانس کی مالا ٹوٹی نہیں ۔۔۔ کہ واپس آیا نہ جا سکے
ابھی من اتنا آلودہ ہوا نہیں ۔۔۔ کہ اسے دھویا نہ جا سکے
ابھی اتنا بڑھاپا آیا نہیں ۔۔۔ کہ جھکا نہ جا سکے
ابھی اتنا عذاب آیا نہیں ۔۔۔ کہ بچا نہ جا سکے
ابھی رب کریم اتنا ناراض ہوا نہیں ۔۔۔ کہ اسے منایا نہ جا سکے
ابھی جنت اتنی دور ہوئی نہیں ۔۔۔ کہ اسے پایا نہ جا سکے
ابھی دوزخ میں ہم گرے نہیں ۔۔۔ کہ نکالا نہ جا سکے
ابھی گناہوں کے اتنے انبار نہیں ۔۔۔ کہ ان کو چھپایا نہ جا سکے

آئیے توبہ کیجئے اور یہ عہد کیجئے کہ انشاء اللہ عزوجل آج کے بعد ہماری کوئی نماز قضا نہیں ہوگی۔ رب کریم ہمارے گناہوں پر عفو کا قلم پھیر دے گا۔

؎ اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مولا ویکھے پردے پاون والا

☆☆☆

عزیز ماؤ اور بہنو! میرا آخری پیغام بھی سن لیں اور یاد رکھیں۔

میری بہن! نماز بھلاویں ناں
کدی غفلت ول توں جاویں ناں
رب دی نافرمان کہلاویں ناں

پڑھو لا الہ الا اللہ ۔۔۔ محمد پاک رسول اللہ

ایہہ دنیا کسے دی یار نہیں
اس دنیا تے اعتبار نہیں

نمازی نوں پینی مار نئیں

پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

اس عاجزہ نے تینوں سمجھا چھڈیا

نالے سدھے رستے پا چھڈیا

رب نال تینوں ملا چھڈیا

پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

☆☆☆☆
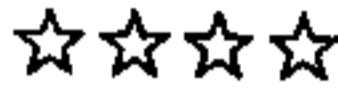
الحمد للہ! آج مورخہ 29 ستمبر 2014ء کو خواتین کی محفل میلاد (جلد دوم) مکمل ہوئی۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور ہر خاص و عام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

کنیزِ درِ فاطمہ

مسز حافظ محمد ظفر اقبال

29 ستمبر 2014

اِس کتاب میں آپ پڑھیں گے

- اسمِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- درود وسلام دربارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- بے مثال بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- استعانتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- سُنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- نماز، تقاضائے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم